

رائج
نیس کلام

ظرفیت
لہلک



7

عِمَان سیفی

بُرْنُس کرامَم

مکمل ناول

منظہر گل ریم ایڈٹ

یوسف برادرز پاک گیٹ
مُلتان

Prepared by: S.Sohail Hussain

عمران نے کارٹریک سگنل کی وجہ سے چوک پر روکی ہی تھی کہ سائینی پر موجود قٹ پاٹھ پر کھدا ایک ادھیع عمر آدمی قٹ پاٹھ سے اتر کر تحری سے کار کی طرف بڑھا۔

جتاب کیا اپ تھے روشہ سپاں ہاتھا دیں گے۔ وہاں سیرا بیٹا داخل ہے اور سیرے پاں دیاں جاتے کے لئے تیکسی کا کرایہ نہیں ہے اور بسوں کی آج بڑاں ہے۔ ادھیع عمر نے جلدی جلدی کہا تو عمران نے پاٹھ بڑھا کر کار کا دروازہ کھول دیا اور وہ آدمی جلدی سے سائینی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے سگنل اوپن ہو گیا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

آپ کی سیریاتی جتاب ورد میں نے ہٹلے بھی کئی لوگوں سے کہا تھا لیکن کسی نے لفٹ نہیں کراہی۔ اس آدمی نے اہتمامی تکڑا دلچسپی میں کہا۔

یکن ڈاکٹر نے کہا کہ اس کے ذمہ اور آنکھوں کا رابطہ بلاک ہو گیا
ہے اس نے اس کا بڑا اور طویل آپریشن ہو گا اور یہ آپریشن روشن
ہسپتال میں ہو سکتا ہے اس نے ہاشم کی فرم کے مالک نے اے
جہاں داخل کرایا۔ ابھی اس کے آپریشن سے بچتے نیت ہو رہے
ہیں۔ اس کے بعد آپریشن ہو گا۔ عبد الغنی نے وکھ پھرے لجئے
میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اچھے بچے آدمی کی اچانک بینائی چلی
جائے۔ کیا جھلے بھی اس کی آنکھوں میں تلفیف تھی۔ عمران نے
پوچھا۔

نہیں جتاب۔ اس کی بینائی تو سیر تھی۔ وہ تو عیتک بھی نہیں
لگاتا تھا۔ بس اچانک یہ = سب کچھ ہو گیا۔ عبد الغنی نے کہا تو
عمران نے اخیات میں سر بلادیا۔ پھر تقریباً آوحے گھنٹے کی سلسلہ
ڈرائیونگ کے بعد وہ روشن ہسپتال پہنچ گئے۔ یہ ایک جدید ہسپتال
تھا بھوٹھا سے ویسے رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ عمران نے کار ایک سائیکل پر
موہو دپار لگکھ سی روک دی۔

آپ کا بہت شکریہ جتاب۔ آپ نے سری وجہ سے اپنا قیمتی
وقت صاف کیا۔ عبد الغنی نے کار کا دروازہ کھول کر تجھے اترے
ہوئے کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کا منہ معمولی تھا۔ بہر حال اب
میں آگیا ہوں تو میں آپ کے بیٹے سے بھی ملتا چاہتا ہوں۔ عمران

آپ کا کیا نام ہے اور آپ کے بیٹے کو کیا ہوا ہے۔ عمران
نے چوک سے کار موزاٹے ہوئے کہا۔ وہ جاتا ایک ہوٹل میں رہا تھا
یکن اب اس نے کار کا رخ چوک سے اس سڑک کی طرف موز دیا تھا
جو روشن ہسپتال کو جاتی تھی۔ یہ آنکھوں کا پرائیویٹ ہسپتال تھا اور
خاص مہنگا تھا اس نے عمران کو حیرت ہو رہی تھی کہ اس آدمی کا پیٹا
روشن ہسپتال میں داخل ہے یکن اس کے پاس یہی کے پیٹے نہیں
ہیں۔

سر انام عبد الغنی ہے جتاب۔ سری دار اب محلے میں کریاتے کی
چھوٹی سی دکان ہے۔ سری ایٹا محمد ہاشم جہاں کی ایک پرائیویٹ فرم
میں کام کرتا ہے۔ اس فرم کے مالک بے حد اچھے اور نیک انسان
ہیں۔ انہوں نے ہاشم کو اس بڑے اور بزرگ ہسپتال میں داخل کرایا
ہے اور وہی اس کا علاج کرا رہے ہیں۔ اس آدمی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

آپ کے بیٹے کی آنکھوں کو کیا ہوا ہے جو اسے روشن ہسپتال
میں داخل کرایا گیا ہے۔ عمران نے پوچھا۔

بس کیا ہوتا ہے جتاب۔ قسمت کی باتیں ہیں۔ شاید سارے
دکھ ہم غریبوں کی قسمت میں ہی نکو دیتے جاتے ہیں۔ سری بینائی
اکاؤنٹنٹ ہے۔ اس نے اکاؤنٹنٹ کی باتاں دعہ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے
اور وہ بے حد محنت لڑکا ہے۔ وہ فرم میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ اچانک
اس کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی۔ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا

کا کورس ہے لیکن غریب اجائے اس کے بعد، سپیال کے آخر اجات ہیں۔
یہ ملا کر تقریباً دس لاکھ روپے بن جاتے ہیں اور فرم کے مالک
نے مذہرات کر لی ہے کہ وہ اتنی بھاری رقم طریق نہیں کر سکتا۔ اس
ڈاکٹروں نے مجھے کہا ہے کہ یا تو میں دس لاکھ روپے کا فوری
بندوبست کروں یا پھر داپس گھر چلا جاؤں اس لئے اب ہیں اور کیا کہ
سکتا ہوں۔ ہم غریب لوگ کہاں سے اتنی بڑی رقم کا بندوبست کر
سکتے ہیں۔ اس لئے اب یہ اندھیرا تو سیری قسم میں لکھ دیا گیا ہے۔

مجھے گھر لے چلو۔ ہاشم نے اپنے کریمیتے ہوئے کہا۔

”دس لاکھ روپے۔ اودہ۔ اودہ۔ اتنی بڑی رقم کہاں سے آئے گی۔
اتھی بھاری رقم تو کوئی اوہار بھی نہیں دے گا اور دے بھی دے تو
ہم اسے واپس کیسے کریں گے۔ اودہ میرے اندہ۔ اب میں کہاں جاؤں
میرا ہوں پہلا اب کیا کرے گا۔“ عبیدالغنی نے باقاعدہ روتے
ہوئے کہا۔

”تم سے کس ڈاکٹرنے یہ بات کی ہے۔“ عمران نے آگے
پڑھ کر ہاشم سے مخالف ہو کر کہا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں۔“ ہاشم نے چونک کر اور حریت پھرے
لئے میں کہا۔

”بیٹا یہ ہمدرد دل رکھنے والے ایک تیک آدمی ہیں۔ آج بسوں کی
ہر ٹال تھی اور میرے پاس ہمہاں تک آنے کے لئے ٹیکسی کا کراچی بھی
نہیں تھا۔ میں نے ان سے درخواست کی تو یہ مجھے ہمہاں لے آئے اور

نے بھی کار سے تیچے اترتے ہوئے کہا۔

”آپ واقعی ہمدرد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ آتیے۔“ عبیدالغنی
نے کہا اور پھر وہ عمران کو سماحت لے کر آگے چل دیا اور تمہاری در بھر
عمران ایک کرے میں داخل ہوا جہاں بیٹھ پر ایک صحیت مند نوجوان
لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر پنی بندھی ہوئی تھی اور اس کی عمر
چھ سیکھیں سال تھی۔

”بیٹے ہاشم میں آگیا ہوں۔ کیا حال ہے تمہارا۔“ عبیدالغنی نے
آگے بڑھ کر نوجوان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”ابا کیا یہاں۔ اب میں ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا۔“
اب میرا علاج نہیں ہو سکتا۔ اب تم مجھے گھر لے جاؤ۔ یہی میرا
قسمت ہے۔ نوجوان نے روپیتے والے لبھے میں کہا۔ اس کی
آواز میں ایسا درد تھا کہ عمران بے اختیار تھا پڑھا۔

”کیا۔ کیا یہ رہے ہو۔ علاج کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا ہوا
ہے۔“ عبیدالغنی نے ہوپ کر کہا۔

”ابا۔ شیست کرنے کے بعد ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ آپ بیشن نہیں
ہو سکتا۔ اس کا طلاق خاص قسم کے انجمن ہیں۔ یہن یہ انہیں پے
حد ہے۔ ایک انجمن دس ہزار روپے کا ہے اور سایہ انجمن کا
کورس ہے اور اتنے انجمن لازماً اور متواتر گائے ہوں گے۔ اگر ہم
ٹے ایک بھی تائند کر دیا تو سابقہ انجمن کا اثر ختم ہو جائے گا اور
کورس نئے سرے سے شروع کر دے ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ چھ لاکھ

کہا۔
اوہ اچھا۔ لیکن جتاب میں نے چھ لاکھ روپے انجمنگز کے کورس
کے باتے ہیں۔ باقی چار لاکھ روپے، سپتال کے اخراجات اور ویگر
سترنق اخراجات پر خرچ ہوں گے۔ ڈاکٹر رفیع نے جواب دیا۔
اس قدر ہنگامہ کو کس کسی کا ہے اور کون اسے استعمال
کرتا ہوگا۔ عمران نے کہا۔

یہ ایک ایکدیمیں کمپنی ہے جتاب اور انجمنش ان کی جدید
ترین ریسرچ کا نتیجہ ہے اور اس ریسرچ کے شیئے میں ہی بلاکنگ کا
علاج ممکن ہوا ہے ورنہ اس سے بھلے تو اس طرح کی بلاکنگ کا کوئی
علاج ہی نہیں تھا۔ ڈاکٹر رفیع نے متیناتے ہوئے کہا۔
لیکن اس قدر ہنگامے علاج کا کیا فائدہ ک کوئی اس سے مستقید
ہی نہ ہو سکے۔ عمران نے کہا۔

جب بینائی سے جڑ کر کوئی دولت اس دنیا میں نہیں ہے اس
لئے جو لوگ ملکہ امراء میں شامل ہیں وہ تو آسانی سے علاج کر لیتے
ہیں لیکن جن کا تعلق متوسط طبقے سے ہو وہ جا سیداد اور پرنس وغیرہ
لروخت کر کے علاج کرتے ہیں اور جو بہت غریب ہیں وہ بس
ٹھٹھلی سالس لے کر رہ جاتے ہیں لیکن اب کیا کیا جائے یہ واقعی
اس قدر ہنگامہ علاج ہے کہ کوئی دوسرا اس کی امداد بھی نہیں کر
سکتا۔ ڈاکٹر رفیع نے متیناتے ہوئے کہا۔

آپ نے اب تک کتنے مریضوں پر یہ علاج آزمایا ہے۔ عمران نے

جیسی دیکھنے بھی آئے ہیں۔ عبد الرحمن نے کہا۔

آپ کا شکریہ جتاب۔ لیکن آپ ڈاکٹر صاحب کا نام کیوں پوچھ رہے ہیں۔ میں غلط بیانی نہیں کر رہا۔ ویسے آپ کے آئے سے دو گھنٹے بھلے سب سے پڑے ڈاکٹر رفیع صاحب نے خود مجھے یہ بات بتائی ہے۔ ہاشم نے کہا۔

میں یہ نہیں کہ رہا کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو۔ میں تو اس ڈاکٹر سے خود ملتا چاہتا ہوں کیونکہ اس قدر ہنگامہ کو اس تو شاید کوئی بھی افورد نہیں کر سکتا بتا ڈاکٹر صاحب بتا رہے ہیں۔ کیا نام بتایا ہے تم نے ڈاکٹر رفیع۔ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔“ ہاشم نے جواب دیا۔

آپ ہماں رکھیں۔ میرے آئے تک آپ نے کہیں نہیں جاتا۔
میں ڈاکٹر صاحب سے مل کر ابھی آہماں ہوں۔ اک تعلیٰ اپنی رحمت
کرے گا۔ عمران نے کہا اور تجویز سے ہڑکرے سے باہر نکل
گیا۔ تھوڑی درجھد وہ ڈاکٹر رفیع کے کرے میں مدد و تھا۔ پسند اور
ڈاکٹر بھی ہماں موجود تھے جو اپنے مریضوں کے سلسلے میں ڈاکٹر رفیع
سے ملنے آئے تھے جن سے فارغ ہو کر ڈاکٹر عمران کی طرف متوجہ ہو
گیا۔

”جی آپ فرمائیے۔“ ڈاکٹر رفیع نے کہا۔

”میں ایک مریض ہاشم کے سلسلے میں آیا ہوں جسے آپ نے علاج
کئے دس لاکھ روپے کے اخراجات بتائے ہیں۔“ عمران نے

“رضا یہ چھپک لے جاؤ اور اس کی رسید بنا کر لے آؤ۔ یہ کہہ تیر
انمارہ میں داخل نوجوان ہاشم ولد عبدالحقی کے لئے ہے اور ایک
کورس ثی ایس انجمنشہ کا منگوالو۔ ڈاکٹر رفیع نے کہا۔
”میں سر۔ نوجوان نے کہا اور چھپک لے کر واپس چلا گیا۔
”آپ رسید لے کر جائیں۔ میں وارڈ کا ایک راوٹنڈ نگالوں۔“
ڈاکٹر رفیع نے کہا اور انہ کر تیر تیر قدم انتحاتا پاہر چلا گیا۔ چند لمحوں
یبعد دروازہ کھلا اور دی نوجوان جس کا نام رضا تھا اور جو چھپک لے کر
گی تھا واپس اندر داخل ہوا اور اس نے رسید عمران کے حوالے کر
دی۔

”یہ کس کمپنی کا کورس ہے اور کہاں سے ملتا ہے۔“ عمران
نے اپنے کر رضا کے ساتھی پاہر آتے ہوئے کہا۔
”ٹی ایس ایکریسین میں کمپنی کا کورس ہے جتاب۔ بہت ہی مہنگا
کورس ہے۔ بجائے لوگ گس طرح اس قدر مہنگا علاج کرتے ہیں
میں تو سوچ کر ہی پاگل ہو جاتا ہوں۔“ رضا نے مٹر کر کہا۔
”کیا اس انجمنش کی کوئی تھالی ڈبی مل سکتی ہے۔“ عمران نے
کہا۔

”آپ نے کیا کرتا ہے اسے۔“ رضا نے چونک کر کہا۔
”میں کوشش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس کی قیمت میں کمی
کر دے۔“ عمران نے کہا تو رضا اس طرح ہنس پڑا جیسے عمران
نے بچپن سے بات کی ہو۔

نے کہا۔

”جتاب۔ میں لے ہے بسایا ہے کہ یہ جدید ترین ریسرچ ہے اور
اسے بہاں متعارف ہونے ابھی صرف ایک ماہ ہوا ہے اور اب تک
اس مرض کے پھیں مریض بہاں روشن ہسپاں میں داخل ہو چکے
ہیں جن میں سے دس علاج نہ کر سکنے کی وجہ سے واپس چلے گئے ہیں
جنکے پندرہ زیر علاج ہیں اور پھر اس سے ہے یہ ہمکہ بیماری بہاں
اس قدر زیادہ نہیں دیکھی گئی یعنی اب تو لگتا ہے کہ گزشت ایک ماہ
سے یہ بیماری پھیلی چلی جا رہی ہے۔“ ڈاکٹر رفیع نے کہا۔

”کیا اس بیماری کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ کوئی اور انجمنش یا
اپریشن وغیرہ۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں۔“ ڈاکٹر رفیع نے خنثی جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران
نے جیب سے چھپک ہک ٹکالی اور ایک چھپک پر اس نے دس لاکھ لکھ
کر دستخط کئے اور اسے چھپک ہک سے عینہ کر کے اس نے اسے ڈاکٹر
کے سامنے رکھا دیا۔

”یہ کیا ہے جتاب۔“ ڈاکٹر نے چھپک الہا کر حیث بھری
نظر وہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بیٹھم کا علاج شروع کر دیں۔ یہ انجمنش کے کورس اور ہسپاں
کے دلگرد تمام اخراجات ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے جتاب۔“ ڈاکٹر رفیع نے کہا اور جنک
کر گھنٹی بجادی۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

- کیا - کیا واقعی سر اعلان ہو گا۔ ہاشم نے ایک جھنکے سے
انہ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔
پاں - واقعی تمہارا اعلان ہو گا اور یہ رقم میں نے جمع نہیں کرائی
بلکہ ایک ٹرست کی طرف سے جمع کراتی گئی ہے۔ عمران نے
عبدالحقی کے شانے پر تھوڑی دیتے ہوئے کہا۔
- کیا - کیا واقعی دس لاکھ روپے ادا کر دیے گئے ہیں۔ اور اس
قدر بھل دی رقم۔ اور کیا اس زمانے میں بھی ایسے اوگ موجود ہیں۔
کیا واقعی۔ عبدالحقی نے رک رک کر اور ایسے لمحے میں کہا جسے
اسے ابھی تک اس بات پر یقین نہ آ رہا ہوا۔
- یہ ہیں۔ یہ تمہاری سی رقم رکھ لیں اخراجات کے سلے میں اور
اخراج اندھ میں بھی آتا رہوں گا۔ اب مجھے اجازت دیں۔ عمران
نے کوت کی اندر ورنی جیب سے بڑے توٹوں کی ایک گلڈی تکال کر
عبدالحقی کے باہم پر رکھی اور خود کمرے سے باہر نکل گیا۔ تمہاری در
بعد اس کی کار تیزی سے والش متزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔
اس کے ہن میں یہ سوچ سوچ کر ہی بجولے سے انہر ہے تھے کہ اگر
اس انجمن کی قیمت، ہمایہ ملک کافرستان میں ایک ہزار روپے ہے
تو ہمایہ کیوں دس ہزار روپے ہے۔ گو وجد اسے رفاقتے بتائی تھی
لیکن اسے اس پر یقین نہ آ رہا تھا کیونکہ اتنا زیادہ فرق حسکن ہی نہ تھا
اور وہ اب اسے چیک کرنا پچاہتا تھا۔

- حکومت کے ارباب اختیار کی وجہ سے تو یہ اس قدر ہائل ہوئی
ہے جتاب۔ اس کمپنی کا یہ انجمن کافرستان میں صرف ایک ہزار کا
ہے ہمایہ دس ہزار کا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ ہمایہ وزارت کے
ہرے افسر صاحب نے لاکھوں روپے رشتہ لے کر اس کی اتنی
قیمت رکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ بہرحال یہ لیں خالی ڈبیہ۔
رفاقتے کہا اور ساتھ ہی جھٹک کر اس نے ایک چھوٹی سی ڈبیہ الٹھائی
اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

- شکریہ۔ عمران نے ایک لکڑیہ کو دیکھا اور پھر اسے
جیب میں رکھ لیا اور والپیں اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں
عبدالحقی اور اس کا یعنیا موجود تھے۔ عبدالحقی بیٹھ کے ساتھ کرسی پر سر
جھکائے اہمانتی سخوم حالت میں یہاں ہوا تھا جبکہ ہاشم جس کی
آنکھوں پر پیشیاں ہندھی ہوتی تھیں۔ اس کا پہرہ بھی بڑی طرح شکا ہوا
تھا۔ عمران کے کمرے میں داخل ہونے پر عبدالحقی نے سر المعاشر
اسے دیکھا اور انہوں نے کھرا ہوا۔

- یہیں رسید دس لاکھ کی۔ ہاشم کے علاج کے تمام اخراجات اور
ہو گئے ہیں۔ اب آپ کو مزید کچھ نہیں طریق کرنا۔ اب ہاشم کا علاج
ہو گا اور انشاء اللہ یہ صحت مند ہو جائے گا۔ عمران نے رسید
عبدالحقی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا تو عبدالحقی کامن کھلے کا کھلاڑہ
گیا۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران کوئی مافق
القطرت چڑھا ہو۔

طرف سے جیکن نے جواب دیا۔
”یہ تاب تو اچھا نہیں ہے — اسے بخنا چاہتے۔“ — غیر
ملکی نے کہا۔

”سر۔ اس ملک میں غربت بہت زیادہ ہے اور ہمارے پاس کوئی
ایسا طریقہ نہیں ہے کہ یہ ہماری صرف امراء کو ہی مشترکے اس
لئے مجبوری ہے۔“ جیکن نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر یہ ریز کو پوش علاقوں میں پھیلا دیا
جائے تو خاصے ہستہ تباخ تکل سکتے ہیں۔“ غیر ملکی نے کہا۔

”ہم اس شارگٹ پر بھی کام کر رہے ہیں۔ لیکن پوش علاقوں میں
سرہ زیادہ ہے اور کوئی خیال بھی ریزی اور دور دور ہیں اس لئے ریز
تابخ ہو جاتی ہے اور اکاڈمی مریض بنتے ہیں جبکہ گنجان آباد علاقوں میں
آکر ہجھن کی ویسے یہی کمی ہوتی ہے اس لئے وہاں ریز زیادہ اچھے انداز
میں کام کرتی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ گنجان آباد علاقوں میں امراء کا
تابخ پر حد کم ہوتا ہے۔“ جیکن نے کہا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ریز کو ہر کوئی میں علیحدہ فائز کیا
جائے۔“ غیر ملکی نے کہا۔

”تھیں جتاب۔ ایسا کوئی ستم نہیں ہے۔ ان ریزوں کو کسی بھی
علاقوں میں فائز کرنے کے لئے ایک طویل پر اس استعمال کرنا پڑتا
ہے اور وہ بھی کسی چارویواری کے اندر رہ کر ورنہ تو اسے چھیک بھی
کیا جاسکتا ہے۔“ جیکن نے جواب دیا۔

آفس کے اندازوں میں سجائے گئے کمرے میں ایک اتنا قیمتی آفس
ٹیبل کے پیچے ایک لمبے قد اور ہماری جسم کا ملک غیر ملکی یعنہ اس تھا
کہ میں یہ موجود قون کی گھنٹی نج اٹھی تو غیر ملکی نے پاٹھے پڑھا کر رسپور
اٹھا لیا۔

”یہ۔“ غیر ملکی نے کہا۔

”جیکن یوں رہا ہوں سر۔“ دوسری طرف سے ایک مرد اد
آواز سناتی دی۔

”یہ۔ کیا پورٹ ہے۔“ غیر ملکی نے پوچھا۔

”ہمارا مشن خاصا کامیاب جا رہا ہے سر۔ آج بھی ہنس مریض سی
لی کے ہسپا لوں میں بیٹھ گئے ہیں جن میں سے گیاہ مریضوں نے
کوئی خریدا جبکہ نوائیے ہیں جو کوئی نہیں فرید سکے۔“ دوسری

23

”ڈاکٹر شاہزادے بات کرو۔“ غیر ملکی آرٹلڈ نے کہا۔
 ”میں سر ہولڈ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”چند لمحوں بعد ایک چاری ہزار سے اوپر تھیں جائے گے۔“ ایک دوسرے شہروں میں بھی کام کرنا ہے۔
 ”آرٹلڈ بول رہا ہوں ڈاکٹر شاہزادے پاکیشیا سے سہماں آپ کا فارمولہ کا میاب نہیں جا رہا جس کی وجہ سے ہم بے حد پریشان ہیں۔“ آرٹلڈ
 ”کیا مطلب یہ کہے ہو سکتا ہے کہ فارمولہ کا میاب نہ ہے؟“
 ڈاکٹر شاہزادے اتنا جیت بھرے بھجے میں کہا۔
 ”آپ نے سی بی رین فائز کرنے کا جو فارمولہ دیا ہے وہ اتنا جیت کا سلسلہ موجود ہے۔“ میں مجھے سے اور نیک سلسلہ رشوت دینی پڑ رہی ہے
 پھر ڈاکٹر صاحب کو بھی خصوصی مراعات دینی پڑتی ہیں ورنہ ڈاکٹر صاحب کمپنی سے تعاون نہیں کرتے اس لئے سہماں قیمت کے کم کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیت اب مجھے اس سلسلے میں کچھ اور سوچتا ہو گا۔ بہر حال تم لوگ اپنا کام چاری رکھو۔ غیر ملکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گرینل دبایا کر ہاتھ الحیا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نیزہ میں کرنے شروع کر دیے۔
 ”ماشیک بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور مرداش آواز سناتی دی۔
 ”آرٹلڈ بول رہا ہوں۔“ غیر ملکی نے کہا۔
 ”اوہ۔ میں سر۔ قریبیے۔“ دوسری طرف سے اس بار مودباد لمحے میں کہا گیا۔

میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ جس سے اس بھاری کو صرف امراء کے رہائشی علاقوں میں پھیلایا جا سکے تاکہ وہ لوگ ڈرگ خرید کر ہمارا نارگٹ پورا کر سکیں۔ آرٹلٹ نے کہا۔

آپ نے اب تک کیا طریقہ اپنایا ہے۔ ڈاکٹر شاہزاد نے کہا۔
وہی جو ہر ملک میں اپنایا جاتا ہے کہ گنجان آباد علاقوں میں اور بوش علاقوں میں سی بی کیس فائز کر دی جاتی ہے اور جن لوگوں کی چنگوں میں بھٹے سے نئی ایسی ثی موجود ہوتا ہے اس پر کیس اخراجداز ہو جاتی ہے اور وہ سی بی کا شکار ہو کر ہسپتال پہنچ جاتا ہے لیکن مجھے حریت ہے کہ ہماری ایسی ثی کے حامل افراد کی تعداد اول تو ہے حد کم ہے اس نے سی بی رین کا شکار بے حد کم لوگ ہوتے ہیں۔ یوں کچھوکہ وس ہزار کی آبادی میں سے دوسو مریض میر آتے ہیں اور ان دو سو میں سے بھی دس پارہ ہی علاج کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس طرح ہماری رین بھی قائم ہو جاتی ہے۔ آرٹلٹ نے جواب دیا۔

اوہ۔ واقعی یہ تناسب تو اپنائی مایوس کن ہے۔ شاید پاکیشیا کی آپ وہوا یا پانی میں ایسے اثرات ہیں کہ وہاں نئی ایسی ثی کے حامل افراد کی تعداد بے حد کم ہے۔ لیکن اگر اچانک بڑے شہروں میں اندھوں کی تعداد بڑھ جائے تو حکومت یا اس کی کوئی وجہ بھی نہیں پہنچ سکتی ہے اور پھر معاملات اوپن ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر شاہزاد نے کہا۔

آپ قیمتوں میں کی کر دیں تاکہ ڈرگ متوسط طبقہ بھی خرید سکے۔ ڈاکٹر شاہزاد نے کہا۔

یہ تباہ تو ہے ڈاکٹر کہ ہمارے سلسلہ پر کرپشن ہے۔ پھر ہم اصل کمپنی تو نہیں ہیں۔ ہم نے تو ایشیا کے لئے مارکیٹ کے حقوق خریدے ہوئے ہیں اور ایشیا کے دوسرے ملکوں میں بھی کرپشن ہے لیکن اتنی نہیں جتنا ہمارا پاکیشیا میں ہے اس لئے ہمیں ہمارا ڈرگ کی ٹیکٹیں بھی سب سے زیادہ رکھنی پڑی ہیں اور اب اسے کم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صرف کرپشن ہی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارا ڈاکٹروں کو بھی مراعات دینی پڑتی ہیں۔ ڈرگ سلڈر کو بھی ہماری کمیشن روپا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اس علاج کے بارے میں بڑے بڑے سیستار کرائے جا رہے ہیں جس میں اس بھاری اور اس کے علاج کے بارے میں جپرزا پڑھنے والوں کو ہماری محاومنے دیتے جاتے ہیں۔ مخصوص صحافیوں کو بھی ہماری محاومنے دے کر اس بھاری اور اس کے علاج کے بارے میں کالم لکھوانے جا رہے ہیں۔ اخبارات کے مالکان کو بھی بڑے بڑے اشتراکات دیتے جا رہے ہیں۔ اس طرح ہمارا اس ڈرگ کی مارکیٹ پر بے پناہ سرمایہ فریقا ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی سیل بے حد کم جا رہی ہے کیونکہ جنپ ہوام تو ایک طرف اصلی متوسط طبقہ بھی اس علاج پر سرمایہ لگانے سے قاصر ہے۔ آرٹلٹ نے کہا۔

تو پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر شاہزاد نے کہا۔

Prepared by: S.Sohail Hussain

ہوتا کہ ہمیں نقصان ہے، تو کے۔ تھیک ہے ڈاکٹر صاحب۔ اب ایسا کر کے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ گذبائی۔ آرٹلڈ نے کہا اور سیور رنگ دیا۔ اب اس کے پھرے پر قدرے اٹھیتاں کے اثرات اجرا تھے۔

اس کی وجہے فکر نہیں کیونکہ بظاہر یہ سب کچھ قدرتی سمجھا جاتا ہے۔ ہمار کسی بھی بی ریز کے بارے میں علم نہیں ہے اور نہ ہی اس ریز کو فائز کرنے سے کچھ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ بے رنگ اور بے بو طرح کی ریز گیس بن کر ہوا میں شامل ہو جاتی ہے اور اس۔ اصل منہد ہے کہ ہمیں امرا طبقے میں اس کے زیادہ مریض چاہئیں تاکہ ہماری پڑاکٹ کا نارگٹ پورا ہو سکے۔ آرٹلڈ نے کہا۔

”ایک صورت میں ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ امرا طبقے کے بھائی علاقوں میں بھی کے ساتھ ایسا ریز کس کر کے فائز کرائیں۔ اس طرح ہی بھی کی پاور یکسر بڑھ جائے گی لیکن یہ بتا دوں کہ ان کے اثرات صرف دو ہفتوں تک رہ سکتے ہیں۔ دو ہفتوں بعد یہی اس کے اثرات ختم ہوں گے بتائی خود تکوہ بحال ہو جائے گی۔ لہذا ایسا ہے، کہ بھی بھی کے شکار مریض آپ کا کورس مکمل۔ خوبی میں اور اس طرح آپ کو نقصان ہو جائے۔ ڈاکٹر شاہزاد نے کہا۔

”لیکن ایسا ریز تو بے حد ہمگلی ہے گی۔ آرٹلڈ نے کہا۔“ واقعی۔ یہ بے حد ہمگلی ہے اس لئے اسے زیادہ مقدار میں استعمال نہ کریں اور صرف امرا کے بھائی علاقوں میں استعمال کریں۔ گنجان آباد علاقوں میں استعمال نہ کریں۔ ڈاکٹر شاہزاد نے کہا۔

”ہمار۔ ایسا ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی ہمیں یہ بھی کرنا ہو گا کہ ہم مکمل کورس فروخت کرنے کا اعلان کر دیں اور وہ بھی ناقابل واپسی

یہمتو سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

- یہ بہت بڑا اعزاز ہوتا ہے جتاب۔ آپ غیر ملک میں پا کیشیا کی
نہادگی کرتے ہیں کیا یہ اعزاز کم ہوتا ہے۔ عمران نے سلام
کرنے کے بعد میر کی دوسری طرف کری پر بیٹھنے ہوئے کہا۔

- اس پر ائے میں تھاری بات درست ہے۔ بہر حال بتاؤ کیسے آتا
ہوا کیونکہ میں اہتمائی اہم قائل کا مطالعہ کر رہا ہوں اور آدھے گھنٹے بعد
میں نے خصوصی میٹنگ میں شریک ہوتا ہے۔ سرسلطان نے
لچے کو سمجھیدہ بتاتے ہوئے کہا۔

- ہر باتی نس آنر بیل آئی کو بھی اطلاعات ملی ہیں کہ آپ دفتر میں
بیٹھنے کی بجائے خصوصی میٹنگ میں زیادہ وقت گزارتے ہیں اور مجھے
نہادگی کا اجازہ اس نے بخشایا ہے کہ میں ان خصوصی میٹنگ کے
باہرے میں تفصیلی رپورٹس ہر باتی نس آنر بیل آئی کی خدمت میں
ہیش کر سکوں۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے بazar آنے والا تھا۔

- کیا مسیت ہے۔ کیا تھیں اس دارالحکومت میں صرف میں ہی
 قادر تھرا آتا ہوں۔ سرسلطان نے غصے سے آنکھیں لکلتے ہوئے
کہا۔

- آپ فارغ ہوں تو پھر ہر باتی نس آنر بیل آئی کو کوئی شکایت
نہیں ہوگی کیونکہ پھر آپ فراغت کی وجہ سے انہیں شاپنگ کرانے
لے جائیں گے۔ تفریجی مقامات کی سر کرائیں گے۔ فوڈ سٹریٹ لے
جا کر کھانے کھائیں گے۔ اصل مندر تو آپ کی عدم فراغت کا

- کیا رعایا کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے کی اجازت ہے یا
نہیں۔ عمران نے سرسلطان کے آفس کا پردہ ہٹاتے ہوئے
اہتمائی لجاجت آمیز لچے میں کہا تو میر کے بچھے بھینے ہوئے سرسلطان بے
اختیار پوٹک پڑے۔ وہ کسی قائل کے مطالعہ میں مصروف تھے۔

- تم اور بچاں اس طرح بغیر اطلاع دیتے چلے آئے۔
سرسلطان نے اہتمائی حریت بھرے لچے میں کہا کیونکہ عمران جب بھی
آتا تھا تو اطلاع دے کر ہی آتا تھا لیکن آج وہ اپنا نک اگیا تھا۔

- میں چونکہ اس وقت ہر باتی نس آئی کا نہادگہ ہوں اس لئے
اپنا نک پچاپ مارنے حاضر ہوا ہوں۔ عمران نے اندر داخل
ہوتے ہوئے ہوں سمجھیدہ لچے میں کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس
پڑے۔

- تھاری قسم میں شاید نہادگی بھی نکھدی گی ہے۔ بہر حال

کہا۔
”لیکن میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔“ سرسلطان نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔ انہیں واقعی سمجھ د آ رہا تھا کہ عمران کی کہنا پڑتا ہے۔

”اس انجمن کی کافرستان میں قیمت ایک ہزار روپے ہے جبکہ ہمارا دس ہزار روپے اور کمپنی ایک ہی ہے۔“ عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار چونکہ پڑے۔

”اتھا فرق۔ اودہ نہیں۔ اس قدر فرق کیسے ہو سکتا ہے۔“ سرسلطان نے چونکہ کر حریت بھرے لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک بار پھر میز پر پڑی ہوئی ڈبیہ کو انداخت کر ھور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”وہیں پر اس واقعی دس ہزار روپے چھپی ہوئی ہے۔“ عمران نے کہا تو سرسلطان نے اشبات میں سر بلاؤ دیا۔

”پھر تم کیا چلتے ہو۔ میں اس معاملے میں کیا کر سکتا ہوں۔“ سرسلطان نے کہا۔

”میں نے اپنے طور پر جو کچھ معلوم کیا ہے اس کے مطابق واقعی کافرستان میں اس انجمن کی قیمت ایک ہزار روپے ہے اور صرف اس انجمن کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ تمام ادویات جو علمی نیشنل کمپنیاں خیار کرتی ہیں سب میں اسی طرح کا فرق ہے۔“ بے پناہ فرق۔ میں اس فرق کی وجہ کہنا پڑتا ہوں۔ آپ سینکڑی وزارت صحت سے

ہے۔ عمران نے جواب دیا تو سرسلطان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور سلمتے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اسے انداخت کی طرف رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یو لو۔ کیا کہتے ہو۔“ سرسلطان نے اجھے جاتے والے لجھے میں کہا۔

”یہ ڈبیہ دیکھیں۔ ایک مٹی نیشنل کمپنی کا خیار کردہ ڈرگ ہے۔ اس میں ایک ایسا انجمن ہے جو بینائی کی بحالی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔“ عمران نے یکٹ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ڈبیہ ٹکال کر سرسلطان کے سامنے رکھ دی۔ سرسلطان کے بھرے پر حریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ انہوں نے ڈبیہ انداخت کے چاروں طرف سے گھما کر دیکھا۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔“ سرسلطان نے جھیت بھرے لجھے میں کہا۔

”اس ڈبیہ میں ایک انجمن ہوتا ہے اور اس انجمن کی پاکیڈی میں قیمت دس ہزار روپے ہے اور بینائی کی بحالی کے لئے سامنہ انجمن کا کورس ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ ایک کورس چھ لاکھ روپے کا ہے اور یہ کورس انداختی فریڈ نہیں ہے کیونکہ ہلاکاتا ہے ایک انجمن لگایا جاتا ہے اور اگر کسی روز انجمن ۔۔۔ لگے تو پھر انگریزہ انجمن کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں اور پھر نئے مرے سے سامنہ انجمن لگانے پڑتے ہیں۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لجھے میں

کے چیف جتاب ایکسٹو کے بارے میں تو جلتے ہوں گے۔ وہ اس تدریجی اختیار ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو آپ اور سیری تو کوئی حیثیت ہی نہیں وہ صدر مملکت کو بھی اپنے حکم سے فارغ کر سکتے ہیں۔ ان کے نشاندہ خصوصی جتاب علی عمران صاحب سیرے آفس میں موجود ہیں اور وہ آپ سے چند اہم باتیں معلوم کرتا چلتے ہیں۔ سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس دوران ہاتھ بڑھا کر لاوزر کا ہٹن پر لیں کر دیا تھا۔

• میں عمران صاحب کو جانتا ہوں جتاب سر عین الدین کی وجہ سے۔ ہمارے اور سر عین الدین صاحب کے خاندانی مراسم ہیں۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ اور کے۔ میں انہیں آپ کے پاس بیٹھ گرا ہوں۔ سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

• چہارا کیا خیال ہے عمران۔ کیا یہ کوئی سازش ہے۔ سرسلطان نے رسیور کئے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل ڈا۔ میں بھٹکتا تھا کہ ہمارے ذہنوں کے اثرات پڑ گئے ہیں لیکن لگتا ہے کہ آپ پر بھی ہمارے ذہنوں کے اثرات پڑ گئے ہیں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ قسمتوں میں اتنا فرق کیوں ہے اور اسے کم کیوں نہیں کیا جا رہا۔ اس میں سازش کہاں سے آگئی۔ عمران نے مٹتے ہوئے کہا تو سرسلطان بے اختیار سکرا دیئے۔

سیری بات کرائیں ہے تو عموم کو باقاعدہ لوٹا جا رہا ہے۔ عمران کے لمحے میں بے حد سختی تھی۔

- اگر ایسا ہے تو درست ہے۔ لیکن تم نے یہ ذیسے کہاں سے ملے۔ سرسلطان نے کہا تو عمران نے انہیں عبدالحقی سے ہوتے والی ملاقات اور اس کے بیٹے کی ہماری سے ملے کرو اپس آنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

”وس لاکھ روپے اخراجات اس ہماری کے علاج پر آتے ہیں۔“ ادا۔ دری بیٹھ۔ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔ اس طرح تو پاکیشیا کی تمام آبادی اس علاج سے محروم رہ جائے گی۔ سرسلطان نے پریشان سے لمحے میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے قون کار سیور اٹھا کر ایک بٹن پر لیں کر دیا۔

• سیکرٹری وزارت صحت راتا انکمال صاحب سے سیری بات کراو۔ سرسلطان نے اپنے پی اے سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ میں ان سے تفصیلی بات کرتا چاہتا ہوں۔ عمران نے ہوت چلاتے ہوئے کہا۔

• تھیک ہے۔ میں چہارے بارے میں انہیں بتا دیتا ہوں۔ تھلی مژل میں ان کا آفس ہے۔ تم ان سے مل کر بات کرو۔ سرسلطان نے کہا تو اسی لمحے فون کی حصی نج اٹھی اور سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

• سلطان بول رہا ہوں راتا صاحب۔ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس

اور مرغ باز تو سنتے رہتے تھے اب یہ فقرے بازا۔ بہت خوب۔
عمران نے کہا تو راتا اکمل بے اختیار ہنس پڑا۔

یہ سخنوار مجھے یہاں کہ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو جس کے لئے
سرسلطان کو مجھے ایکسو کا تفصیلی تعارف کرنا پڑا۔ راتا اکمل
نے سمجھا ہوتے ہوئے کہا۔

آپ نماز تو پڑتے ہوں گے۔ عمران نے یقین سمجھا ہوتے
ہوئے کہا۔

ہاں۔ الحمد لله۔ کیوں۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیوں پوچھ رہے
ہو۔ راتا اکمل نے احتیاطی حریت بھرے مجھے میں کہا۔

آپ نے خود ہی تو کہا کہ میں جو یہ چھٹا چاہتا ہوں وہ پوچھوں
اب جب میں نے پوچھے کچھ شروع کی ہے تو آپ خود ہی پریشان ہو گئے
ہیں۔ عمران نے کہا۔

کیا تم صرف یہ پوچھنے کے لئے آئے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں یا
نہیں۔ راتا اکمل نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔ ان کے مجھے میں
پڑھا سا خص اپھر آیا تھا۔ وہ شاید مجھے تھے کہ عمران ان کا مذاق اڑا رہا
ہے۔

نہیں۔ یہ تو ابتداء ہے۔ عمران نے کہا تو راتا اکمل ایک
پار پھر پوچھ پڑے۔

کیا مطلب۔ تم کھل کر بات کرو۔ تم نے تو مجھے کشفیوں کر دیا
ہے۔ راتا اکمل نے کہا۔

اصل میں تم جس کام میں بھی ہاتھ ڈال دو اس میں کوئی
کوئی سازش نہدار ہو جاتی ہے اس لئے پوچھ رہا تھا۔ سرسلطان
تے کہا تو اس بار عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

یہ ہماری سرقدمی کا نتیجہ ہے۔ ویسے چیف کو شہادانا۔ اسی سر
قدمی کی وجہ سے چھوٹا موٹا چیک مل جاتا ہے ورد تو مجھے سرکوں پر
بھیک مانگتا ہے۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سرسلطان
ایک پار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ عمران نے ڈبیے سرے المعاکر
جیب میں ڈالی اور پھر وہ سرسلطان کو سلام کر کے ہڑا اور آفس سے
پاہر آگئی۔ تھوڑی در بعد وہ راتا اکمل کے آفس میں موجود تھا۔ راتا
اکمل بھاری جسم کا اوسی عمر آدمی تھا۔ سرے مکمل گھنیا تھا اور اس کا
چہرہ بھی بھاری تھا اور پیشانی بھی بے حد بخوبی تھی۔

السلام علیکم درست اند ویر کاشت جتاب راتا صاحب۔ من کہ
مکی علی عمران ایم الیکسی۔ ڈی الیکسی (اکسن) بنفس نفس بیکے
اس حد تک نفس کے پلے ہوئے لڑکوں کا جاتا ہے۔ عمران نے
اندرا داخل ہوتے ہوئے کہا تو راتا اکمل بے اختیار مسکراتے ہوئے
انہ کھوئے ہوئے۔

وعلیکم السلام درست اند ویر کاشت۔ تم دیے ہی ہو سیے ہیں میں میں
تھے۔ اہماف شراری اور اہماف فقرے بازا۔ راتا اکمل نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

واہ۔ یہ نئی اصطلاح ہے فقرے بازا۔ بھلے کبوتریاں، پتیگ بار

تو مج ش کرتے ہوں گے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ آپ وضو کرتے ہوئے دونوں کو الگ الگ کیسے کرتے ہیں۔ عمران نے بڑے مخصوص سے لجھے میں کہا تو پحمد لمحوں تک راتا اکمل ہوت بھیجنے خاموش بیٹھے رہے۔ پھر یقینت قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

• تم واقعی مذاق کرنا جانتے ہو۔ راتا اکمل نے ہستے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے فریبی شال کر سامنے رکھ دی۔
• یہ تو تھا مذاق اور اب اس مذاق کو دیکھیں جو آپ پوری قوم کے ساتھ کر رہے ہیں۔ عمران کا اب یقینت اہمیتی سمجھیدہ ہو گیا تھا۔

• قوم کے ساتھ مذاق۔ کیا۔ کیا مطلب۔ راتا اکمل نے ہاتھ پڑھا کر فریبی اٹھاتے ہوئے حریت بھرے لجھے میں کہا۔
• یہ جیتاںی کی بحالی کا انچش ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنی کا ستیار کر رہا۔ اس ایک انچش کی قیمت دس ہزار روپے ہے۔ اس فریبی پر یہ قیمت چھپی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وزارت صحت کی اسے منظوری حاصل ہے جیکہ یہی انچش کافرستان میں بھی اسی ملٹی نیشنل کمپنی کا ستیار کر رہا۔ وستیاب ہے اور کافرستان میں یہ انچش ایک ہزار روپے میں فروخت ہوتا ہے۔ میں اس بات کو کنفرم کر کے آپ کے پاس آیا ہوں۔ جیتاںی کی بحالی کے لئے سائنس انچکشنز کا مکمل کورس ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک کورس پر چھ لائک روپے خرچ ہوتے ہیں اور ہسپتال کے اخراجات چار لاکھ عیحدہ ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ

”اس کتفیوٹن کے چکر میں تو یہ سب کچھ ہو رہا ہے رانا صاحب۔“ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ کسی کتفیوٹن۔ راتا اکمل نے اور زیادہ لجھے ہوئے لجھے میں کہا۔

”آپ نہاز پڑھنے کے لئے وضو تو کرتے ہوں گے۔“ عمران نے ہپٹے سے زیادہ سمجھیدہ لجھے میں کہا۔

”کیا بکواس ہے۔“ کیا پوچھ رہے ہو۔ کیا بغیر وضو کے بھی نہار ہوتی ہے۔ نائننس۔ یہ کیسا مذاق ہے۔ راتا اکمل اب واقعی غصے میں آگئے تھے۔

”تو پوچھتا یہ تھا کہ آپ سراور پیشانی کو کیسے الگ الگ کرتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو راتا اکمل بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ سراور پیشانی کو الگ الگ کرنے کا۔“ راتا اکمل کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ وہ پاکیشایپر و گرنسی کے سب سے بڑے ٹھہرے دار تھے۔ ان کے سامنے کوئی بول نہ سکتا تھا اور جہاں عمران مسلسل ان کا مذاق ادا رہا تھا۔

”آپ اتنا ناراٹس کیوں ہو رہے ہیں۔ میں نے کوئی گستاخی تو نہیں کی۔ ایک شرعی مسئلہ پر چھا ہے۔ ظاہر ہے آپ وضو کرنے کے لئے مت دھوتے ہوں گے اور مت میں پیشانی شامل ہوتی ہے لیکن سر شامل نہیں ہوتا اور سپر مسح کرتے ہوئے ظاہر ہے آپ پیشانی پر سے

سکے اس کی قیمت کر دی جائے اور تم یقین رکھو کہ ایسا ہی ہو گا۔
راتا اکمل نے رسیور پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”لکھنی کم ہو جائے گی قیمت۔ عمران نے پوچھا۔
”وس پندرہ قیصہ تو ہر حال ہو گی جائے گی۔ راتا اکمل نے
جواب دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ اتنا بھی ہو جائے تو بھی نفیت ہے۔“ عمران
نے ملویں سائس لیتے ہوئے کہا اور ابھی کھرا ہوا۔ راتا اکمل کے
ہمراہ پریکٹ ایتھانی اٹھیناں کے تاثرات اپنے آئے اور پھر عمران
اس سے محفوظ کر کے منزل سکرٹ سے نکل کر سیخا داش
منزل پہنچ گیا۔

”عمران صاحب۔ اب تو آپ نے دانش منزل کا رخص کرنا ہی چھوڑ
دیا ہے۔ سلام دعا کے بعد بلکہ زبردست نے یا قاصدہ شکوہ کرتے
ہوئے کہا۔

”میں آج کل ایک جلالی چلے کر رہا ہوں قبرستان میں بیٹھ کر اور
ایک چلہ پالسک روز کا ہوتا ہے اور مجھے شاید دس بارہ چلے کرنے
پڑے۔“ عمران نے جواب دیا تو بلکہ زبردست بے اختیار ہنس پڑا۔
”اچھا۔ تو کیا کوئی جن بھی قابو میں آیا ہے۔“ بلکہ زبردست
بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جن پر چارے نے میرے قابو میں کیا آتا ہے۔ میں تو روٹھے
ہوئے کو منانے کے لئے چلے کر رہا ہوں۔“ عمران نے جواب دیا

عوام کیے اتنا بڑا بوجھ انھا سکتی ہے اور آپ نے کیے اتنی زیادہ
قیمت کی منظوری دی۔ اس کی کیا وجہات ہیں۔ عمران نے
سلسلہ بولتے ہوئے کہا۔ اس لمحہ بے حد سرد تھا۔

”اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے عمران۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا اور
کافرستان میں خام مال کی قیمتیں میں کافی فرق ہے۔ سہماں سے ملنے
 والا خام مال کافرستان کی نسبت ہے ہنگاہے۔ پھر جہاں خام مال پر
ڈیلوٹیاں موجود ہیں۔ فیکٹریوں پر ڈیلوٹیاں عینہ عائد کی جاتی ہیں۔
بھلی کے ترخ بے حد ہے ہیں اس لئے اس سے کم قیمتیں کسی
بھی کسی کو منکور نہیں ہو سکتی اور اگر قیمت بڑھاتے سے الکار کر دیا
جائے تو پھر یہ کسی سہماں یہ انجکشن لاٹھی ہی نہیں کرے گی۔ اس
طرح لوگوں کو سرے سے علاقے ہی سیرہ آسکے گا۔ راتا اکمل نے
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ وہ فاعل منگوائیں جس میں انجکشن کی یہ قیمت رکھے
جائے کی منکوری دی گئی ہے۔“ عمران نے ٹھیک لیٹھے میں کہا۔
”یہ فاعل تو متعطلہ سیکشن آفیسر کے پاس ہو گی اور وہی اس
بازسٹے میں وضاحت بھی کر سکے گا۔“ راتا اکمل نے فون کی طرف
ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ میرے بارے میں انہیں ہمادیں۔ میں ان
سے مل لیتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔
”چھوڑاں بات کو۔ میں احکامات دے دوں گا کہ جتنی ممکن ہو۔“

نے حریت بھرے لجئے میں کہا۔
 ہاں۔ اسی نے تو مجھے قبرستان میں جلوے کرنے پڑ رہے ہیں ورنہ
 تم جانتے ہو کہ جو یا کو مناتا میرے بائیں ہاتھ بلکہ بائیں ہاتھ کی
 چھوٹی انگلی کا کھیل ہے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
 نے رسیور انھایا اور تیزی سے نیپر لیں کرنے شروع کر دیے۔
 ”جو یا بول رہی ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
 سے جو یا کی آواز ستائی دی۔
 ”ایکسٹو۔“ عمران نے مخصوص لجئے میں کہا۔
 ”یس چیف۔“ دوسری طرف سے جو یا کا اب بیکھت صوت دیا ہے ہو
 گیا۔
 ”اپنی ٹیم کی فریونی نگاہوں کے وہ دار الحکومت کے تمام آنکھوں کے
 ہسپاٹوں کا ریکارڈ چکیک کر رہیں کہ آنکھوں کی ایک مخصوص بیماری
 ہے جیسی کہا جاتا ہے کہ کتنے مریض ان ہسپاٹوں میں داخل ہیں اور
 کتنے علاج کرا رہے ہیں اور کتنے بغیر علاج کرا رہے واپس جلوے گئے ہیں اور
 اور جو واپس جلوے گئے ہیں ان کے نام و پتے اور پوری تفصیل حاصل
 کرتا ہر دردی ہے۔“ عمران نے مخصوص لجئے میں کہا تو ساتھ بیٹھے
 ہوئے بلیک زردوں کی آنکھیں حریت سے پھیلیتی چلی گئیں۔
 ”آنکھوں کے مریض۔ مگر۔ چیف کیا یہ سیکرٹ سروس کا کوئی
 کس ہے۔“ جو یا نے اتنا تھی حریت بھرے لجئے میں کہا۔
 ”سیکرٹ سروس کا کیس آسمان سے اچانک نہیں چکتا۔“ ہمیں

تو بلیک زردوں بے اختیار ہو تک پڑا۔
 ”روٹھے ہوئے کو متانے کے لئے۔ کیا مطلب۔“ بلیک زردو
 نے حریت بھرے لجئے میں کہا۔
 ”بھلے مس جو یا نا فڑ واٹر روٹھے جاتی تھی تو اذ خود مان بھی جاتی
 تھی لیکن اب تو وہ سیدھے متہ بات ہی نہیں کرتی۔“ عمران نے
 کہا تو بلیک زردوں کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
 ”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ جو یا کو متانے کے لئے جلوے کر رہے
 ہیں۔ لیکن آپ چاہیں تو جو یا ایک متہ میں مان سکتی ہے۔ پھر
 چلوں کی کیا ضرورت ہے۔“ بلیک زردوں نے بیٹھے ہوئے کہا۔
 ”اوے نہیں۔ میں نے کوشش کی ہے۔ کبھی کبھی تو لکھتا ہے کہ
 وہ مان جائے گی لیکن پھر وہ سابقہ تاریخی والی حالت میں آ جاتی
 ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”یہ کیسے ممکن ہے۔ اس محلے میں تو آپ دوسروں کی لبست
 کہیں زیادہ ماہر ہیں۔“ بلیک زردوں نے کہا۔
 ”نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ جو یا نے اپنی جذبہ باحتیت کو اپنے دین
 سے اس طرح کھرچا پھینکا ہے کہ اب اس محلے میں، میں نے جو
 کچھ گھوں کیا ہے اس کے مطابق اگر میں نے زیادہ کوشش کی تو
 جو یا کا ذہنی توازن ہمیشہ کے لئے قابو بھی ہو سکتا ہے۔“ عمران
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”کیا واقعی۔ کیا آپ واقعی درست کہ رہے ہیں۔“ بلیک زردوں

کے ساتھ روشن ہسپتال جانے اور وہاں سے سرسلطان اور سرسلطان کے سیکرٹری وزارت صحت رانا اکمل سے ہوتے والی ملاقات اور گلکھو کی تفصیل پڑاتی۔

”یعنی آپ نے یہ ریکارڈ کیوں انکھا کرایا ہے۔ اس کے پس منظر میں کیا ہے۔ بلیک زیر دنے کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں نے عبدالغئی اور اس کے بیٹے کی حالت دیکھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس جسمے اور بھی لوگ ہیں جو اس قدر ہمہنگا ملاج نہ کر سکتے ہوں اور پھر وہ لینینا ہمیشہ کے لئے بنیانی سے محروم ہو جائیں گے۔ میں ان سب کا علان سرسلطان کو کہ کر حکومت کے اخراجات پر کراتا چاہتا ہوں تاکہ انہیں احساس ہو کے کہ حکومت ان کی خیر خواہ ہے۔ کچھ کار خریں، میں بھی حصہ ملاوں گا۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیر دنے اشیات میں سرطاخ دیا۔

”عمران صاحب۔ رانا اکمل نے آپ کو جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہو گا۔ یعنی اس کے باوجود اس قدر فرق تو نہیں، ہو سکتا۔“ بلیک زیر دنے کہا۔

”اس توجہ ان جس نے مجھے انگلشن کی ذمیہ دی تھی اس کا کہنا تھا کہ وزارت صحت کے اعلیٰ حکام ان کسیوں سے بخاری رشوت وصول کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ادویات کی قیمت بے حد بڑھ جاتی ہے۔ اس کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے ہمیں مکمل آپریشن کرنا پڑے گا۔ حکومت کو بھی ڈیوٹری کم کرنا ہوں گی اور دیگر

محولی اطلاعات کو بھی چیک کرنا پڑتا ہے۔“ عمران نے اہتمائی سرد لبجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر سکراہت ابھر آئی تھی۔

”عمران صاحب۔ یہ کیا ہے۔ میں واقعی نہیں سمجھا۔“ بلیک زیر دنے اہتمائی حریت بھرے لبجے میں کہا۔

”یہی حالت جو یا کی بھی ہوئی ہو گی اور یہی حالت سکرت سروس کے ممبران کی بھی ہو گی لیکن اب کیا کیا جائے۔ جو یا ولیے سیدھے مت بات ہی نہیں کرتی اور پوری سکرت سروس کو شکلات ہے کہ وہ بے کار رہ کر ڈسپنٹر پر بے کار ہوتے جا رہے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ چلو جو یا سے بھی دو باتیں ہو جائیں اور سکرت سروس بھی کچھ عرکت کر سکے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیر دنے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”عمران صاحب۔ مجھے آپ کے ساتھ طویل عرصہ ہو گیا ہے کام کرتے ہوئے اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اصل معاملات کو کو اور ہیں۔ ولیے آپ۔“ ساتھا پھاہیں تو اور بات ہے۔“ بلیک زیر دنے قدرے ناراضی سے لبجے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ جو یا کے بعد تمہاری تاراٹکی دور کرنے کے لئے مجھے صرف قبرستان میں بیٹھ کر ہی نہیں بلکہ کسی قبر کے اندر بیٹھ کر چلے کالئے پڑیں گے اس لئے چلو ہمارا ہوں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عبدالغئی سے ملاقات اور پھر اس

اطرافات بھی لیکن یہ بہت بڑا کام ہے۔ نجائزے اس کی گلریاں گلماں جا
نکلی ہوں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اس سلسلے میں ٹائیگر سے
کہوں کہ وہ مکمل اعداد و شمار بھی اکٹھے کرے اور وزارت صحت کے
اعلیٰ حکام کے بارے میں بھی تحقیقات کرے۔ پھر اس بارے میں
کام ہو سکتا ہے۔ عمران نے کہا تو بلیک زیر دنے اشیاء میں سر
ہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی سر کے یچھے کری پر بیٹھے ہوئے آرٹلڈ نے
پا چھپا کر رسیور انٹھایا۔

”میں۔۔ آرٹلڈ نے کہا۔

”جیکن بول رہا ہوں باس۔۔ دوسری طرف سے ایک مرد اس
آواز سنائی دی۔

”کیوں فون کیا ہے۔۔ آرٹلڈ نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔۔ کچھ سرکاری لوگ جو اپنے آپ کو سپیشل سروسز کے آدمی
ہمارے ہیں دارالحکومت کے تمام آنکھوں کے ہسپا لوں کا رینکارڈ
چیک کرتے پھر رہے ہیں۔۔ وہ سی بی کے مریضوں کے کوانٹ اکٹھے
کر رہے ہیں۔۔ ان کا کہنا ہے کہ اسیں حکومت کی طرف سے اس کا
حکم دیا گیا ہے اور خاص طور پر ایسے مریضوں کا مکمل رینکارڈ ٹریس کر
رہے ہیں جو سی بی انجینشن کا کورس غربت کی وجہ سے خرید نہ سکتے

مفت فروخت کرے یا قیمت کم کرے جیسے اس سے کوئی فرق نہیں
پڑتا۔ آرٹلٹ نے کہا۔

”لیں یاں۔ بہر حال میرے توں میں یہ بات آئی تھی اس لئے
میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں۔“ جیکن نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ تم بے فکر ہو۔ ویسے کام کی رفتار تو اطمینان
بخش ہے تاں۔“ آرٹلٹ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”لیں یاں۔ ہم نے دو طرف کام کیا ہے۔ پوش علاقوں میں
ایشان دین کو سی بی کیس کے ساتھ ملا کر فائز کرنے سے کام میں بے
عد تجزی آگئی ہے اور اب پوش علاقوں سے ش صرف مریضوں کی
تحداو بڑھ گئی ہے بلکہ گنجان آباد علاقوں میں بھی کام بڑھ گیا
ہے۔“ جیکن نے کہا۔

”گنجان آباد علاقوں میں۔ لیکن وہاں تو بقول تمہارے غرب
لوگ رہتے ہیں۔“ آرٹلٹ نے چونک کر کہا۔

”یاں۔ پوش علاقوں میں مریضوں کی تعداد بے حد کم ہوتی ہے
کیونکہ بڑی بڑی کوٹھیاں ایں جن میں چند افراد ہی رہتے ہیں۔ وہاں
اسراء کے ملازم بھی سی بی کاشکار ہو جاتے ہیں جن کا علاج نہیں کرایا
جاتا اور اسرا۔ سریش صرف چند ہی ہوتے ہیں اس لئے اگر ہم صرف
پوش علاقوں تک ہی محدود رہتے تو ہمارا ٹارگٹ دس سالوں میں
بھی پورا نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہم نے گنجان آباد علاقوں میں بھی
اسے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہاں مریضوں کی تعداد بے حد

ہوں۔“ جیکن نے کہا تو آرٹلٹ بے اختیار چونک پڑا۔
”کیوں۔ وجہ۔“ آرٹلٹ نے احتیاطی حریت بھرے لہجے میں کہا۔
”پوچھنے پر وہ لوگ بتا رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کا علاج حکومت
کرائے گی۔“ جیکن نے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو اچھا ہے۔ اس طرح ہمارا ٹارگٹ زیادہ تجزی سے
کامل ہو جائے گا۔“ آرٹلٹ نے صرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یاں۔ چند روز بھلے وزارت صحت کے سیشن آفیسر راحت
معود نے کہا ہے کہ سیکرٹری وزارت صحت کا حکم ہے کہ سی بی
انجکشنز کی قیمتیں دس پندرہ فیصد کم کر دی جائیں جس پر یہ نے
انہیں کہا کہ موجودہ سٹاک ختم ہونے والا ہے تھے سٹاک پر قیمتیں
کم کر دی جائیں گی۔ ہمارے مظلوم کرنے پر اخلاق ہی تھی کہ
سیکرٹری وزارت صحت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ک
ہتھیار خصوصی اس سلسلے میں طا تھا اور اس کی وجہ سے ہی یہ حکم
دیا گیا ہے اور اب بھی یہ سرکاری لوگ کا درود ایسی کردہ ہے ہیں۔ کہیں
کوئی سٹک نہ بن جائے۔“ جیکن نے تشیش بھرے لہجے میں
کہا۔

”تم نگرمت کرو۔ اگر کوئی چکر ہوا بھی تو کہی خود نشی پھرے
گی اور یہ بڑی ہیں الاقوامی کپیساں خود ہی معاملات سنبھال لیتی ہیں
ہم نے پاکیشیا میں سی بی انجکشنز کی فروخت کا ٹھیک ہیا ہے۔ ہم اپنا
ٹارگٹ کمکن کر کے واپس چلے جائیں گے۔ پھر چاہے کہیں اے

- لارڈ سوتا سے بات کریں۔ دوسری طرف سے اس کے پی
اے کی مودبیات آواز سنائی دی۔
- اور ملٹ نے چونک کر سیدھا ہوتے
ہوئے کہا کیونک لارڈ ان کا چیف تھا۔
- ہسلو۔ پہنچ لوگوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی
دی۔
- لارڈ۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں۔ آرٹلڈ نے اہمیتی مودبیات لے جئے
سیں کہا۔
- کیسا چارہ بے بنس۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
- شروع شروع میں کچھ رکاوٹیں سلنے آئی تھیں لیکن اب کام
تیزی سے چڑھ رہا ہے اور مجھے اسید ہے کہ دولاکھ مریضوں کا نارگٹ
جو ہم نے دارالحکومت کے لئے نکل کیا ہے دو ماہ میں مکمل ہو جائے گا
پھر ہم دوسرے بڑے شہروں میں شفت ہو جائیں گے۔ آرٹلڈ نے
جواب دیا۔
- پاکیشیا کے لئے مکمل نارگٹ تو بیس لاکھ مریض رکھا گیا تھا۔
کیا وہ پورا ہو جائے گا۔ لارڈ نے کہا۔
- لیں سر۔ آرٹلڈ نے جواب دیا۔
- کیا رکاوٹیں پیش آئی تھیں۔ تفصیل بتاؤ۔ لارڈ نے کہا تو
آرٹلڈ نے ہنگامی طلاق اور کم مریضوں کے بارے میں بتایا اور پھر اس
نے ڈاکٹر شاہر کے مشورے سے ایساں رینز کو سی بی کیس کے ساتھ

بڑھ گئی ہے۔ یہ نھیک ہے کہ ان میں سے تقریباً نصف لوگ علاج
نہ کر سکتے تھے لیکن باقی نصف افراد کسی شکی طرح اپنے
زیورات، مکانات اور دیگر قسمی اثنائے فروخت کر کے علاج کراہ ہے
ہیں اور یہ تعداد ہر حال مسلسل بڑھ رہی ہے اس لئے یقیناً ہم دو ماہ
کے اندر اپنا نارگٹ پورا کر لیں گے۔ جیکن نے کہا۔
- تم نے دو طرفہ کام کی بات کی تھی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔
آرٹلڈ نے پوچھا۔

پاس۔ پورے دارالحکومت میں اس بھاری اور اس کے علاج
کے سلسلے میں سیکھنا رکھنے جا رہے ہیں جن میں بڑے بڑے
ڈاکٹروں سے تعاریر کرانی جاتی ہیں۔ پورے شہر میں اس سلسلے میں
سیزرا نگائے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں پر اس بھاری کی داشت بیٹھ
جائے اور وہ ہر صورت میں اس کا علاج کر سی۔ ہمارا فرچہ تو ہوا ہے
لیکن اس سے نارگٹ مکمل ہونے میں تیزی آگئی ہے۔ جیکن
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

- اونک۔ نھیک ہے۔ اگر حکومت نے ان ہریہوں کا علاج کرایا
تو پھر ہمارا نارگٹ اور بھی جلد مکمل ہو جائے گا۔ آرٹلڈ نے کہا۔
- لیں پاس۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو آرٹلڈ نے رسیور
رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور کے پحمدی لمحے ہوئے ہوئے گے کہ فون
کی گھنٹی ایک بار پھر نجٹ اٹھی اور آرٹلڈ نے رسیور انھا بیا۔
- لیں۔ آرٹلڈ نے کہا۔

فائز کرنے کا باتا کر اس کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی اور آخر میں اس نے جیکن کی تازہ ترین اطلاع کے بارے میں بھی بتا دیا۔

“کیا کہہ رہے ہو۔ پیشہ سردمز۔ اس کا ہمارے کام سے کیا تھق۔ لارڈ نے اہتمائی حرمت بھرے لجے میں کہا۔
- جیکن نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ جو لوگ غربت کی وجہ سے سی بی کا کورس نہیں خرید سکتے ان کے نئے سکیم تیار کی جا رہی ہے تاکہ حکومت اپنے اخراجات پر ان کا علاج کر سکے۔ آرتلڈ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر تو یہ بات ہمارے فائدے میں جاتی ہے۔ لیکن طیار رکھنا اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ پاکیشیاں سی بی ہماری مصتوحی طور پر پھیلائی جا رہی ہے تو ہمارے انگلشتر قویت نہ ہو سکی گے اور ہم پکڑے بھی جاسکتے ہیں۔“ لارڈ سنونا نے کہا۔

”لیں سر۔ لیکن اس کے بغیر معاملات آگے ہی نہیں ہو سکتے۔ ویسے جیکن بے حد ہو شیار آدمی ہے۔ آرتلڈ نے کہا۔

”اوے۔“ لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ فتح ہو گیا تو آرتلڈ نے رسیور رکھ دیا۔

” عمران داش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی اور وہ اسے پڑھنے میں سروف تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنون کا جال سا پھیلا ہوا تھا جبکہ بلیک زردوچن میں چائے پستانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ عمران نے فائل پڑھ کر اسے پند کر کے میز پر رکھا ہی تھا کہ بلیک زردو ایک چھوٹی ٹرے انٹھائے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ ٹرے میں چائے کی دوپہریاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی انٹھائے وہ اپنی شخصی کرسی پر جا کر پیشہ گیا۔ عمران ابھی تمہاری در پہلے ہی آیا تھا اور وہ فائل جو پہاڑ کی طرف سے بھجوائی گئی تھی۔

” عمران صاحب۔ یہ اعداد و شمار تو اہتمائی پریشان کن ہیں۔ دس ہزار مریض اور ۸۳ بھی صرف گزشتہ ایک ہفتے میں ۔ یہ ہماری اس قدر تیزی سے یافت کیے پھیل گئی اور پھر اس کا علاج بھی بے حد

خوب تھی اس نے وہ کلینک ہمیں آئے۔ دوسری طرف سے کہا
گیا۔

“ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ رہائش کا فون نمبر دے دیں۔”
عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر اور ایڈریس بتا دیا گیا۔ عمران
نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ڈاکٹر منصور کی رہائش
گاہ کا نمبر پر لیکر دیا۔

“جی جتاب۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردوں آواز سنائی دی
بچہ مودیات تھا۔
ڈاکٹر منصور صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران یوں رہا
ہوں۔” عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

“جی ہوں ڈاکٹر منصور سے کہا گیا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
“ہیلو۔ ڈاکٹر منصور یوں رہا ہوں۔ چند لمحوں بعد ایک
مردوں آواز سنائی دی۔ لمحے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا اوسمی
عمر آدمی ہے۔

“علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) یوں رہا ہوں
ڈاکٹر صاحب۔” عمران نے کہا۔

“اوہ سا وہ۔ آپ۔ اب میں ہبھاں گیا ہوں آپ کو۔ اگر آپ اپنی
وکریاں دیتے تو بخایہ میں ہبھاں نہ سکتا۔ کافی طویل وقت گزر گیا
بے آپ سے ملاقات ہوئے۔ ڈاکٹر منصور نے کہا۔

“ڈاکٹر صاحب۔ آپ آنکھوں کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر

ہستگاہ ہے۔ اگر یہ بیماری اسی طرح پھیلتی رہی تو میرا خیال ہے کہ
دارالحکومت کی ساری آیادی اس خوفناک بیماری کا شکار ہو جائے
گی۔ بلیکر زررو نے کہا۔

“میری سمجھ میں خود نہیں آ رہا۔ میرا خیال ہے کہ اس بارے میں
سیکھی وزارت صحت راتنا اکمل سے بات کی جائے۔ عمران نے
کہا۔

“بیورو دکریسی کے افسران کو علم ہی نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔
آپ آنکھوں کے کسی بڑے ڈاکٹر سے بات کریں۔ بلیکر زررو
نے کہا تو عمران نے اشیات میں سرطایا اور پھر اس نے فون کا رسیور
الٹھا کر انکو اتری کے نمبر پر لیکر دیتے۔

“انکو اتری پلیز۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی
دی۔

“سینا آتی کلینک کا نمبر دیں۔” عمران نے کہا تو دوسری طرف
سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون
آنے پر اس نے نمبر پر لیکر شروع کر دیتے۔

“سینا کلینک۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی
دی۔

“میں علی عمران یوں رہا ہوں۔ ڈاکٹر منصور سے بات کرائیں۔”
عمران نے کہا۔

“ڈاکٹر صاحب اپنی رہائش گاہ پر ہیں جتاب۔ آج ان کی طبیعت

خاصی پیش رفت ہو رہی ہے۔ سلسل سینیار متعقد کئے چاہرے ہیں۔ جہاں ڈاکٹر حضرات اس بیماری سے تحفظ اور علاج کے بارے میں بتاتے ہیں۔ شہر کے مختلف علاقوں کا پانی بھی نیت کرایا چاہا ہے اور اصل وجہ معلوم ہوتے ہی اسے کوکر لیا جائے گا۔ ڈاکٹر منصور نے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر صاحب۔ اس کا علاج تو بے حد ہنگا ہے۔ تقریباً چھ لاکھ کے انہکشتوں کا کورس ہے پھر ہسپال کے اخراجات علیحدہ ہیں۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ یہ کام تو حکومت کا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات کرے۔ دیے ہیں نے حکومت کے ایک اعلیٰ افسیر سے ذاتی طور پر بات کی تھی۔ اس افسیر نے اس کمپنی سے بات کی جو یہ انہکشتوں کا کیا جائے ہے۔ پھر مجھے اس افسیر نے بتایا کہ کمپنی نے دھمکی دی ہے کہ اگر انہیں ٹنک کیا گیا تو وہ پاکیشیا میں اس انہکشتوں کی مارکیٹ پر بند کر دے گی۔ اگر اسیا ہو گیا تو حالات زیادہ خراب ہو جائیں گے۔ اب چھو دوائی تو مل رہی ہے۔“ ڈاکٹر منصور نے کہا۔

”کہاں ہے اس کمپنی کا آفس۔“ عمران نے پوچھا۔
”مجھے تو معلوم نہیں۔ بہر حال پاکیشیا میں ان کے آفس کی کوئی برائی نہیں وار اکٹومت میں ہی ہو گی۔“ ڈاکٹر منصور نے جواب دیا۔

”ہیں۔ ان دونوں دارالحکومت میں اچانک بینائی چلے جائے کی بیماری بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ حکومت اس سلسلے میں بے حد پریشان ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ میرے کھینک پر بھی سلسلہ بی بی کے مریض آرہے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کی بی۔ یہ کون سی بیماری ہے۔ میں نے تو اس کا نام ہٹلے کیجی تھیں ستا۔“ عمران نے پھونک کر کہا۔

”یہ بیماری حال ہی میں سامنے آئی ہے۔ ہٹلے ہٹلے ایکریما کی ایک ریاست میں اس کے مریض سامنے آئے۔ اس بیماری سے دماغ اور آنکھوں کے درمیان رابطے میں بلاکنگ آجائی ہے اور انسان قدرتی طور پر مکمل اندھا ہو جاتا ہے جسے سوئری بلاکنگ یا سی بی کا نام دیا گیا ہے۔ پھر ایکریما کی ایک کمپنی نے اس پر لبریج کی اور اس کا علاج دریافت کر لیا گیا اور اب پوری دنیا میں بھی علاج اس بیماری کے کثڑوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ علاج اس قدر کامیاب ہے کہ اس سے سو فیصد کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔“ ڈاکٹر منصور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر صاحب۔ ہٹلے یہ بیماری اس قدر عام نہ تھی لیکن اب کیوں اس قدر تیزی سے پھیل رہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ زور دین پاتی میں کوئی ایسا عنصر شامل ہو گیا ہے جو اس بیماری کو پھیلای رہا ہے۔ بہر حال ان دونوں اس سلسلے میں

نہ رچا ہے۔ عمران نے کہا۔
تیر صاحب سے بات کر لیں دوسری طرف سے کہا گیا۔
ہملو میں عاصم خان بول رہا ہوں۔ قرطائی۔ پحمد لہوں
بعد ایک مرداد آواز سنائی دی۔ بچہ کاروباری تھا۔
تجھے ثی اسٹی کمپنی ایکریمیا کے ہمایاں کے آفس کا ایڈریس اور
فون نہ رچا ہے۔ عمران نے کہا۔
ہمایاں ان کا آفس نہیں ہے جتاب۔ البتہ ان کا خصوصی نمائندہ
ہمایاں موجود ہے تاکہ کاروباری معاملات کو آگے بڑھایا جاسکے۔ اس کا
نام جیکن ہے۔ ویسے ان کی ادویات کی مارکیٹنگ کامل طور پر ہم
کرتے ہیں۔ تیرجتے جواب دیتے ہوئے کہا۔
جیکن صاحب سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ عمران نے
پوچھا۔
لگی پلاڑھ میں ان کا آفس ہے۔ تیری میز کرہ نہ رکھا۔ سو
آٹھ۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
ان کا فون نہ رہ۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نہ
بھی بتا دیا گیا۔
ٹکری۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار
پھر ٹوں آتے پر نہ ریس کرتے شروع کر دی۔ جلیک ریروخاموش
یعنی ہوا تھا۔
یہی۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ عمران نے پوچھا۔
ہمایاں اس کمپنی کے بڑے ڈسٹری بیوٹر ستم چوک پر نذرِ اینڈ
سنڑیں۔ آپ ہمایاں سے معلوم کر لیں۔ ڈاکٹر منصور نے کہا۔
اوکے ڈاکٹر صاحب۔ پس بھی باتیں معلوم کرنی تھیں۔ آپ کی
طبیعت تھیک نہیں ہے اس لئے آپ آرام کریں۔ انشاء اللہ جلد ہی
ملاقات ہو گی۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹوں آتے پر اس
تے ایک بار پھر تیری سے نہ ریس کرنے شروع کر دی۔
انکو اتری پلیز۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی
دی۔
رسم چوک پر نذرِ اینڈ سنڈ کا نمبر دیں۔ عمران نے کہا تو
دوسری طرف سے نہ رہا تھا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا
اور ٹوں آتے پر نہ ریس کرتے شروع کر دی۔ وہ ساتھ ساتھ چائے
کی چکیاں بھی لیتا رہا تھا اس لئے چائے کی پیالی اس دوران خالی ہو
چکی تھی۔
نذرِ اینڈ سنڈ۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مرداد آواز سنائی
دی۔
ٹی اسٹی کمپنی ایکریمیا کے آپ ڈسٹری بیوٹر ہیں۔ عمران
نے پوچھا۔
جی ہاں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
ہمایاں اس کمپنی کا آفس کہاں ہے۔ تجھے ہمایاں کا ایڈریس اور فون

- مسٹر جیکن سے بات کرائیں - میرا نام علی عمران ہے۔

عمران نے کہا۔

- وہ بڑی نور پر دار اگومت سے پاہر گئے ہوئے ہیں - دو تین روز بعد ان کی واپسی ہو گی۔ دوسری طرف سے اہمیتی مودیاں لجے میں کہا گیا۔

- کہاں گئے ہیں۔ عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے چار پانچ بڑے شہروں کے نام بتانے لگے۔

- اولے - شکریہ۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

- آپ کے ذہن میں کیا تعدد ہے عمران صاحب۔ بلیک زیر دنے کہا۔

- کچھ بخوبی میں نہیں آرہا۔ یہ حال یعنی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کے نام اس فائل میں موجود ہیں ان کے علاقے کے لئے کوشش کی جائے۔ عمران نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیر دنے اشبات میں سر ملا دیا۔

جو بیان کے فلیٹ پر اس وقت سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام مسٹر ان موجود تھے۔ پھونک ان دونوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کسی نہیں تھا اس نے تمام مسٹر ان باری پاری ہر مسٹر کی رہائش گاہ پر اکٹھے ہو کر اپناؤنے کرتے تھے۔ گرشنہ چار روز سے یہ سینگ ہے ہو رہی تھی کیونکہ چیف نے اپنی آنکھوں کی بیماری سی بی کے مریضوں کے بارے میں الدعا و شمار اکٹھے کرنے کا حکم دے دیا تھا اور چار روز تک وہ دار الحکومت کے آنکھوں کے ہسپا لوں سے ریکارڈ اکٹھا کرنے میں مصروف رہے تھے اور پھر یہ ریکارڈ ایک فائل کی صورت میں مرتب دے کر رہائش منزل بھجوادیا گیا تھا اس نے اب ایک بار پھر وہ فارغ تھے اور جو بیان نے اپنی آج لپتے فلیٹ میں آتے کی دعوت دی تھی۔ اس نے وہ سب بھاں موجود تھے۔ جو بیان اور صالح کپن میں مصروف تھیں جبکہ باقی مسٹر ان سینگ روم میں بیٹھے گپ شپ میں مصروف

- میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کی ریکارڈ سروں کو ٹرین کرتا
چلتے۔ اس پارٹنر نے کہا تو اسی لمحے جو بیا اور صاحب نبڑی
و حکیمیت ہوئیں پکن سے آگئیں اور پھر ب کے سامنے کافی کے ساتھ
ساختہ سنیکس اور دیگر اوازمات رکھے جانے لگے۔
- یہ فلیٹ مس جو بیا کا ہے اس لئے ہمارا عمران کو کال مس جو بیا
ہی کر سکتی ہیں۔ صدر نے سکراتے ہوئے کہا۔
- کیا کہہ رہے ہو۔ کے کال کرتا ہے۔ جو بیا نے چونک کر
پوچھا تو صدر نے تھانی کی بات سے لے کر اب تک ہوئے والی
ساری لٹکھو دوہرا دی۔
- سوری صدر۔ وہ چونکہ سکرت سروں کا صبر نہیں ہے اس لئے
اسے ہماری سینگ میں شریک ہوتے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جو بیا
نے بڑے سپاٹ لبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
- صبر نہ ہی لیڈر تھوڑی ہے۔ صدر نے جواب دیا۔
- جب چیز اسے لیڈر بتاتا ہے تو لیڈر ہوتا ہے اور اس۔ اس
سے زیادہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جو بیا نے بھٹے سے
زیادہ سپاٹ لبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
- میرا خیال ہے کہ یہ ریکارڈ اکٹھا کرنے والا کام بھی عمران
صاحب کی وجہ سے ہوا ہے۔ اچانک صدیقی نے کہا۔
- وہ کس طرح۔ صدر نے چونک کر پوچھا۔
- اس۔ میرا خیال ہے۔ اس نے یقیناً چیز کو کوئی ایسی روپورث
ہوئی۔ تجھے وہ کیا کرتے پھر ہے ہیں۔ صدیقی نے کہا۔

- تھے۔
- میری بھوئیں نہیں آرہا کہ آفر سیکرت سروں کو اس ریکارڈ کے
حصول کے لئے کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ اچانک تھانی نے
کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ ان سب کے چہردن پر تھانی کی
بات سن کر سوایہ نشان ابھر آئے تھے کیونکہ اس بارے میں واقع
اہوں نے عنودی نہیں کیا تھا۔ وہ چونک فارغ رہ رہ کر ٹک ٹک آگے
تھے اس لئے کام ملتے ہی وہ تیزی سے حرکت میں گئے تھے۔
- بات تو ہماری واقعی درست ہے۔ ہم نے تو اس پہلو پر سور
ہی نہیں۔ صدر نے کہا۔
- سکرت سروں نئم کی جا رہی ہے اور ایسا عمران کی وجہ سے ہے
رہا ہے۔ اچانک تھوڑے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔
- کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تھوڑا سب نے ہی بیک
زبان، ہو کر کہا۔
- میں درست کہہ رہا ہوں۔ عمران خود ہی سارے کام کر لیتا ہے
ہم سب کو اس کی کارکردگی نے عضو محفل بنایا کر رکھ دیا ہے حالانکہ
سکرت سروں کے مہر ان ہم میں وہ سرے سے صبر نہیں ہیں اور
مجھے یقین ہے کہ اب بھی وہی کام کر رہا ہو گا اور ہمارے ذمے یہ
فضل کام ڈالے جا رہے ہیں۔ تھوڑے منہ بناتے ہوئے کہا۔
- واقعی۔ طویل عرصے سے عمران صاحب سے ملاقات ہی نہیں
ہوئی۔ تجھے وہ کیا کرتے پھر ہے ہیں۔ صدیقی نے کہا۔

ہیں لیکن اس کا ملاج اس قدر مہنگا ہے کہ ہام آدمی یہ علاج کرنا ہی نہیں سکتا۔ اس طرح غریب لوگ اس بیماری کاشتکار، ہو کر مسلسل اندر ہے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس بیماری کی اچانک آمد کی وجہ بیس نہیں ہو رہی۔ دارالحکومت کے مختلف علاقوں کے نر و نرین پانی کے تجزیے حکومت کی طرف سے کئے جا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود کوئی وجہ ثریس نہیں ہو سکی جبکہ بیماری مسلسل پھیل رہی ہے۔ تم نے اس کی وجہ ثریس کرنی ہے تاکہ غریبوں کو اس بیماری سے بچایا جاسکے۔ ایکسوٹ نے اپنے منصوص لمحے میں کہا۔

”تم کیے وجہ ثریس کر سکتے ہیں چیف۔ یہ کام تو ڈاکٹروں کا ہے۔“ جو بیانے کہا۔

” عمران کے خیال کے مطابق یہ وجہ منسوخی ہو سکتی ہے۔“ مطلب ہے کہ کوئی کسی یاریز وغیرہ بیان ہوا میں پھیلاتی جا رہی ہے۔ عمران اپنے طور پر بھی اس پر کام کرے گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے طور پر کام کرو۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ شتم ہو گیا۔

” دیکھا۔ میں نہ کہتا تھا کہ اصل چکر اس عمران نے چلا رکھا ہے۔“ اب سیکرت سروس بیماریوں کی وجہ ثریس کرتی پھرے گی۔ تصور نے فصلے لہجے میں کہا۔

” عمران ایسے کام کرتا رہتا ہے۔ وہ بیماری طرح فارغ بیٹھ کر گئی نہیں ہاتھتا۔“ صدر نے جواب دیا۔

دی ہو گی جس کی وجہ سے چیف کو اس کام کے لئے سیکرت سروس کو مارکت میں لاتا پڑا۔ صدیقی نے کہا۔

” صدیقی تھیک کہہ رہا ہے صدر۔ میں نے عمران صاحب کو کافی دن بیٹھے بیان کے مشہور آنکھوں کے ہسپال جس کا نام روشن ہسپال ہے سے باہر لکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں ایک ہمسائے کی عیادت کے لئے وہاں جا رہا تھا اور عمران صاحب اپنی کار میں باہر نکل رہے تھے۔ کمپنی شکلیل نے کہا۔

” ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب بھی بیماری طرح کسی کی عیادت کے لئے گئے ہوں۔“ خاور نے کہا۔

” ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے کچھ روڑ بعد ہمیں یہ کام سونپ دیا گیا حالانکہ یہ کام واقعی سیکرت سروس کا نہیں۔ یہ کام تو حکومت، کوئی بھی ادارہ آسانی سے کر سکتا تھا۔ کمپنی شکلیل نے کہا اور پھر اس سے بھیتے کہ مزید کوئی بات ہوتی قون کی حصیٰ تج اٹھی تو جو ہے نہ ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

” جو بیانے کیا تو بیانے کیا۔“ جو بیانے کیا۔

” ایکسوٹ۔“ دوسری طرف سے منصوص آواز سنائی دی تو جو ہے نے لاڈڑکا بیٹن پر لس کر دیا۔

” یہ چیف۔“ جو بیانے کیا تو سب چوتھک پڑے۔

” دارالحکومت میں ان دونوں اندر ہے پن کی خوفناک بیماری تھی اس سے پھیل رہی ہے۔ اس کے علاوہ ملکر سحت کی نیمیں کام کر رہی

65

وہی ایسی (آکسن) پریان خود یہکہ بدپارن خود بول رہا ہوں۔ عمران کی شکفت آواز سنائی دی تو سوائے جو بیان اور تنور کے باقی سب کے پھر وہ پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

”صالح بول رہی ہوں عمران صاحب مس جو بیان کے قلیٹ ہے۔“

”بیان سیکرٹ سروس کے تمام سیر ان موجود ہیں۔ آپ بھی آجaisa“ صالح نے جلدی جلدی ایک ہی سانس میں ساری بات کہ ڈالی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران کو بولنے کا موقع مل گیا تو پھر وہ اپنی بات بھی نہ کر سکے گی۔

”میریان کون ہے۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”مس جو بیان۔“ صالح نے جواب دیا۔

”تو پھر دعوت بھی جو بیان کی طرف سے ہوتی چلے تھی۔“ عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”میں مس جو بیان کی نمائندہ خصوصی ہوں۔ جس طرح آپ چیف کے نمائندہ خصوصی ہیں۔“ صالح نے جواب دیا تو دوسری طرف سے عمران کے کھلا کھلا کر ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”یکن نمائندہ خصوصی تو تنور کو ہونا چلے تھا۔“ عمران نے کہا۔

”کیوں۔ میں کیوں نہیں ہو سکتی۔“ صالح نے بھی لطف لینے والے انداز میں کہا۔

”خصوصی کہتے ہیں پیش کو اور پیش پر سن کا مطلب ہوتا ہے۔“

”لیکن صدر یہ کیے ممکن ہے کہ مخصوصی طور پر کوئی بیماری پھیلانی جائے۔ اس سے کسی کو فائدہ ہو سکتا ہے۔“ جو بیانے حریت پرے لجھے میں کہا۔

”اور کسی کو فائدہ ہو یا نہ ہو ڈاکٹروں کو تو فائدہ ہو گا۔“ نعمانی نے کہا تو سب بے اختیار انس پڑے۔

”میں تو حیران ہوں کہ چیف جیسا عقدہ اس عمران کے ہاتھوں بے وقوف کیے بن گیا۔ لازماً اس نے چھیک حاصل کرنے کے لئے چکر چلا رکھا ہے۔“ تنور نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کو ٹرینس کیا جائے۔“ چیف صرف عمران کی بات پر ایسا حکم نہیں دے سکتا۔ لازماً اس کے یعنی کوئی نہ سو وجد ہو گی۔“ صدر نے کہا۔

”لیکن کوئی وجہ ہوتی تو چیف ضرور اس کا ذکر کرتا۔“ تنور نے کہا۔

”میں بات کرتی ہوں عمران صاحب سے۔“ صالح نے کہا اور فون کا رسیور الٹھا کر اس نے تیزی سے نیپریں کرنے شروع کر دیے۔

”لاڈوڈر کا بیشن بھی پریں کر دینا۔“ صدر نے کہا تو صالح نے اشیات میں سر بلاتے ہوئے آخر میں لاڈوڈر کا بیشن پریں کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور الٹھا لایا گیا۔

”حتیر فقیر پر تقصیر ہج مدان بنده تادان علی عمران ایم ایس سی۔“

طرف پڑھ گیا۔ سب بھی گئے تھے کہ عمران آیا ہو گا۔
کون ہے۔ نعمانی نے دروازے کے قریب چین کر اپنی
آواز میں کہا۔

”ہی ہے باقاعدہ دعوت دے کر بلوایا گیا ہے۔“ پاہر سے
عمران کی پلکی سی آواز سنائی دی تو نعمانی نے دروازہ کھول دیا۔
اسلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ یا جہamatan گرامی قدر۔ عمران
نے اندر داخل ہوتے ہی اپنی آواز میں کہا۔

”سلام علیکم عمران صاحب۔ اب تو آپ کو مس جو لیا کے
فیکٹ پر باقاعدہ دعوت دے کر بلوانا پڑتا ہے۔“ نعمانی نے دروازہ
پند کرتے ہوئے کہا۔

”اور وہ بھی متسادہ خصوصی کے ذریعے۔ اب کیا کیا جائے۔“
چاری میزیان گوئی جو ہو گی۔ عمران نے سٹنگ روم میں داخل
ہوتے ہوئے کہا۔

”یکواں کرنے کی ضرورت نہیں۔“ جو لیا نے لکھتے غصے
لگھے سیں کہا تو سور کا پھرہ لکھت کھل انحصار۔

”پھر مجھے اس کے لئے متسادہ خصوصی رکھنا پڑے گا اور یکواں
کرنے کے لئے بہترن متسادہ خصوصی تیور ہو سکتا ہے۔“ عمران
نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میرے بارے میں بات مت کیا گروہر کسی روز واقعی گولی
نہیں گا۔“ تیور نے مٹ بنتے ہوئے کہا۔

جو ذہنی طور پر یا جسمانی طور پر محدود ہو اور تنور جسمانی طور پر نہ ہی
یہ حال ذہنی طور پر تو محدود ہے۔ دوسری طرف سے عمران نے
جواب دیا تو سور کا پھرہ لکھت بگزا سا گیا۔

”یعنی آپ تو نہ جسمانی طور پر محدود ہیں اور نہ ہی ذہنی طور پر
اس کے باہر وچیف کے سپیشل متسادہ ہیں۔“ صالح نے ترکی ہے
ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو تنور کا بگزا ہوا پھرہ بے اختیار کھل
انحصار۔

”ارے سہماں اٹا چکر ہے۔“ سپیشل پرسن اپنا متسادہ خصوصی
اچھے بھلے کو بنتا ہے اور ہمارا چیف تو سکے بعد سپیشل پرسن ہے
اس نے تو کسی کے ساتھ نہیں آتا۔ عمران بھلا کیاں بار ملتے
والوں میں سے تھا۔

”ہو گا۔“ یہ حال آپ فوراً آ جائیں۔ ہم آپ کے مشترک ہیں۔ صالح
نے کہا اور چلدی سے رسیور رکھ دیا کیونکہ اس نے جو لیا کا بگڑتا ہوا
پھرہ دیکھ دیا تھا۔

”کیا ضرورت تھی اس اجمن کو بلانے کی۔“ جو لیا نے مٹ
بنتا ہوئے کہا۔

”اس سے وجہ تو معلوم کی جائے۔“ صدر نے کہا۔

”وہ کبھی بھی نہیں بتائے گا۔ اٹا، میں رج کر دے گا۔“ تیور
نے کہا اور پھر ایسی ہی باتوں میں تھوڑی ہی درگزدگی تھی کہ کال
بیل کی آواز سنائی دی تو نعمانی اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی

69
۔ چلو۔ میں چہاری تاسدہ خصوصی سے اجازت لے لوں گا۔
میری چھوٹی ہن ہے اور چھوٹی ہن بھے بھائیوں کو اجازت دے دیا
کرتی ہیں۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

۔ عمران صاحب پلیج۔ جو بات میں کر رہا ہوں اس کے بارے
میں بتائیں درست چیف نے ہماری جواب طلبی کر دینی ہے۔ صدر
نے کہا۔

۔ عمران صاحب آپ روشن ہسپاٹ سے واپس آتے ہوئے مجھے
ملے تھے۔ آپ وہاں کیا کرنے کئے تھے۔ کیپشن ٹکلیں عمران کے
جواب دینے سے بھلے بول پڑا۔

۔ روشنی تلاش کرنے۔ کیونکہ کسی نے جادو کی چھوٹی لگا کر روشنی
یقیناً کر دی تھی۔ عمران نے متیناتے ہوئے جواب دیا۔
۔ عمران صاحب۔ چیف نے بتایا ہے کہ آپ نے انہیں کہا ہے
کہ آنکھوں کی بیماری مصنوعی طور پر پھیلاتی یا ہری ہے۔ کیا واقعی
ایسا ہو سکتا ہے کہ مصنوعی طور پر بیماری پھیلاتی جائے۔ صالح
نے کہا۔

۔ صرف ایک بیماری مصنوعی طور پر نہیں پھیلاتی جا سکتی۔ باقی
تو ہر بیماری پھیلاتی جا سکتی ہے۔ جیچک کے جرا شیم، ہوا میں پھیلا دو
تو جیچک کی بیماری پھیل جائے گی۔ پھر ہوں کی تعداد بڑھا دو تو
طاہوں پھیل جائے گا۔ گرد و غبار اور وحشیوں ہوا میں پھیلا دو تو
سانس اور دمے کی بیماری پھیل جائے گی۔ عمران نے جواب

۔ کیا زماں آگیا ہے کہ اب مہمان کو بلا کر بے عربت کیا جاتا
ہے۔ عمران نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

۔ عمران صاحب۔ چیف نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آنکھوں کی
تیزی سے بڑھتی ہوئی بیماری کی وجہ شرک کریں اور ہمیں یہ بات
کچھ میں نہیں آہری تھی اور مس جو یا سمیت سب کا فیصلہ ہے کہ
آپ ہی اس کی وجہ تلاش کر سکتے ہیں۔ صدر نے جلدی سے
موضوع یدلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے باز
نہیں آنا اور ماحول تھے سے تجھ تر ہوتا چلا جائے گا۔

۔ چہارا مطلب ہے کہ اب مس جو یا کی نظر میں سر اسکوپ
پاکل ختم ہو چکا ہے۔ صحیک ہے۔ قسمت اسے ہی کہتے ہیں اور
قسمت سے کون لاٹ سکتا ہے۔ عمران نے بھلے سے بھی زیادہ
ٹوپیں سانس لیتے ہوئے کہا۔

۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسا سکوپ۔ جو یا نے ہونک کر کہا۔
۔ وہی جس کے لیجھے تین ہر وقت لمحہ اخلاقے پھر تارہتا ہے۔ صرا

۔ مطلب ہے تین بار لکھنے والا سکوپ۔ عمران نے جواب دیا۔
۔ تم پھر سیرے بارے میں بات کر رہے ہو۔ تین لمحے اخلاقے
لمحے میں کہا۔

۔ عمران تم ہمارے ساتھی ہو اور میں۔ اس حد تک میں تمہیں
لمحتی ہوں۔ اس سے زیادہ آگے بڑھنے کی میں تمہیں اجازت نہیں
دے سکتی۔ جو یا نے اہمابی سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

” عمران صاحب - مس جو بیا تو آپ کی دل سے عزت کرتی ہے۔
البتہ چلے وہ آپ کے صحالتے میں بے حد جذباتی ہو جاتی تھی اب ابھی
نہیں۔ صدر نے کہا۔

” اور ابھی تم پوچھ رہے تھے کہ بیماری پھیلانے کی کوتی وجہ بھی
ہوتی ہے یا نہیں۔ ” عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیے۔
” عمران صاحب - یہ آنکھوں کی بیماری کیا واقعی دار الحکومت میں
اچانک پھیلنا شروع ہوتی ہے۔ ” اچانک کیپشن شکل نے اہمیتی
سنجیدہ لمحے میں کہا۔

” ہاں - آج سے دو سفنتے ہیلے ہیاں اس بیماری کے مرنس سال
میں ایک دو ہی تھے لیکن دو اہتوں سے ہیاں اچانک نہ صرف اس
بیماری کے مرنس تیری سے بدستہ شروع ہو گئے ہیں بلکہ جسمیے جسمیے
وقت گزرتا چاہ رہا ہے تعداد کم ہونے کی وجہے بدھتی چاہ رہی ہے اور
ڈاکٹر اس کی کوتی وجہ بھی ثریک نہیں کر سکے ہیاں کا ماحول دو سفنتے
ہیلے جیسا تھا اب بھی دیساہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ سوچا گیا کہ
شاید در روزین پانی میں کوتی ایسا عنصر شامل ہو گیا ہے جو اس بیماری
کو پھیلائ رہا ہے لہذا شہر کے مختلف علاقوں کے پانی کا تجزیہ کیا گیا لیکن
کوتی ایسا عنصر ثریک نہیں کیا جا سکا اس لئے پریشانی بدھتی چاہ رہی
ہے۔ ” عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

” لیکن عمران صاحب - یہ سیکرٹ سروس کا تو کام نہیں ہے۔ یہ
تو حکومت اور وزارت صحت کا کام ہے۔ پھر سیکرٹ سروس کو کیوں
سمیت سب پڑے۔ ”

دیا۔

” کون سی بیماری نہیں پھیلانی جا سکتی۔ وہ بھی تو بتا دیں۔ ”
صدر نے کہا۔

” بیماری حق۔ اب دیکھو بے چارہ تصور کتنے طویل عرصے سے
اس کو پھیلانے میں معروف ہے لیکن آج تک کامیاب نہیں ہو
سکا۔ ” عمران نے جواب دیا تو کہہ بے اختیار قاتلوں سے گونج
اٹھا۔

” شٹ اپ۔ خواہ تو اہ بونے میں آتا ہے بکواس کر دیتے ہو۔ ”
تصور نے اہمیتی بگڑے ہوئے لمحے میں کہا۔

” مس سالہ نہ استدھر خصوصی مس جو بیا تا فڑ واڑ مجھے سوکھے من
کب تک پیٹھتا پڑے گا یا پھر سہماں کو او ازمات سہماں داری سا جو
لاتا پڑیں گے۔ ” عمران نے تصور کی بات کا جواب دینے کی وجہے
سالخ سے مخاطب ہو کر کہا۔

” میں آپ کے لئے کافی بنا لاتی ہوں۔ ” سالخ نے قدرے
شرمندہ سے لمحے میں کہا۔

” غہرہ۔ تم پیٹھوں لے آتی ہوں۔ ” جو بیانے کیا اور کپن کی
طرف بدھ گئی۔

” کیا خیال ہے صدر۔ برف پکھلنا شروع نہیں ہو گئی۔ ” عمران
نے صدر کی طرف جھکتے ہوئے ہڑے پرامیدہ لمحے میں کہا تو صدر
سمیت سب پڑے۔ ”

ہیں۔ عمران نے چونک کر کہا۔

”ٹھیک ہے تم نہ سماں لیکن میرا خیال ہی ہے۔ بہر حال اگر میں نے کوئی غلطی کی ہے تو مجھے معاف کرو دینا۔ جو بیان نے قدرے رتھے ہوتے لمحے میں کہا اور ابھ کر دوبارہ کچن کی طرف چڑھ گئی۔

”عمران صاحب۔ مس جو بیان اصل میں دورا ہے پر کھوڑی پے۔ وہ جذباتی طور پر آپ سے بے حد نبھی ہیں لیکن حالات کی وجہ سے وہ اپنے خیالات کو کنشول کر رہی ہیں لیکن اس کی وجہ سے ان کے ذہن میں شدید کشمکش ہو رہی ہے۔ اگر ایسا مسلسل ہوتا رہا تو مجھے خطرہ ہے کہ سس جو بیان کا ترس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے۔ صدر نے کہا۔

”تو پھر ہمارا کیا خیال ہے۔ کیا کیا جائے۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”جو بیان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتے۔ وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔ صدر کے بولنے سے ہمیلے صالحہ بول پڑی۔

”صدر آج تک ہمارے ٹھیک ہونے کے انتظار میں سوکھ رہا ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ جو بیان ٹھیک ہو جائے گی۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار اس پڑے لیکن اس سے ہمیلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی لفڑی نہیں اٹھی تو صالحہ نے ہاتھ پڑھا کر رسیور انٹھا لیا۔

”لک۔ صالحہ نے کہا۔

”بھاں عمران صاحب ہوں گے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ اس نہیں رہوں گے۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”اس میں ڈالا جا رہا ہے۔ صدر نے کہا۔

”ہمارے چیف کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کسی سازش کے تحت مصنوعی طور پر کیا جا رہا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ ملک کی سلامت کا یہ مطلب بھی ہے کہ اس کے عوام بھی سلامت رہیں۔ اب تم خود سوچو کہ اگر یہ بیماری اسی طرح پھیلتی چلی گئی تو ملک کی آدمی سے زیادہ آبادی نابینا ہو کر رہ جائے گی۔ پھر ملک کی سلامت کیسے رہے گی اور ایسی ہی بیماری فوج میں پھیل گئی تو پھر۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو چیف کا خیال ہے کہ کوئی مجرم تنقیم ایسا کر رہی ہے جیکہ اس کا تو سو فیصد علاج موجود ہے۔ اگر علاج نہ ہوتا تو پھر ایسا سوچا جا سکتا تھا۔ صدر نے کہا۔

”ہاں سہی بات تو اڑے آرہی ہے۔ عمران نے جواب دیا اسی لئے جو بیان اٹھا لیا تھا جو بھی ہوتی آئی تو اس پر کافی کی پیالی اور دلگشہ لو ازانات موجود تھے۔

”شکریہ۔ عمران نے کہا اور کافی کی بیالی انٹھا لی۔

”عمران۔ میرا خیال ہے کہ تم مجھ سے ناراہش ہو۔ اپنک جو بیان کہا تو عمران سیست سب بے اختیار پوچھ پڑے۔ جو بیان اس دوران کریں پر بیٹھ چکی تھی۔ اس کے پڑے پر گھری سنجیدگی تھی۔

”ارے۔ یہ خیال تمہیں کیسے آگیا۔ تم ڈپٹی چیف ہو۔ تم سے ناراہش ہو کر میں نے اس پھونے سے چیک سے بھی باہتہ دھونے

- اچھا۔ بات کیجئے۔ صاحب نے کہا اور رسیور عمران کی طرف
نے چونک کر پوچھا۔
بڑھا دیا اور ساتھ ہی لاڈوڑ کا بیٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے جو دیا بھی کہلے دوسری
سے واپس آگئی۔ اس کے پھرے پر گہری سنجیدگی خاری تھی۔
یہ - علی عمران بول رہا ہوں۔ عمران نے کہا۔
اس ویکن پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس کا نس اور ماذل وغیرہ کی
باس۔ میں نائیگر بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے نائیگر تفصیل۔ عمران نے پوچھا۔
تھے کہا۔

تھیں۔ وہ چوکیدار ان پڑھ تھا۔ صرف اس نے اتنا بتایا ہے کہ
ہاں۔ کوئی خاص روپورٹ۔ عمران نے کہا۔
مرغ رنگ کی ویگن تھی جس پر سفید رنگ سے کچھ لکھا ہوا تھا اور
بآس۔ دارالحکومت کا ایک گنجان آباد علاقہ ہے جسے ملزی پور کہلے دیتے ہوئے کہا۔
جاتا ہے سہماں ملی چلی آبادی ہے۔ مطلب ہے ٹریب لوگ اور اُوکے۔ اُوکے۔ اینی انکو اسی جاری رکھو اور اس ویگن کو بھی تلاش
متوسط اور اتنے طبقے کے لوگ سہماں کے ایک چوکیدار نے بتایا ہے کرو۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
کہ تین چار روز ہیلے ایک مرغ رنگ کی ویگن سہماں سچ سونے آئی
اور اس پورے علاقے میں آئت آئت گھومتی رہی۔ اس ویگن کی
کی وجہ سلطوم کرنے کے لئے فضائی آلووگی چیک کر رہے ہوں
جی۔ صفردرنے کہا۔

میں نے بھی یہ ویگن دیکھی ہے۔ اچانک چوبان نے کہا جو
اب تک خاموش یہ تھا ہوا تھا اور اس کی بات سن کر سب چونک
انہیں روک لیا اور اس طرح علاقے میں راوتلانگے کے پارے میں
پڑھتے۔

اوہ۔ کہاں اور کہ۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔
میں ان دونوں جس علاقے میں رہتا ہوں اس کے قریب ہی
ایک کھلا میدان ہے۔ میں سچ سورے واک کرنے اس میدان میں
رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ نائیگر نے کہا۔
کسی اور علاقے میں بھی یہ ویگن نظر آئی ہے یا نہیں۔ عمران
جاتا ہوں۔ چار پانچ روز ہیلے میں اس میدان میں واک کر رہا تھا کہ

میں نے اس دیگن کو آہست آہست میدان کے ساتھ والی سڑک
گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کی چمٹ کھلی ہوئی تھی اور اس سے
نایاں باہر کو نکلی ہوئی تھیں جن کے آخری سرے بگل ملتے ہے۔
آپ سرسلطان کے ذریعے معلوم کرائیں کہ کیا مگر صحت
دیگن آگے جا کر گھوم گئی اور نظرؤں سے او تھل ہو گئی۔ اب
والے فضائی آلوڈی کی جانچ پڑتاں کر رہے ہیں یا نہیں کیونکہ بظاہر تو
دیگن کا ذکر آیا تو مجھے یہ بات یاد آگئی۔ چوہاں نے جواب
ایسا ہی لکھا ہے کہ سخت و الے مختلف علاقوں کی فضائی آلوڈی
ہوئے کہا۔

”پھر“ دوسری طرف سے سرد بجھے میں کہا گیا۔
”آپ سرسلطان کے ذریعے معلوم کرائیں کہ کیا مگر صحت
نایاں باہر کو نکلی ہوئی تھیں جن کے آخری سرے بگل ملتے ہے۔
”دیگن آگے جا کر گھوم گئی اور نظرؤں سے او تھل ہو گئی۔ اب
والے فضائی آلوڈی کی جانچ پڑتاں کر رہے ہیں یا نہیں کیونکہ بظاہر تو
دیگن کا ذکر آیا تو مجھے یہ بات یاد آگئی۔ چوہاں نے جواب
ایسا ہی لکھا ہے کہ سخت و الے مختلف علاقوں کی فضائی آلوڈی
کو چیک کر رہے ہیں۔ عمران نے کہا۔

”تم وہیں رکو۔ میں معلوم کر کے تمہیں کال کرتا ہوں۔“
”کیا لکھا ہوا تھا اس دیگن پر۔“ عمران نے پوچھا۔
”یہ سرخ رنگ کی دیگن تھی اور اس پر کسی سرکاری لگے کا دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔
اور مخصوص لشان بتا ہوا تھا لیکن میں نے جو نکل اسے سرسری ملے
دیکھا تھا اس نے نام نہیں پڑھ سکا۔ چوہاں نے کہا۔
”عمران صاحب۔ اگر یہ مگر صحت والوں کی دیگن نہ ہوئی تو
پھر“ صدر نے کہا۔

”پھر یہ مشکوک ہو گی اور اسے بہر حال ٹریس کرنا پڑے گا۔“
”اس کا نمبر وغیرہ معلوم ہے۔“ عمران نے کہا۔
”نہیں۔“ میں نے اس کا خیال ہی نہیں کیا۔ چوہاں۔ عمران نے کہا۔
”جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ پڑھا کر فون کا رسیور الہ
اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیتے۔ آخر میں اس نے“
”میں کوئی مخصوص لیس پھیلائی جا رہی ہو گی۔“ اس بار صدیقی
کا بیٹھن بھی پریس کر دیا۔

”ایکسٹو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز نے
کہا تو سب نے اٹھات میں سرطاں سے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد
”فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جو یا نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اندازیا۔“
”علی عمران بول رہا ہوں جتاب جو لیا گے فلٹ سے۔“ عمران نے
”جو یا بول رہی ہوں۔“ جو لیا نے کہا۔

”ایکسٹو۔“ عمران بول گامہاں اسے رسیور دو۔ دوسری طرف
”میں تفصیل بتاؤ۔“ سے کہا گیا۔

”لک چیف“ جویا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف سے کسی ساری تفصیل بتا دی۔
دیا۔ اس قدر مہنگا علاج ہے یہ۔ پھر تو یہ عام لوگوں کے بینے
علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں

عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا تو صدر اور دوسرے
سامنگی بے اختیار سکرا دیے۔
باہر ہے۔ جویا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
عام لوگ تو ایک طرف اچھے خاصے لوگ اس کی استطاعت
نہیں رکھتے۔ عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ مسک تو سرف علاج کی قیمت کا تھا پھر اس میں
مخفیت علاقوں کا فضائی سردے کرتی پھر رہی ہیں۔ چیف۔
بھل کیے شامل ہو گیا۔ صدر اصل بات معلوم کرنے پر تکا
ہوا تھا۔
اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”میں نے نائیگر کے ذمے لگایا تھا کہ وہ اس بارے میں معلومات
حاصل کرے کیونکہ مجھے اچانک خیال آیا تھا کہ ان دونوں اخبارات
میں بھی اس بیماری کا بڑا پھر جا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ میں دیکھنے پر
بھی اس بارے میں معلومات دی جا رہی ہیں اور شہر میں جگہ جگہ بیز زندگی
لگائے چاہے ہیں اور یہ سب کچھ وہ کمپی کرا رہی ہے جو انجکشن سیار
کرتی ہے جبکہ بظاہر اسے اس قدر اخراجات کرنے کی ضرورت نہیں
ہے۔ دوسرا ٹک اس وقت پڑا جب تمہارے حاصل کردہ اعداد و
صادر نے کہا۔

”ہاں۔ اب تو ہی کہا جاسکتا ہے۔“ عمران نے ایک ٹوٹا
شمار تمہارے چیف کے پاس پہنچنے تو چیف چونکہ پڑا اور اس نے
سر سلطان کے ذریعے پسند ہفتے پہلے کاریکارڈ حاصل کیا تو پتہ چلا کہ یہ
بیماری گزشت دو ہفتوں سے اچانک نبودار ہوئی ہے اور مسلسل
سنس لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ سلسہ شروع کیے ہوا۔“ صدر نے
تو عمران نے عبد الحمنی سے ملاقات اور پھر روشن اسپیال جانے اور
انجکشن کی قیمت سے لے کر سیکرٹری وزارت صحت سے ملاقات بند
اس کے دُسری بیوی شریز سے پتہ چلا ہے کہ دو ہفتے پہلے ہی اس کا علاج

”آپ لوگ آنکھوں کے اسپیا لوں کا خفیہ سردے کریں اور وہاں کے مریضوں سے بات چیت کریں۔ وہاں کے ڈاکٹروں اور خاص طور پر چھوٹے عجیلے کو دشولیں۔ تجھے یقین ہے کہ اصل بات سلسلے جائے گی۔ عمران نے کہا تو سب نے اس پر رضاہندی کا انتہا کر دیا۔

”ہمارا پاکیشیا میں متعارف کرایا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ادمی علاج متعارف ہوا اور ساتھ ہی ہماری بھی متعارف ہو گئی اور اب یہ مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اس سے شک پیدا ہوا کہ کہیں یہ ہماری صرف پراڈاکٹ فروخت کرنے کے لئے کسی مصنوعی طریقے سے نہیں پھیلائی جا رہی۔ عمران نے کہا تو سب کے پھرودیں سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ واقعی۔ یہ بات عجیب ہے کہ ادھر طی میشل کمپنی کوئی ڈاکیشیا میں متعارف کرتی ہے اور ادھر اس ہماری کے مریض تجزی سے سامنے آنے لگتے ہیں۔ صدر نے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہماری ہلکے سے موجود ہو لیکن لوگوں اور مقامی ڈاکٹروں کو اس کا علم نہ ہو۔ وہ اسے کسی دوسری ہماری کے کوئی میں شامل کر کے اس کا علاج کر رہے ہوں اور اس کمپنی نے اب ہمارا سیکیور کر اکر اور اخبارات اور نیلی ویجن میں اس ہماری کے بارے میں درست معلومات دے کر لوگوں اور ڈاکٹروں کو اس سے آگاہ کیا ہو۔ اس وجہ سے بھی الیما ہو سکتا ہے۔ جو بیان نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات بھی ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ سب اس سلسلے میں ٹنکے صحت اور ماہویات سے زیادہ ہسترانڈا لزیں کام کر سکتے ہیں۔ عمران نے کہا۔

”وہ کیسے۔ سب نے چونک کر پوچھا۔

- جیکن صاحب - ہماری چار گاڑیوں کی چینگ سامنے آتی ہے جن سے ہم رین اور گیس فائز کرتے ہیں۔ — سلیم نے کہا تو جیکن بے اختیار اچھل پڑا۔

- کیا اکر رہے ہو۔ ملک ماحولیات کی گاڑیاں تو یہ کام کرتی رہتی ہیں - پھر کون چینگ کر رہا ہے۔ جیکن نے حرمت بھرے لجھے میں کہا۔

"باقاعدہ حکومت کے اعلیٰ حکام کی طرف سے محلومات حاصل کی گئی ہیں کہ کیا ملک کی گاڑیاں شہر میں کام کرتی ہیں یا نہیں جس پر ملک کی طرف سے بتایا گیا کہ ایسا کیا جاتا ہے۔ پھر خورشید عالم صاحب نے مجھے بلایا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ ایک ہفتے تک گیس اور رین فائز نگہ دن کر کے صرف سرکاری کام کرو کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی بھی سرکاری ہبہ نہیں ان گاڑیوں کو چیک کر سکتی ہے اور اگر انہیں رین اور گیس کے پارے میں معلوم ہو گیا تو ہم سب پر قیامت نوت پڑے گی۔" سلیم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جیکن کون سی ہبہ نہیں کام کرے گی اور کیوں۔" جیکن نے حرمت بھرے لجھے میں کہا۔

- مجھے نہیں معلوم - خورشید عالم صاحب کو معلوم ہے۔ آپ ان سے فون پر بات کر لیں۔" سلیم نے کہا تو جیکن نے اشبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ پڑھا کر فون کار سیور انھما لیا اور تیزی سے عمر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

دفتر کے انداز میں بچے ہوئے کمرے کی میز کے یونچے ایک لبے اور درمیانے جسم کا نوجوان کری پرستھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا تقسیم فرمیم والا چشم لگا ہوا تھا اور وہ اپنے پھرے میں انداز سے بڑنس میں ہی نظر آ رہا تھا۔ اس نے لاست بلورنگ (سوٹ پہنا ہوا تھا اور گہرے نیلے رنگ کی تانی پانچھ رکھی تھی۔ اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"اوہ۔ سلیم تم۔ آؤ یعنو۔" میز کے یونچے پینچھے ہوئے نوجوان نے پونک کر آئے والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

- جیکن صاحب - معاملات تیزی سے ہگڑتے جا رہے ہیں۔" نوجوان نے میوگی دوسرا طرف کری پرستھے ہوئے کہا۔

- کیا مطلب - کیا اکر رہے ہو۔ کیا ہوا ہے۔" جیکن نے ہونک کر قدرے پریشان سے لجھے میں کہا۔

بھجوائیں۔ ہمارے ٹھکے کے سکرٹری نے جب اس کی وجہ پوچھی تو اُنہیں بتایا گیا کہ یہ حکم پاکیشیا سکرٹریٹ سروس کے چیف نے دیا ہے ہم یہ اعداد و شمار ان کو ہبھائیں گے کیونکہ چیف کو اطلاعات مل رہی ہیں کہ چار گاڑیاں جو کسی سرکاری ٹھکے کی ہیں جس علاقے کا سروے کرتی ہیں وہاں آنکھوں کی پراسرار بیماری کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ ان گاڑیوں کو چیک کرانا چاہتے ہیں جس پر ہمارے ٹھکے کے سکرٹری نے ڈپنی سکرٹری کو حکم دیا اور اُنہوں نے مجھے حکم دیا۔ میں نے اعداد و شمار تو اُنہیں پیش کر دیئے ہیں لیکن میں نے سلیم کو اس نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ ایک سفنتے تک آپ کا کام نہیں ہو سکتا۔ اب ہم ٹھکے کا کام کریں گے تاکہ اگر چینک ہو تو کلیرنس ہو جائے۔ جب چینک ختم ہو جائے گی تو ہم وہ بارہ آپ کا کام شروع کر دیں گے ورنہ اگر ہم چینک میں کس اور رین فائز کرتے ہوئے پکوئے گئے تو ہم سب کو جیل بھیج دیا جائے گا۔ خورشید عالم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن ایک ہفتہ تو بہت زیادہ عرصہ ہے۔ ہمارا سارا کار و بار نسب ہو جائے گا۔ ہم نے آپ کو اہمتری بھاری معاوضہ ادا کیا ہے۔ چینک نے قدرے ناخوٹگوار لجھے ہیں کہا۔

مجھے معلوم ہے جتاب۔ لیکن ہم سب جیلوں میں سڑنا بھی نہیں چاہتے اور ایک ہفتے میں آپ کا کوئی نقصان بھی نہیں ہو گا۔ ایک ہفتے بعد ہم وہ بارہ کام کا آغاز کر دیں گے۔ خورشید عالم نے کہا۔

”خورشید عالم بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے ایک ہماری کی آواز سنائی دی۔

”جینکن بول رہا ہوں خورشید عالم صاحب۔“ جینکن نے کہا۔ ”اوہ آپ۔ سلیم آپ تک پہنچ گیا ہے یا نہیں۔“ دوسری طرف سے پوچنک کر پوچھا گیا۔

”پہنچ گیا ہے اور اس نے اہمتری حریت انگلیز بات بتائی ہے۔“ سب کیا ہے۔ آپ تفصیل بتائیں۔“ جینکن نے کہا۔

”جینکن صاحب۔ آپ کا کام ہو رہا تھا کہ اپنا تک ہمارے ٹھکے کے ڈپنی سکرٹری صاحب نے مجھے طلب کیا اور فضائل آلووگی کو چیک کرنے والی گاڑیوں کے پارے میں پوچھ چکہ کی۔ میں نے اُنہیں بتایا کہ روشنیں کے مطابق چار گاڑیاں روزانہ مختلف علاقوں کا سروے کر رہی ہیں جس پر اُنہوں نے اس کے اعداد و شمار پیش کرنے کا حکم دیا۔ میں نے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے ان سے پوچھا کہ وہ یہ معلومات کیوں حاصل کر رہے ہیں تو اُنہوں نے بتایا کہ ملکر صحت کے سکرٹری سے ملکر خارجہ کے سکرٹری سر سلطان ہو کے صدر کے بھی ناتائدہ ہیں نے معلومات حاصل کیں کہ کیا ملکر صحت کی گاڑیاں شہر کا سروے کرتی ہیں جس پر ملکر صحت کے سکرٹری نے اُنہیں بتایا کہ یہ سروے ملکر ماہیات کی طرف سے کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے ملکر کے سکرٹری سے بات کی گئی اور اُنہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس سروے کے اعداد و شمار فوری طور پر ان کے آفس

“یہ دوسری طرف سے چیز آرڈنڈ کی آواز سنائی دی۔
جیکن بول رہا ہوں پاس جیکن نے کہا۔
اوہ تم کیا کوئی خاص بات ہے۔ دوسری طرف سے کہا
گیا۔

پاس - حالات تیری سے بگڑتے ٹپے جا رہے ہیں - سیکرٹ
سروس اور دوسری لجنسیوں نے ہمارے خلاف پھر پور انداز میں کام
شروع کر دیا ہے۔ جیکن نے کہا۔
کیا کہہ رہے ہو۔ لجنسیوں کا ہم سے کیا تعلق - ہم کوئی جرم تو
نہیں کر رہے اور یہ کوئی سارش کر رہے ہیں۔ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

چیز - آپ کو مظلوم ہے کہ رینڈ اور کسی فساد میں پھیلانے
کے لئے ہم نے ٹھنک ماخوبیات کی گاڑیاں یا ترکی تھیں جو شہر کے
 مختلف علاقوں میں گھوم کر قسانی الودگی کا سروے کرتی ہیں۔ ہم نے
ٹھنک ماخوبیات کے سپر شستہ خورشید عالم اور ان کے آدمیوں کے
انچارج سلیم کو بھاری صحاوخت دے کر اس کام پر آمادہ کیا تھا اس نے
آج تک کسی کو شک بھی نہ پڑ سکا تھا اور ہمارا کام تیری سے پھیلتا جا
رہا تھا۔ لیکن ابھی پتہ لئے چکے سلیم نے آگر اطلاع دی ہے کہ
سرکاری بیسیاں ان گاڑیوں کو مشکوک کر کر چک کر رہی ہیں تو
میں نے سپر شستہ خورشید عالم سے قون پر بات کی۔ جیکن
نے کہا اور پھر اس نے خورشید عالم سے ہونے والی تمام بات چیز

- لیکن اگر انہوں نے آندہ بستے میں بھی چینگ کی تو پھر
جیکن نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔ یہ حال اب ہمیں اپنے آپ
کو بھی بچاتا ہے اور آپ کو بھی۔ خورشید عالم نے کہا۔
”مجھے۔ کیا مطلب۔ جیکن نے پھونک کر پا۔

”جتاب ہم سے انہوں نے جیر آپ کے پارے میں پوچھتا ہے
اور پھر وہ آپ کے سر پر بھنگ جائیں گے۔ خورشید عالم نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ شخصیک ہے۔ آپ دیے ہی کریں جسے آپ کہ رہے
ہیں۔ جیکن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دیگر
رکھ دیا۔

”تم بھی بجاو سلیم۔ جیکن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے کوٹ کی جیب سے چند بڑی مایت کے نوت تکالے اور سلیم کی
طرف پڑھا دیئے۔ سلیم نے نوت لے کر پڑے ہوئے پات انداز میں
سلام کیا اور مذکرا افس سے باہر چلا گیا۔

”یہ تو معاملات واقعی ہے حد فراب ہو گئے ہیں۔ یہ سرکاری
لجنسی کو آفرادیات کے معاملہ میں داخل دینے کی کیا طرہ درت آن
پڑی ہے۔ جیکن نے بڑیڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے ایک بار پھر باتھ پڑھا کہ فون کار سیور الٹھایا اور نسپر میں
کرنے شروع کر دیئے۔

یاں - ڈرگ کی قیمت بڑھا کر اسے پورا کیا جا سکتا ہے۔

جیکن نے کہا۔
بہاں جیلے ہی لوگ چیخ رہے ہیں کہ علاقے میں حد مہنگا ہے۔
اسے مزید مہنگا کیا گیا تو معاملات بگدا بھی سکتے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

پھر یہی آپ کہیں۔ ویسے یہ بھیساں بے حد تیز ہوتی ہیں۔=
خورشیدِ عالم اور سلیم کے ذریعے بھوٹک اور پھر میرے ذریعے آپ
بھکر بھیجاں گی اور پھر ب کچھ تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ جیکن نے
کہا۔

یاں۔ تم نھیک کر رہے ہو۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر کیا
کیا جائے۔ تم کوئی رانے دو۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

چیف۔ میرا خیال ہے کہ ہم بہاں سے کسی دوسرے بڑے شہر
شфт ہو جائیں اور وہاں کام شروع کر دیں۔= بھیساں
اور انکھوں میں تیک ہی محدود رہیں گی۔ جب بہاں انہیں کچھ نہیں ملے
گا تو یہ تھاموش ہو جائیں گی اور ہم سب سے آخر میں بہاں آکر اپنا
مطلوبہ نثارگ پورا کر لیں گے۔ جیکن نے کہا۔

لیکن دوسرے شہر میں تو تے سے کام کرنا ہو گا۔ وہاں
گسیں اور ریز پھیلانے کا بندوبست کرنا ہو گا اور وہاں سیکھارز وغیرہ
معتقد کرنے ہوں گے۔ بیز زنگانے ہوں گے۔ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

دوہرا دی۔

ویری پیدا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کب ان گاڑیوں کو پتکر
کرنا پسند کریں۔ اس طرح تو ہمارا نثارگ کبھی بھی پورا نہ ہو سکے
گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

لیکن چیف۔ اگر انہوں نے چیک کر لیا کہ ہم مصنوعی طور
ان گاڑیوں کی مدد سے سی بی ہیماری پھیلارہے ہیں تو وہ ہمیں کرقہ
کر لیں گے۔ جیکن نے کہا۔

لیکن انہیں کیے معلوم ہو گا کہ ہم سی بی ہیماری پھیلارہے ہیں
ان ریز اور لیکس کا کوئی ہراہ راست تعلق سی بی سے نہیں ہے۔ یہ
جن لوگوں کی آنکھوں میں بھٹے سے الی ایسٹنی کے اثرات ہوتے ہیں
یہ ریز اور لیکس صرف ان پر اثر انداز ہوتی ہے وہ تو یہ بے د
ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

یاں۔ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم ان دو توں کے ساتھ فضائل
آلودگی کو صاف کرتے والی شیم سکس لیکس بھی طاریں تو پھیلگ
کے باہر جو دوہی سکھیں گے کہ یہ کام تک ماحولیات کر رہا ہے اور
ایک بار کی پتینگ کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے ہمارا بھچا پھوڑ دیں
گے۔ جیکن نے کہا۔

لیکن یہ لیکس تو بے حد ہائی ہے۔ اس سے تو ہمارا بچت
نقسان میں بھی جا سکتا ہے۔ پھر اس سارے کام کا فائدہ۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں یہاں اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا
اس کی عادت تھی کہ وہ ناشست کرنے سے بہلے اور بعد میں روزانہ آنے
والے اخبارات پڑھتا تھا۔ اس کے پاس نہ صرف مقامی اخبارات
آتے تھے بلکہ فیر ملکی اخبارات بھی باقاعدگی سے آتے تھے اور چونکہ
ان دونوں اس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ اخبارات پڑھتے ہیں
مصروف رہتا تھا۔ اس طرح اسے دنیا بھر میں ہونے والے ہر قسم کے
حاملات کے بارے میں ضروری معلومات ملتی رہتی تھیں۔ سلیمان
اپنی عادت کے مطابق نشست کے بعد شاپنگ کے لئے چلا گیا تھا اور
عمران کو معلوم تھا کہ اب اس کی واپسی تین چار گھنٹوں کے بعد ہی
ہو گی اس لئے وہ اٹھیان سے یہاں اخبارات پڑھ رہا تھا کہ اچانک
کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ پھونک پڑا۔
”اس وقت کون آگیا؟“ عمران نے اخبار کو ایک طرف رکھتے

”کام تو ہم نے بہر حال کرنا ہی ہے۔ ہبہاں ٹارنگ پورا ہو جانے
پر بھی تو ہم نے یہ کام کرنا ہے اس لئے کیوں نہ مختوظ طریقے سے کر
لیا جائے۔“ جیکن نے کہا۔
”وہاں گیس اور ریز کیسے پھیلانی جائے گی۔“ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

”کوئی نہ کوئی بندوبست ہو چائے گا جتاب۔“ جیکن نے
کہا۔

”اوکے۔“ جیکن کے سروے کرو اور کام کے آغاز
کے لئے مستصوبہ بندی کرو۔ پھر میں بھی وہاں شفت ہو جاؤں گا۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔
”یہ چیز۔“ جیکن نے اٹھیان بھرے لئے میں کہا اور
رسیور رکھ دیا۔

ہوئے کہا۔ اسی لمحے کاں بیل دوبارہ بھی تو وہ انٹھ کھرا ہوا اور سر سے بیرونی دروازے کی طرف پڑھ گیا۔

”کون ہے؟“ عمران نے اوپنی آواز میں پوچھا۔

”صدیقی، ہوں عمران صاحب۔“ باہر سے صدیقی کی آواز سنار دی تو عمران نے کنڈی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔

”ماشاء اللہ اب اس فلیٹ کی اتنی اہمیت ہو گئی ہے کہ چیف ار فور شار پنکس نصیل ہمایہ تشریف لانے لگے ہیں۔“ رسمی دعا کے بعد عمران نے ایک طرف پڑھنے ہوئے کہا۔

”آپ نے زبردستی بھجے چیف کا ہمدردہ دے رکھا ہے عمران صاحب ورش کہاں میں اور کہاں چیف۔“ صدیقی نے منٹے ہوئے جواب دیا۔

”ارے۔ ارے۔ چلپو چھوٹا سا پتیک دے دینا۔ لیکن اب صرف چمک دینے کی غرض سے اتنے ہرے ہمدردہ بٹیلہ سے تو محروم نہ کر اپنے آپ کو۔“ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ سب آپ کی ہمراہی ہے عمران صاحب۔“ صدیقی نے کہا۔

”اب مسئلہ یہ ہے کہ تمیں چائے پڑھاتی جائے۔“ عمران نے کہا۔

”اے نہیں عمران صاحب۔ میں ناشتہ کر کے سیدھا ہمایہ آہا ہوں۔“ صدیقی نے کہا۔

”اور خالی ہاتھ آرہے ہو۔ کیوں؟“ عمران نے منٹ بتاتے

ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو کیا سلیمان آپ کو ناشتہ نہیں دتا۔“ صدیقی نے کہی پہ بیٹھنے ہوئے حریت بھرے بھجے میں کہا۔

”ناشتہ۔ کیا بتاؤں بس شرم آتی ہے اور بے چارہ ناشتہ بھی کہیں سر چھپا کر رو رہا ہو گا اپنی توہین پر۔ ایک پیالی چائے۔ دو تو سو کے سڑے۔ ساتھ مار جریں کی ایک چھوٹی ٹکری اور دو ابلے ہوتے اٹھے۔ اب تم بتاؤ یہ ناشتہ ہے۔“ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو اور کیا ہوتا ہے ناشتہ عمران صاحب۔ یہی تو ناشتہ کہلاتا ہے۔“ صدیقی نے منٹے ہوئے کہا۔

”اے کمال ہے۔ یہ ناشتہ ہوتا ہے۔ ناشتہ تو اسے کہتے ہیں کہ خالص گھنی کے ترہ ہاتے ہوئے اور قیسہ بھرے پرانے ہوں۔ کم از کم چادر پانچ انڈوں کا آمیٹ ہو۔ ساتھ میں ہماری کاڑا سا پیالہ ہو جس میں لوگوں کے ساتھ ساتھ گودے والی ہڈی بھی ہو۔ خالص شہد کی جلی یو تل اور ساتھ میں اصل مکھن کی ہڈی سی ٹکری یا بھر کنی کی موٹی روپیاں۔ اس پر سرسوں کا ساگ اور اس پر خالص گھنی کا ترکا لگا ہو اور ساتھ ہوں لسی کے دو ہڈے گلاس یا بھر پوریاں، حلوا، سفید چنے کا سالن اور ساتھ میں قیسہ بھری کپوریاں اور چائے۔“ عمران کی زبان رواؤں ہو گئی تھی۔

و شمار اکٹھے کئے تو عمران صاحب ایک خاص پواست سامنے آگیا ہے جن دنوں بھائی اس بیماری کا توزر نوٹا ہے ابھی دنوں وہاں اس بیماری نے زور کپڑا لیا ہے۔ اس پر میں چونک پڑا۔ لیکن جب یا وجود کوشش کے کوئی وجہ سیری کجھ میں نہ آسکتی تو میں نے سوچا کہ آپ سے اس بارے میں ڈسکس کی جائے۔ صدیقی نے اہتمامی سمجھیہ لجھے میں کہا۔

”اوہ۔ دری بیٹھ۔ تو یہ عذاب وہاں شفت ہو گیا ہے۔ دری بیٹھ اخبارات میں تو اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دیکھی میں نے۔ عمران نے بھی سمجھیہ لجھے میں کہا۔“ اخبارات کو چونکہ ہر بڑے اشتراکات مل رہے ہیں اس لئے کیوں اس کے خلاف نکھیں گے۔ صدیقی نے کہا تو عمران نے قائلیت میں سر ملا دیا۔

”یہ تو تم نے واقعی بری خیر سنائی ہے۔ میں تو مطمئن ہو گیا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ یہ بات نہ ہے بلکہ میں آئی تھی اور نہ اب آرہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مردانہ صاحب۔ میں نے اس چھپلو پر بہت سوچا ہے جس پر میرے دہن میں ایک خیال آیا ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے بتایا تھا کہ وہاں ڈاکٹروں کے سینئار بھی اس بیماری کے ملے ہیں ہو۔“ میں اور پورے شہر میں اس بیماری سے آکری کے لئے بیز ز بھی لگے۔ والی گاؤں کے بارے میں اعداد و شمار چیف نے اکٹھے کئے تھے۔ پھر ان گاؤں کو بھی چھک کر ایا گیا لیکن کوئی خاص بات سامنے نہ آ

”میں۔ میں۔ اب آپ اتنے بھی پہلوان نہیں ہیں کہ اس ناز کا ناشتہ کر سکیں۔“ صدقہ نے بتتے ہوئے کہا۔

”یہی اصل ناشتہ ہوتا ہے۔ آج کل کا ناشتہ بھی کوئی ناشتہ بہر حال تم بتاؤ کہ کیا ناشتہ کر کے آئے ہو۔“ عمران نے کہا۔“ دہی جو ہمچلے آپ نے بتایا تھا۔“ عمران صاحب۔ میں آپ۔

ایک خاص پواست پر ڈسکس کرنے آیا ہوں۔ میں بھی بیماری پارے میں۔“ صدیقی نے یکجتن سمجھیدہ ہوتے ہوئے کہا تو عمر چونک پڑا۔

”میں بھی۔ مگر اس کا اور تو اب ثبوت گیا ہے۔ اب تو اکا دکا مریغ ہی سامنے آرہے ہیں۔ پھر اب کیا مسترد ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مردانہ صاحب۔ میں ہمچلے دنوں اپنے ایک دوست سے۔“ قابل نگر گیا تھا۔ میرا وہ دوست اپنے ایک عین کو ملنے اسپتال

ہوا تھا۔ بہر حال واپسی پر اس سے پتہ چلا کہ اس کے عنین کو سی بی ایشیک ہوا ہے اور پھر اس نے بتایا کہ بھائی اس بیماری کا لیگر طوفان آگیا ہے۔ یوں لکھتا ہے جیسے آدھا شہر اس بیماری کا شکار ہو۔

ہو اور یہ بیماری سلسلہ بحقیقی چلی بھاری ہے جیکہ بتول اس۔“ دہاں ڈاکٹروں کے سینئار بھی اس بیماری کے ملے ہیں ہو۔

”میں اور پورے شہر میں اس بیماری سے آکری کے لئے بیز ز بھی لگے۔“ میں اس کے مریضوں کی تعداد میں سلسلہ اضافہ ہو۔

”میں۔“ میں نے اس بارے میں اسپتاں سے اپنے طور پر احمد سچانچے میں نے اس بارے میں اسپتاں سے اپنے طور پر احمد

لے کہا۔
ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے بھی اکثر محسوس کیا ہے کہ
شہر میں لیکھت کسی نئی بیماری کا پڑھا شروع ہو جاتا ہے۔ ہر طرف
اس بیماری کا ذکر ہوتا ہے اور پھر کچھ عرصے بعد سب کچھ ختم ہو جاتا
ہے اور کسی اور نئی بیماری کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ صدیقی نے
کہا۔

جہاری بات تھیک ہے۔ اب مجھے اس بارے میں کام کرنا ہو
گا۔ جہاری بات درست ہے۔ کیس نہ کیس کوئی نہ کوئی گزیر موجود
ہے۔ عمران نے کہا اور باہم بڑھا کر اس نے فون کار سیور انٹھایا
اور تیزی سے تیر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے القدار
کا پیش بھی پر لیکر کر دیا۔

ایکسو۔ دوسری طرف سے منصوص آواز ستائی دی۔
علیٰ عمران بول رہا ہوں جتاب اپنے فلیٹ سے۔ صدیقی بھی
بیان سے پاس موجود ہے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ
لی اس نے صدیقی سے ہونے والی بات چیت دوپرا دی۔

تو تم کیا کرنا پڑتا ہے ہو۔ چیف نے مشک لجھے میں کہا۔
اپ سر سلطان کے ذریعے معلوم کر دیں کہ ان فسائی آلو دگی کا
مردے کرنے والی گاڑیوں کا اتحاد رج کون ہے تاکہ اس کے ذریعے
اصل بات سامنے آسکے۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے تمیں فون کرتا ہوں۔ دوسری

لکی لیکن اس کے ساتھ ہی اچانک اس بیماری کا زور ٹوٹ گیا۔ کہس
ان گاڑیوں اور بیماری کا کوئی خقیقی تعلق تو نہ تھا۔ صدیقی نے
کہا۔

کھل کر بات کرو۔ جب ان گاڑیوں کو چینگ کے بعد کلیر کر
 دیا گیا تو عمران کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ ان گاڑیوں کی چینگ کے
بارے میں ان لوگوں کو پیشگی اطلاعات مل گئی ہوں اور انہوں نے
بھی ان کام روک دیا ہو۔ صدیقی نے کہا تو عمران پھونک پڑا۔
کام سے جہارا مطلب ہے بیماری پھیلانے کا کام۔ عمران
نے پھونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو گا۔ جو
لوگ یہ کام کر رہے تھے وہ خوفزدہ ہو کر بھیان سے فائل نگر شفث
ہو گئے۔ صدیقی نے کہا تو عمران نے ہے اختیار ایک طویل
سائز لیا۔

کون لوگ۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے بھی پے اختیار
ایک طویل سائز لیا۔
بھی بات تو بکھر جس نہیں آ رہی کہ ایسا کون لوگ کر رہے ہیں
اور کیوں۔ صدیقی نے کہا۔

اس ملٹی نیشنل کمپنی کے لوگ تو ایسا نہیں کر رہے تاکہ زیادہ
سے زیادہ ادویات فروخت کر کے بھاری منافع کمایا جاسکے۔ عمران

عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
کہا۔ اس چیک سے آپ کو ایسی دولت ملے گی جو قیامت کے رواز
بھی آپ کے کام آئے گی اور ہم بھی۔ صدیقی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
ارے۔ ارے۔ جہاری = بات بتا رہی ہے کہ کوئی گھپلا
ہے۔ عمران نے چونک کر کہا۔
دعاوں کا چیک عمران صاحب۔ غریبوں اور بے بس لوگوں کی
دعاوں کا چیک صدیقی نے کہا۔
تم واقعی اب سچیں بن گئے ہو۔ وہ پھر بھی چھوٹا سا چیک تو
وے رہتا ہے اور تم نے صرف دعاوں پر ہی ٹال دیا ہے۔ ویسے ایک
ہیریانی کرنا چیف کو اس بارے میں نہ بتانا ورنہ سلیمان نے اس
کے ہواب میں جو دعائیں لجئے دیتی ہیں وہ میں جاتا ہوں۔
عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد
خون کی گھنٹی بچ اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھا لیا۔
علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (اکسن) بول رہا ہوں۔
عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔
ایکسلو۔ دوسری طرف سے مشک لمحے میں کہا گیا۔
کاش آپ بھی دو چار ڈگریاں لے لیتے تو میری طرح صرف
دعاوں پر ہی گزارا تے کرنا پڑتا۔ عمران نے کہا تو سلئے پیٹھا ہوا
صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔

طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ شتم ہو گیا تو عمران رے
رسیور رکھ دیا۔
وہ لازماً سرکاری آدمی ہو گا۔ آپ کیا کریں گے اس کا۔ صدیقی نے کہا۔
اسے راتا ہاؤ اس اعنوا کر اکر اس سے پوچھ چکھ کر دوں گا۔ عمران نے کہا۔
اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام ہم لپتے ہیں کو اڑھ جیں
لیں۔ صدیقی نے کہا۔
اوہ۔ تم اسے فورسٹارڈ کا کس بیٹا چلاتے ہو۔ عمران۔
چونک کر کہا۔
اگر کوئی کس ہوا تو۔ ویسے اگر واقعی کوئی کس تھلا تو پھر
واقعی فورسٹارڈ کا کس ہے۔ سیکرٹ سروس کا نہیں۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں۔ عمران۔
فترہ میں پر شتم کر دیا تو صدیقی چونک چڑا۔
لیکن کیا عمران صاحب۔ صدیقی نے کہا۔
چیک کا کیا ہو گا۔ عمران نے بیٹتے ہوئے کہا تو صدیقی۔
اختیار کھلاکھلا کر ہنس پڑا۔
بے فکر میں سچیک آپ کو ضرور ملے گا۔ صدیقی نے کہا۔
ارے واد۔ پھر تو پورا ٹھیک انٹھا کر لے جاتا۔ مجھے کیا اعتراض

ہوئے لجے میں کہا گیا۔

”یہ سر-میں سپر شنڈنٹ خورشید عالم بول رہا ہوں۔“ پھر

لہوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”میں ڈپٹی ڈائریکٹر شرل اشٹلی بنس بول رہا ہوں خورشید صاحب۔ میں نے آپ سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ آپ اپنی رہائش گاہ کا پتہ بھی بتا دیں اور وہاں ملاقات کا وقت بھی۔“ عمران نے کہا۔

”کس قسم کی معلومات جاتا۔“ دوسری طرف سے حریت بھرے لجے میں کہا گیا۔

”چند سرکاری معلومات ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ایسا ہر سال ہوتا رہتا ہے۔“ میں ہر بھگکے کے بارے میں رپورٹس تیار کر کے حکومت کو پہنچاتی ہوتی ہیں۔ عام طور پر تو ہم یا الیا یا الی رپورٹس تیار کر لیتے ہیں لیکن اس بار میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات کر کے رپورٹ تیار کی جائے۔“ عمران نے نرم لجے میں کہا۔

”آپ افس تشریف لے آئیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”ہیں۔ اس طرح معلومات خفیہ نہ رہ سکیں گی۔ البته آپ ایسا کریں کہ افس سے پاہر قریب ہی کوئی جگہ بتا دیں۔ ہم صرف یوسٹ لیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”ہمارا افس ٹرٹر روڈ پر ہے جاتا۔ افس کے قریب ایک ریستوران ہے۔ میورین ریستوران۔ آپ وہاں تشریف لے آئیں۔“

100

”یہ گازیان ملکہ ماہیات کے سپر شنڈنٹ خورشید عالم بیگ کے تحت ہیں اور ان کا انجارج است۔ سپر شنڈنٹ سلیم ہے۔“ دوسری طرف سے بھٹک لجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دیا یا اور نون آنے پر انکو اتری کے نام پریس کر دیتے۔

”انکو اتری پلیز۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ملکہ ماہیات کے آفس سپر شنڈنٹ کا نمبر دیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہو لڑ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔“ پھر لہوں کی غصہ ویش کے بعد کہا گیا۔

”لیں۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نہ بتا دیا گی۔ عمران نے کریڈل دیا یا اور نون آنے پر ایک بار پھر اس نے نہ پریس کرنے شروع کر دیتے۔

”جی صاحب۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مرد ادا آواز سنائی دی۔

”میں شرل اشٹلی بنس سے بول رہا ہوں۔ سپر شنڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔“ عمران نے لپہ بدل کر کہا۔

”لیکن میرے ہو لڑ کریں۔“ دوسری طرف سے قوریوں کھلانے

کاؤنٹریں آپ کو بھجوںکے ہمچا دے گا۔ نور شید عالم نے کہا۔
اوکے۔ ہم آؤ جسے گھنٹے میں چھپ رہے ہیں۔ عمران نے کہ
اور رسیور رکھ دیا۔

اب اسے دہان سے انداز کرنا ہو گا۔ لیکن۔ صدیقی نے کہا۔
میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ہم اسے کار میں چبرا جھا کر لے
آئیں گے اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر ہم شام تک اسے وقت
دے دیتے تو وہ لازماً سڑل اشیلی جنس سے معلومات حاصل کر لیتا۔
اب وہ مطمئن ہو گا۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں ر
ہلا دیا۔ تھوڑی در بحد وہ دونوں صدیقی کی کار میں سوار ٹرٹر رودگی
طرف پڑھے چلے چاہے تھے۔

ارٹلٹ اپے مخصوص آفس میں یہاں ایک فائل کے مطالعے میں
صرف تھا۔ اس کے پھرے پر اٹینان اور سرت کے تاثرات
تباہیاں تھے کیونکہ فائل نگر میں ان کا ہر نس ان کی توقع سے بھی
زیادہ کامیاب چاہا تھا حالانکہ پاکیشی سیکرٹ سروس کی وجہ سے
اسیں دارالحکومت میں اپنائار گٹ اچانک بریک کرنا پڑا تھا اور اس
کا خیال تھا کہ شاید فائل نگر میں ان کا نمار گٹ زیادہ کامیاب ہو
لیکن فائل نگر صحتی شہر تھا اور اس وسیع و عریض شہر میں ہر قسم کی
ستھوں کا چال پھیلا ہوا تھا اور گوہمان مزدوروں اور چھوٹے طبقے کی
اکثریت تھی ہو ان فیکریوں اور ملوں میں کام کرتے تھے لیکن اس
کے لئے اٹینان بخش بات یہ ہوتی تھی کہ ہمایں مزدور اور ورکر
تھیں میں بے حد طاقتور اور قعال تھیں اس لئے ہر قسم کی بیماریوں کا
علانق فیکری کے مانکان کی طرف سے کراچیا جاتا تھا اس لئے ہمایں جب

کامیاب چاہیا ہے۔ لارڈ نے صرف بھرے بھے میں کہا۔
 - میں چیف۔ آرٹلٹ نے کہا۔
 - وہ پاکیشیا سیکرت سروس کا سلسہ تو پھر سامنے نہیں آیا۔ لارڈ
 نے پوچھا۔
 - نہیں چیف۔ آرٹلٹ نے جواب دیا۔
 میں نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق
 پاکیشیا سیکرت سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرتے والا
 ایک نوجوان علی عمران ایجتادی خطرناک آدمی ہے اس نے میرا حکم
 سن لیا ہے کہ جب بھی جسیں معمولی سا بھی شک پڑے کہ پاکیشیا
 سیکرت سروس ہمارے آڑے آرہی ہے تو تم نے قورا کام روک دیتا
 ہے اور مجھے اطلاع دیتی ہے۔ لارڈ نے کہا۔
 - کام روک دیتا ہے۔ کیوں چیف۔ آرٹلٹ نے ایجتادی حریت
 بھرے بھے میں کہا۔
 - اگر ہمارے بارے میں معمولی سی بھنک بھی پاکیشیا سیکرت
 سروس کے کاتوں میں پڑ گئی یا اس علی عمران تک اصل بات پہنچ گئی
 تو ہمارا پودا سیٹ اپ نہ صرف پاکیشیا میں ختم کر دیا جائے گا بلکہ
 پوری دنیا میں بھی الیسا ہو سکتا ہے۔ لارڈ نے کہا۔
 - نصیک ہے چیف۔ جیسے آپ حکم دیں۔ آرٹلٹ نے کہا۔
 - سنو۔ جسیں معلوم ہے کہ ہم نے یہ کسپنی پوری دنیا میں رجسٹرڈ
 کرائی ہوئی ہے اور اس مخصوصی انداز میں ہم اربوں ڈالر سالانہ کما

ایشان رین اور سی بی ٹیکس کو ملا کر فضائی پھیلایا گیا تو سینکڑوں کی
 تعداد میں سی بی کے مریض ہسپاٹوں میں پہنچ گئے اور ہبھاں ایسے
 مریضوں کا تاسیب وار اکٹومبٹ سے زیادہ تھا۔ جو انیکشنز کا کورس
 برائے علاج فریدتے تھے کیونکہ اس کی وجہت فیکٹری کے مالکان کی
 طرف سے کی جاتی تھی ورنہ مزدور تکمیلیں ہڑتاں کا توٹس دے دیتی
 تھیں اور مالکان اس نے یہ سب کچھ برداشت کر جاتے تھے کہ ہڑتاں
 کی صورت میں انہیں لا کھون کروڑوں کا نقصان ہو سکتا تھا۔ جو فاکل
 آرٹلٹ کے سامنے پڑی تھی اس کا تعلق فائل نگر سے ہی تھا اور نظر
 اندھ سرخ جو ان کی کمپنی کے سول و سری بیوڑتے ہی طرف سے
 انیکشنز کے کورسز کی فروخت کے جو احمد آد و شمار سامنے آئے تھے وہ
 آرٹلٹ کے لئے ایجتادی حوصلہ افترا تھے۔ وہ یہٹا یہ سب کچھ سوچ رہا تھا
 کہ اچانک پاس پڑے ہوئے قون کی گھنٹی نہ اٹھی تو آرٹلٹ نے ہاتھ
 بڑھا کر رسیور انٹھا دیا۔

- لیکن آرٹلٹ بول رہا ہوں۔ آرٹلٹ نے کہا۔
 - لارڈ سنوتا بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے ان کے چیف
 باس لارڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

- لیکن چیف۔ آرٹلٹ نے چونکہ کرمودیا شے میں کہا۔
 - کیا روبرٹ ہے فائل نگر کے بارے میں۔ لارڈ نے کہا تو
 آرٹلٹ نے تفصیل بتا دی۔

- گذشت۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا نارگٹ ہبھاں تو قع سے زیادہ

آرٹلڈ نے چونک کر رسیور انھا بیا۔
- میں - آرٹلڈ بول رہا ہوں - آرٹلڈ نے کہا۔
- جیسن بول رہا ہوں بس - دوسری طرف سے جیسن کی
قدارے متوجہ سی آواز سنائی دی تو آرٹلڈ چونک پڑا۔
- میں - کیا بات ہے - تمہارے لئے میں پریشانی کیوں ہے -
آرٹلڈ نے پوچھا۔
- بس - ایک بار پھر وہی بھلے والا چکر چل پڑا ہے۔ جیسن
نے پریشان سے لجئے میں کہا۔
- کیا مطلب - کہیا چکر - آرٹلڈ نے چونک کر پوچھا۔
- ابھی سلیم کا فون آیا ہے کہ ستشل اشیلی جنس سپر شدست
خورشید عالم کو اٹھا کر لے گئی ہے۔ جیسن نے کہا۔
- سپر شدست خورشید عالم کو۔ تمہارا مطلب ہے تھک ماحولیات کا
سپر شدست۔ آرٹلڈ نے حرمت پھرے لجئے میں کہا۔
- میں بس - آپ کو تو معلوم ہے کہ فائل نگر میں بھی انہی کے
ذمہ باتیں اور رین پھیلائی چاہی ہیں اور خورشید عالم سے انہوں نے
تمہارے پارے میں سب کچھ مظلوم کر لیتا ہے اور پھر وہ ہمیں بھی
گرفتار کر لیں گے۔ دوسری طرف سے جیسن نے کہا۔
- اور - ویری ہیڈ - ابھی میری چیف لارڈ سے بات ہوتی ہے -
انہوں نے بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس بے حد خطرناک ہے۔ لیکن تم
تو ستشل اشیلی جنس کی بات کر رہے ہو۔ اب یہ کہاں سے شکپ
لپتے ہوئے رسیور کھاہی تھا کہ فون کی گذشتی ایک بار پھر تجھ اٹھی

رہے ہیں اور یہ دولت بھی واثق ہے۔ کوئی حکومت ہمیں چلنے نہیں
کر سکتی لیکن اگر یہ بات سامنے آگئی کہ ہم تمام دنیا میں مصنوعی طور
پر بیماریوں کو پھیلا کر دولت کمار ہے ہیں تو پھر یہ واثق میں نہیں
رہے گی اور اقوام متحده کے نئے چارٹرڈ کے تحت اسے تاجا ترڈ دولت
قرار دے دیا جائے گا اور دنیا بھر کے بیکوں میں موجود بھارتی تار
دولت قبط کر لی جائے گی۔ ہمیں دس سال ہو گئے ہیں یہ کام کرتے
ہوئے - ہم بھلے بھی پاکیشیا میں کام کرتے رہے ہیں لیکن بھلے کبھی
کوئی ہجنسی بھارتی آؤے نہیں آتی۔ لیکن اس بار ایسا ہو دیا ہے
اس نے میں نہیں چاہتا کہ معنوی سی دولت کے لئے ہم کوئی
نقسان انھائیں۔ یہ کام بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔ بھارتی تو ہم
خود یہ آجے بڑھاتی ہے۔ جب چاہیں گے بڑھادیں گے۔
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

- میں چیف - آپ کی بات درست ہے۔ میں واقعی لفظ اندراز
جذباتی ہو رہا تھا۔ آرٹلڈ نے جواب دیا۔

- بڑیں میں جذباتی پن بے حد نقسان ہے ہمچنان تھا۔ اس میں
محاطے پر احتیانی تھیں دل سے غور کرتا پڑتا ہے اور ہٹے فا۔
کے لئے تمہورا نقسان بھی انھماں پڑتا ہے۔ ارادتے کہا۔

- میں لارڈ۔ آرٹلڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی جد
دوسری طرف سے رابطہ فرم ہو گیا تو آرٹلڈ نے ایک طویل ساری
لپتے ہوئے رسیور کھاہی تھا کہ فون کی گذشتی ایک بار پھر تجھ اٹھی

پڑی۔ آرٹلڈ نے کہا۔

”باس۔ سلیم کی کال ملنے پر میں نے سڑل اشیلی جنس میں اپنے ایک آدمی سے بات کی تو اس نے اہمیتی بیج بات بتائی ہے کہ ہمارا بھگہ میں نہ ہی کوئی ڈپنی ڈائرنکٹر ہے اور نہ کہیں چھاپا مارا گی ہے اور نہ کسی سرکاری اہلکار کو ہمارا لایا گیا ہے اس لئے بس ہو سکتا ہے کہ یہ کارروائی سیکرت سروس کی ہی ہو اور انہوں نے تام اشیل جنس کا استعمال کیا ہو۔ جیکس نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر تو محاذات اور بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ممکن ہے۔ اب چیز کے حکم پر عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔ تم فوری طور پر دارالحکومت سے جلے جاؤ۔ آفس میں صرف یہی بتانا کہ تم جو نس نور پر جا رہے ہو اور تم شکاروں، ہوٹل ہائی چاؤ۔ ہمارا تم نے ہوٹل کے سینگر لا کھوے ہوا ہے اور اسے سیاحوں دے دیتا۔ وہ جیسیں سندھ کے راستے کافرستان ہنچا دے گا۔ فوری تکل جاؤ۔ آرٹلڈ نے کہا۔

”اور آپ بس۔“ جیکس نے کہا۔

”سیرے بارے میں سوائے چہارے اور کوئی نہیں جانتا اسے دیکھ سکتے ہیں۔“ تم بے فکر ہو۔ آرٹلڈ نے کہا۔

”لیکن پھر تو فالصل نگر میں بھی کام بند کرانا ہو گا۔“ جیکس نے کہا۔

”ہاں۔ فی الحال ہمارا بھی کام بند کراؤ اور چلد از چلد تکل جاؤ۔“

109
ایمان ہو کہ تم ان کے قابو میں آجائو۔ آرٹلڈ نے کہا۔
”یہ بس۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
کافرستان پہنچ کر بھگہ سے بات کرنا۔ آرٹلڈ نے کہا اور رسیور دکھ دیا۔

”یہ بہت برا ہوا۔ اس طرح تو سارا کام ہی بند ہو جائے گا۔“ مجھے فوراً لارڈ کو اعلان دینی چاہے۔ آرٹلڈ نے پرہنڈتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سے تیز پریس کرنے شروع کر دیے۔

”یہ۔ لارڈ سنوتا ہوں رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ سنوتا کی آواز سنائی دی۔

”آرٹلڈ ہوں رہا ہوں چیف۔“ آرٹلڈ نے کہا۔
”تم۔ ابھی تو تم سے بات ہوئی ہے۔ لارڈ نے پھونک کر اور جیسے بھرے لئے ہیں کہا تو آرٹلڈ نے جیکس کی کال آنے اور اس سے ہلنے والی تمام لگنگو دوہراؤ۔

”اوہ۔ اوہ۔“ لوگ اس پر شدید سے سب کچھ معلوم کر لیں گے اور اگر ایک یار انہیں اصل بات کا علم ہو گیا تو ہمارا کام ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ کیا جیکس نے تمہیں بتایا تھا کہ اس نے نور شیو عالم اور سلیم کو ریلی کارڈ دے دیا تھا یا نہیں۔ لارڈ نے تھیں ہوئے لئے ہیں کہا۔

”دیا تھا۔“ مجھے سلیوم ہے چیف۔ آرٹلڈ نے جواب دیا۔

ٹا سکتی ہے اور اس کی قلم بھی سکریں پر دیکھی جا سکتی ہے اور اس ریڈ کارڈ کو آپریٹ کر کے اس کو یہ کی طرح بلاست بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب کام اہم احتیاطی حفاظتی اقدامات کے تحت کیا جاتا ہے۔ میں نے ریڈ کارڈ مشین اوپن کی تو میں نے اس خورشید عالم کو پتیک کر لیا۔ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا کسی کمرے میں وہود تھا اور دو آدمی اس کے سامنے بیٹھے اس سے پوچھ کچھ کر رہے تھے لیکن خورشید عالم ہربات سے انکار کر رہا تھا کہ اچانک ان میں سے ایک آدمی نے ابھ کر شتر کی مدد سے اس کی ناک کے دو توں نتھنے کاٹ دیے۔ اس پر میں بکھر گیا کہ اب وہ اس پر تشدد کر کے سب کچھ معلوم کر لیں گے اس لئے میں نے خورشید عالم کا ریڈ کارڈ فائزر کر دیا اور اس کے جسم کے پرچھے اڑ گئے۔ اس طرح خورشید عالم ہمارے پارے میں کچھ بتانے سے بھلے ہی ختم ہو گیا۔ پھر میں نے دوسرا ریڈ کارڈ اچیک کیا۔ یہ سلیم کے پاس تھا اور سلیم اپنی رہائش گاہ کے کرے میں موجود تھا۔ میں نے اسے بھی کارڈ بلاست کر کے ہلاک کر دیا۔ اب وہ لوگ لاکھ نکریں ماریں وہ ہم یک نہیں بخون سکتے۔ لارنے صرفت یہ رے لجے میں کہا۔

ادہ - تو یہ ریڈ کارڈ اس قدر خطرناک ہوتے ہیں - میں تو انہیں
صرف دوسروں کو لائج دینے کا ذریعہ سمجھتا رہا تھا۔ آرنلڈ نے
جنرل ٹفری لیتے ہوئے کہا۔

بساں - سوائے میرے اور کسی کو یہ مغلوم نہیں تھا۔ عام طور پر

ٹھیک ہے۔ تم دس مٹ بعد دوبارہ مجھے کال کرو۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
” یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ریڈ کارڈ کا کیا چکر ہے۔ آرٹلٹری ہوتے ہوئے کہا اور پھر دس مٹ بعد اس نے بات جھاڑ ر سیور انھیا اور ایک یار پھر تیری سے نسب پلیس کرنے شروع کر دی۔ لیں۔ لارڈ یول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے لارڈ جنخوں آواز سناتی دی۔

آرٹلٹ بول رہا ہوں چیف۔ آرٹلٹ نے مواد بیان لئے میں کہ
سپارک ہو آرٹلٹ۔ ہم پال پال بخ گئے اور اب ہم کھل طو
محظوظ ہیں۔ البتہ ابھی تم نے ہمارا کام تھیں کرتا بلکہ خاموشی سے
کافرستان پہنچے جاؤ۔ لاڑتے اطمینان بھرے لئے میں کہا۔
کیا مطلب چیف۔ ہم کیے محظوظ ہو گئے ہیں اور ہمارا سے
بھی یہ تد کر دیں۔ کیا مطلب۔ ہوا کیا ہے۔ آرٹلٹ نے اس
حیرت بھرے لئے میں کہا تو دوسرا حرف سے لاڑا سننا کے لئے
آواز ستائی دی۔

- اتنا چڑا ہیں الاقوامی ناسک ہم ایسے عام لوگوں کے رہنماد کر تو نہیں چھوڑ سکتے۔ ریٹیل کارڈ جو ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے وہ خاص آلہ ہے ہے عام کارڈ کی شکل دی گئی ہے۔ اس میں خصوصی ریز کی ہریں نکلتی ہیں جنہیں ایک خلافی سیارے کے آپریٹ کر کے ریٹیل کارڈ سولڈر کی لفظی مخصوص رسیونگ سیٹ ہے۔

غلط ہے۔ اس سے ہم کسی بھی وقت پکڑے جا سکتے ہیں اس لئے میں
اس سلسلے میں کوئی قول پروف طریقہ معلوم کرتا ہوں۔ فی ایسی ثی
کہ تخت پڑے پڑے سانتس دان اور ڈاکٹرز کام کرتے ہیں۔ وہ
شروع سی بی کو پھیلانے کا کوئی ایسا طریقہ لیجاد کر لیں گے کہ جسے
چیک نہ کیا جا سکے گا۔ لارڈ نے کہا۔

”یہ چیز۔۔۔ آرٹلٹ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ
ختم ہونے پر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
اچھی تھوڑی دیر پہلے وہ بڑنس کے پوتھے پر خوش ہو رہا تھا جبکہ اب
مرے سے تمام بڑنس ہی گلوز کرنا پڑ گیا تھا۔

یہ رینڈ کارڈ دس لاکھ ڈالر مایت کا ہوتا ہے اور ہم جسے بھی رینڈ کارڈ ایش
کرتے ہیں اسے کہا جاتا ہے کہ وہ اسے بازو سے باندھے رکھے گا تو کارا
پر روڑاں سو ڈالر بڑھ جائیں گے اور جب دس لاکھ ڈالر پورے ہو
جائیں گے تو پھر دس لاکھ ڈالر اکٹھے اسے مل جائیں گے اور اگر اس
نے اپنے جسم کے ساتھ لگا کر رکھا تو ڈالر نہیں بڑھیں گے اور پھر انکے
واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہرچو بیس گھنٹے بعد اس کے کارڈ پر پہلے سے
 موجود ڈالر میں سو ڈالر کا اضافہ ہو جاتا ہے اس لئے جسے رینڈ کارڈ دیا
جاتا ہے وہ اسے ہر صورت میں اپنے جسم کے ساتھ لگانے رکھتا ہے۔
اب تک ہمارا کام درست انداز میں چلتا رہا اس لئے کام کے اختتام پر
انہیں واقعی صحاوفہ دے دیا جاتا تھا لیکن آج ہمیں یہاں کا اصل
مقصد پورا ہوا ہے۔ ویسے اگر یہ رینڈ کارڈ ان دونوں کے پاس ہے
ہوتے تو پھر لالٹا یہ سب کچھ بتا دیتے۔ لارڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”آپ واقعی پے حد دور انگلش ہیں چیز۔۔۔ آرٹلٹ نے طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اریوں کھربیوں ڈالر کے بڑنس میں دور انگلش ہوتا ہی پڑتا ہے
آرٹلٹ۔۔۔ لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو لارڈ اب تو ہمارا کام ختم ہو گا۔۔۔ اب کیا کیا جائے۔۔۔ آرٹلٹ
نے کہا۔

”فی الحال خاموش رہو۔۔۔ جو طریقہ اس پار استعمال کیا جا رہا ہے یہ

کیا۔۔۔ ایک مخصوص انجمن تھا جو ہاتھی بلڈ پریشر کے مریض پر مسٹر اثر
ڈالے بچر کسی بھی ہے ہوش آدمی کو ہوش میں لا سکتا تھا لیکن ٹاہر
ہے یہ انجمن فورس اسٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا اس نے عمران
نے انجمن کا نام کافنڈ پر لکھ کر صدیقی کو دیا اور صدیقی جا کر مار کیت
ے انجمن لے آیا۔ انجمن رکنے کے کچھ در بعد خورشید عالم خود بخود
ہوش میں آگیا تو عمران نے اس سے پوچھے کچھ شروع کر دی۔۔۔ لیکن
خورشید عالم نے ہربات سے ساف انکار کر دیا تو عمران نے آخری چارہ
کار کے خور پر اس کے نتھے کاٹ کر اس سے سب کچھ معلوم کرنے کا
قیصہ کیا۔۔۔ اس سے معلوم تھا کہ اس کے نتھے کئے بھداں کے
رغمون سے خون نہیں رکنا کیونکہ وہ ہاتھی بلڈ پریشر کا مریض تھا لیکن
عمران نتھے کاٹ کر اس کی پیٹھانی پر رگ ابھارتا چاہتا تھا۔ پھر وہ اس
کے نتھنوں کی بینیڈیج کر سکتا تھا۔۔۔ جتناچہ اس نے ختیر کی مدد سے
خورشید عالم کے نتھے کاٹے اور پھر وہ مڑا ہی تھا کہ یہ لگت ایک دھماکہ
ہوا اور اس کے ساتھ ہی خورشید عالم کے جسم کے ٹکڑے اس طرح
الٹے لگے ہیسے اس کے جسم کے اندر کوئی بم پھٹ گیا ہو۔۔۔ عمران
اور صدیقی پر بھی گوشت اور خون کی بوچاڑی ہو گئی تھی لیکن
بہر حال وہ رُختی ہونے سے بچ گئے۔۔۔

۔۔۔۔۔ کیا ہوا عمران صاحب۔۔۔ صدیقی نے اپنے پھرے کو
ہاتھوں سے ہی صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اس کا پورا پھرہ اور لباس
سب خون اور گوشت کے لو تمہروں سے بھر گیا تھا۔۔۔

عمران اور صدیقی محلہ ماہویات کے سرستہ نائب خورشید عالم کو
بلیورین ریஸورٹ سے پہلے کے زور پر الحاق کا ریک لے آئے تو
اور پھر کار میں بٹھا کر عمران نے اس کی گئپی پر ضرب لگا کر اسے ب
ہوش کر دیا تھا اور پھر اسی ہے ہوشی کے عالم میں وہ اسے فورس اسٹار
کے ہیڈ کوارٹر لے آئے تھے تھے سہیان خورشید عالم کو ایک کری پر بٹھا
کر یادھ دیا گیا تھا اور اسے ہوش میں لا لایا گیا لیکن باوجود اس کی
نیک اور منہ بند گرنے کے وہ ہوش میں دیا تھا بلکہ یون محسوس
ہونے لگا تھا جیسے وہ دم گھنٹے سے ٹلاک ہو جائے گا۔۔۔ اس پر عمران
کچھ گیا کہ خورشید عالم کو ابھانی ہاتھی بلڈ پریشر کی بیماری ہے اور اگر
اس پر عالم طریقہ دوبارہ استعمال کیا گیا تو اس کے جسم کا سارا خون
دماغ کی طرف ہڑھ جائے گا اور اس کے دماغ کی نس پھٹ جائے گی
اس لئے عمران نے دوسرے طریقے سے اسے ہوش میں لانے کا قیصہ

جیا۔ وہ غسل کر کے بیاس تبدیل کر چکا تھا۔
- عمران ساحب - آپ بھی بیاس تبدیل کر لیں۔ صدیقی
نے کہا۔
”میرے ساتھ کا بیاس بھائی موجود ہو گا۔“ عمران نے کہا۔
- جی ہاں بھائی ہر ساتھ کے بیاس رکھے ہوئے ہیں۔ صدیقی
نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ پر زہ اس نے
جیب میں ڈال دیا تھا۔ اس کا قہن واقعی تکابازیاں کھا رہا تھا کیونکہ
اگر اس کا شک درست تھا تو پھر یہ کوئی ایسی بین الاقوامی تنظیم تھی
جو انتہائی بجدید ترین لیجادات کو استعمال کر رہی تھی کیونکہ ریڈ کارڈ
کے پارے میں بھی اس نے ابھی تک تحقیقاتی مضامین ہی پڑھے تھے
ابتدا یا گیا تھا کہ ایکریساک کے انتہائی مناد میں اس کے استعمال کی
اجازت دی گئی ہے۔ یہ خلائی سیٹلاتسٹ کی مدد سے کام کرتا تھا اور اس
کے ذریعے نہ صرف سیٹلاتسٹ کے ذریعے لگنگوں کی جا سکتی تھی
پھر تصور بھی سکریں پر دیکھی جا سکتی تھی اور اسے دیا میں کہیں بھی
ہیجئے ہوئے اور کبھی بھی بیم کی طرح فائز بھی کیا جا سکتا تھا۔ جو پر زہ
مران کے ہاتھ لگا تھا وہ اس کا میں پر زہ تھا جس کا تعلق سیٹلاتسٹ سے
رہتا تھا۔ عمران نے غسل کر کے بیاس تبدیل کیا اور چھٹے والے
بیاس میں سے تمام سامان لٹال کر جس میں وہ مشینی پر زہ بھی شامل
تھا نے بیاس کی جیسوں میں ڈالا اور واپس اس کمرے میں آگیا جہاں
خورشید عالم کی لاش کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے جبکہ صدیقی بھی

”حریت انگلیز۔ اس قدر جدید نظام۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا
تھا۔“ عمران نے رک رک کر کہا۔ اس کے بچے میں حقیقتی حریت
نمایاں تھی۔ واقعی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ تصور
تھا کہ اس سرکاری اہلکار کے جسم میں ایسا خودکار بیم بھی ہو سکتا ہے
”میں بیاس تبدیل کر کے مت دھولوں۔“ صدیقی نے اپنے
ہوتے کہا اور پھر وہ تیر تیر قدم اٹھاتا پیر دنی دروازے کی طرف چڑھ گی
عمران کا بیاس بھی اس کی پشت کی طرف سے خراب ہو گیا تھا۔ اس
کے ہاتھ میں خون آلو دخیرا بھی تک موبہود تھا۔ خورشید عالم کا جم
ٹکڑوں میں نقصیم ہو کر فرش پر نکھرا چلا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس
نے خجڑ کی توک کی مدد سے ان ٹکڑوں کو کریدنا شروع کر دیا۔ وہ
شاید بیم کے ٹکڑے تلاش کر رہا تھا اور پھر تھوڑی سی بخت کے بعد وہ
ایک چھوٹے سے مشینی پر زہے کو جو ٹوٹ چکا تھا گوشت کے ڈھن
میں سے تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ اس مشینی پر زہے کو
ٹھانے اس کمرے کے ہاتھ روم کی طرف چڑھ گیا۔ اس نے واش
بیسن کی نوٹی کھوئی اور اس پر زہے پر موجود خون اور گوشت کو اچھی
طرح دھوڈا لاؤ اور پھر وہ اسے نور سے دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ریڈ کارڈ۔ اوہ۔ ویری بیٹھ۔“ اس قدر ایڈوال اس
سم۔ عمران نے چند لمحے اس مشینی پر زہے کو نور سے دیکھنے
کے بعد حریت سے اپنھلتے ہوئے کہا اور پھر ایک طویل سائنس لے کر
وہ پر زہے سیت ہاتھ روم سے باہر آگیا۔ تھوڑی ور بعد صدیقی بھی آ

Prepared by: S.Sohail Hussain

ریڈ لیسار ٹری میں تیار کیا گیا تھا۔ وہ واپس آپریشن روم میں آگئی اور
انی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
سیا کوئی خاص منصب نہ ہے عمران صاحب۔ بلکہ تمہروں

کہا۔ ہاں۔ ایک مت۔ ابھی ہاتا ہوں۔ عمران نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سے نسبت میں
کرنے شروع کر دیئے۔

ماسٹر کلب۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک جتنی ہوتی مردات
آواز ساتھی دی۔ بچہ اور آواز ایکریمیں تھا۔

ماسٹر سے بات کراؤ۔ میں پاکشیا سے پرنس آفس ڈھنپ بول
رہا ہوں۔ عمران نے سرد بجھے میں کہا۔
پاکشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہو گلہ کریں۔ دوسری طرف سے
پوچک کر کہا گیا۔

اصلی۔ ماسٹر بول رہا ہوں۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی
آواز ساتھی دی۔

علی عمران بول رہا ہوں۔ پاکشیا سے۔ عمران نے سنبھیہ
لچھے میں کہا۔

اوہ آپ۔ فرمائیے۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔
ماسٹر۔ ایکریمیا کی سب سے معروف لیسار ٹری ہے ریڈ لیسار ٹری
کہا جاتا ہے وہاں کی تیار کردہ ایک جدید لنجاد ہے ریڈ کارڈ کہا جاتا ہے

ہوت بھینٹے وہاں کھرا تھا۔

عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبی گیم کھیل جا رہی
ہے۔ صدیقی نے کہا۔

ہاں۔ ہمارے تصور سے بھی زیادہ لما کھیل ہے یہ۔ ہر حال
اب تم مجھے سیرے فلیٹ پر ڈر اپ کر دو اور واپس آکر اس لاش کے
نکڑے واٹ کر دو۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اٹھیات میں
ہلا دیا۔ تھوڑی در بعد عمران اپنے فلیٹ پر بچھ چکا تھا۔ صدیقی اسے
ڈر اپ کر کے واپس چلا گیا تو عمران نے فلیٹ میں جاتے کی بجائے
گیراج سے کار نکالی اور پھر وہ کار میں سوار ہو کر واٹش منزل کی طرف
بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں کچھ ہی لپک رہی تھی۔ وہ اب اس
پر لے کی مدد سے اس ریڈ کارڈ کے بارے میں مزید معلومات حاصل
کرتا چاہتا تھا۔ وہ واٹش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلکہ
زیر و حسب عادت اتر اما انٹ کر کھرا ہو گیا۔

تم بیٹھو۔ میں لیسار ٹری میں جا رہا ہوں ایک ضروری کام
کرتے۔ عمران نے کہا اور تیزی سے لیسار ٹری کی طرف بڑھ گیا۔
جہاں اس نے اس پر لے پر کام شروع کر دیا۔ واقعی ریڈ کارڈ کا ہی
پر لہ تھا اور جس سیٹلاتس سے اس کا تعلق تھا عمران اس سیٹلاتس کا
سراغ لگانا چاہتا تھا لیکن باوجود شدید کوشش کے وہ اس میں کامیاب
نہ ہوا۔ البتہ اس پر لے سے وہ ایک ایسی تحریک حاصل کرنے میں
کامیاب ہو گیا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ پر لہ ایک لیمیٹیڈ مٹھوں

• میں چھلے معلومات حاصل کر لوں پھر بتا سکوں گا کہ اس پر کتنے اخراجات آتے ہیں۔ ماسٹر نے کہا۔
 • تحریک ہے۔ مجھے حتیٰ معلومات چاہئیں۔ اخراجات اور معاونت کی تکریم کرتا۔ عمران نے کہا۔
 • مجھے معلوم ہے عمران صاحب۔ اس لئے تو میں نے خالی بھرلی ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اسکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
 • سی کوئی کسی شروع ہو گیا ہے عمران صاحب۔ بلیک ریو نے کہا تو عمران نے صدیقی کے فیٹ پر آتے سے لے کر خورشید عالم کو انہوا کر کے فور سارے کے ہیڈ کوارٹر لے جانے اور پھر وہاں ہوئے والی ساری کارروائی کے ساتھ ساتھ اس پر زے اور ریڈ کارڈ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔
 • اور۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی بہت بڑی تنظیم اس کے یہیچھے ہے۔ لیکن خورشید عالم کے ذریعے وہ کیا کر سکتے تھے۔ بلیک اپنے حریت پرے لجھے میں کہا۔
 • میرا بھیال ہے کہ خورشید عالم چونکہ ملکہ ماحولیات کا پر شناخت ہے اس لئے اس کے ذریعے سی بی بیماری کو پھیلانے کے لئے میں کوئی خاص کارروائی ہو رہی تھی۔ لیکن وہ کچھ بتانے سے بھلے ہی شتم ہو گیا۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 • لیکن آپ کو اس خورشید عالم پر کیسے اور کیونکر شک پڑا تھا۔

سچاں پا کیشیا میں استعمال کی گئی ہے۔ اس کا ایک ایسا پرہڑہ میر ہاتھ آیا ہے جس پر اس کا کمپیوٹریج نسرو ہو گدھے۔ کیا اس نمبر سے تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہ ریڈ کارڈ کس کو فروخت کیا گیا تھا۔ عمران نے کہا۔

• عمران صاحب۔ ریڈ لیبارٹری صرف ایکر میں فوج کے لئے مخصوص ہے۔ اس کی پیداوار کہیں فروخت نہیں کی جاتی۔ دوسری طرف سے ماسٹر نے بڑے حتیٰ لجھے میں کہا۔

• مجھے معلوم ہے۔ لیکن یہ ریڈ کارڈ کسی پرائیویٹ تنظیم کی طرف سے استعمال کیا گیا ہے اس لئے لازماً ایکر میں فوج کے کسی سنہ سے اسے فروخت کیا گیا ہو گا۔ عمران نے کہا۔

• تو آپ نے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں۔ تحریک ہے۔ میں معلوم کر لوں گا۔ آپ تفصیل بتائیں۔ ماسٹر نے کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

• آپ اپنا قون نہ بتا دیں میں آپ کو کال کر دوں گا۔ ماسٹر نے کہا۔

• کب تک یہ کام ہو سکے گا۔ عمران نے پوچھا۔
 • کم از کم دو روز تک جائیں گے۔ ماسٹر نے جواب دیا۔

• ادگے۔ میں ہمیں دو روز بعد خود کال کر لوں گا۔ تم اپنا جیٹک اکاؤنٹ اور جیٹک کی تفصیل بھی بتا دو اور اپنا معاونتہ بھی۔ عمران نے کہا۔

بھی سپریل کر دوں اور خود بھی سیک اپ میں رہوں۔ صدیقی
نے کہا۔

اس کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا بھی ہی تو تم پیش کارڈ استعمال کر سکتے ہو۔ البتہ تم فور شادر کے ذریعے بھکر باخوبیات سے یہ معلوم کراؤ کہ خورشید عالم کے زیادہ آہرے تعلقات کس سے تھے کیونکہ خورشید عالم اکیلا اتنا بڑا کام نہ کر سکتا تھا۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں معلوم کر آتا ہوں۔ صدیقی نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

میں اب فلیٹ پر بیمار ہوں۔ تم جو لیا کو کہہ کر پہنچ ممبران کو ہوں۔ لگر بھجواؤ کہ وہ وہاں جا کر چینگ کریں کہ کیا خورشید عالم کی ہوت کا اثر وہاں سی بی کے مرغی کے پھیلاؤ پر پڑا ہے یا نہیں۔

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک تزویر بھی سر ملاتا ہوا اپنے کھدا ہوا۔

بلیک تزویر نے کہا۔

مجھے براہ راست تو کوئی شک نہ تھا لیکن عمومی طور پر اس پر شک پیدا ہوتا تھا کیونکہ یہ بات سلسے آئی تھی کہ جیسے ہی ہم نے سرسلطان کے ذریعے باخوبیات کی سروے کرنے والی گاڑیوں کی چینگ کی بیانات کی تو ہماس یکھت سی بی کی بیماری کا اور ٹوٹ گیا اور اب فاضل تگر میں یہی کام شروع ہو گیا۔ اس پر میں نے سوچا کہ سپرشنڈٹ کو ٹھوٹا جائے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ پر جھاکر رسیور اٹھایا اور تسری بیس کرنے شروع کر دیے۔ صدیقی بول رہا ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز ستائی دی۔

علی عمران ایم ایس سی۔ تھی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ سخیریت ہمیشہ گئے ہو اپنے فلیٹ پر۔ عمران نے کہا۔ ہاں عمران صاحب۔ ابھی ہمچا ہوں۔ لیکن آپ کو کیا خدشہ تھا کہ آپ نے باتا دہ فون کیا ہے۔ صدیقی نے حیرت بھرے ہے میں کہا۔

میں نے سوچا کہیں پولسیس ڈجینگ گئی ہو۔ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران صاحب۔ خورشید عالم کی اس طرح گمہنگی ظاہر ہے مسئلہ بن چائے گی اور میری کار اس کام میں استعمال ہوئی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اب میں کچھ روز کے لئے اس کار کی تبر پلیٹ

وائون اور ڈاکٹروں سے مشورہ کر کے سی بی کے پھیلاؤ کا کوئی فول
پروف طریقہ تلاش کر کے اسے کال کرے گا۔ لیکن دور و زگر جاتے
کے باوجود ادب تک لارڈ کی طرف سے کال = آئی تھی اس لئے وہ پے
پھیں ہو رہا تھا اور پھر اچانک فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

لیں۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں۔ آرٹلڈ نے کہا۔

جیکن بول رہا ہوں بس۔ کافرستان سے۔ دوسری طرف
کے جیکن کی آواز سنائی دی۔

اوہ تم۔ وہاں تھیک انداز میں بیٹھ گئے ہو۔ کوئی پر ایتم تو نہیں
ہوا۔ آرٹلڈ نے کہا۔

نہیں بس۔ ایسے آپ کے لئے ایک خوشخبری ہے۔ جیکن
لے کہا تو آرٹلڈ پھونک پڑا۔

لیکی خوش خبری۔ آرٹلڈ نے چونک کر کہا۔

سچاں ایک ڈاکٹر شیش ہے بس۔ وہ آنکھوں کا بین الاقوامی
شرت یافت ڈاکٹر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بے حد اپنی بھی واقع
اے سچاں کے مقامی انجینئرنے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر شیش نے
اس سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس کمپنی کا کافرستان
میں قائم کون ہے تو اس دسری یوثر نے اسے بتایا کہ وہ براہ
داست ایکریمیا سے ادویات منگوتا ہے تو اس ڈاکٹر شیش نے بتایا
کہ اگر اس کمپنی کا کوئی ذمے دار آدمی اس سے ملے تو وہ اسے ایسا

آرٹلڈ اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا۔ لارڈ سے بات کے
ہونے دور و زگر چکے تھے اور اس دوران اسے دسری یوثر سے
رپورٹ ملی تھیں اس کے مطابق فاصل نگر میں بھی سی بی انچیشن کی
فروخت بیکث کم ہوتا شروع ہو گئی تھی اور تیزی سے اس پواداٹ کی
طرف بڑھ رہی تھی اور یہ رپورٹ پڑھ پڑھ کر آرٹلڈ کا خون کھول
انٹھتا تھا کیونکہ اس سیل میں اس کا کیشن بھی شامل تھا اور سیل خود
ہونے کا مطلب تھا کہ اس کی جڑتھی ہوئی دوسرے صریح بڑھنے سے رک
گئی ہے۔ ایک بار تو اس کا جی چاہا کہ وہ کسی فیری ملی گردپ کو بلاؤ
پاکیشی سکرٹ سروس کا خاتمہ کرائے تاکہ یہ کاتھا ہمیشہ کے لئے
ختم ہو جائے لیکن پھر وہ اس نے خاموش ہو جاتا کہ اس کام اے
کوئی تحریک نہ تھا اور وہ کسی نئے چکر میں شپھنشنا چاہتا تھا۔ اے اے
لارڈ کی طرف سے کال کا انتظار تھا کیونکہ لارڈ نے کہا تھا کہ وہ ساس

اہتائی و سین علاقوں میں پھیل جائے گی اور ہوا کے ساتھ مل کر وہ
و سین علاقوں پر چادر کی سورت میں تن جائے گی اور اس کے اندر
ہوا کے ساتھ مل کر انسانوں پر ہوں گے اور سیٹی ایم کے مریضی کی
لی کا شکار ہونا شروع ہو جائیں گے اور تقریباً ایک ہفتے تک یہ لیں
کام کرتی رہے گی۔ جب میں نے اس پر یقین د کیا تو ڈاکٹر شیش نے
ججھے ساتھ لے جا کر ایک کھلے علاقوں میں اس کا تجربہ کرایا۔ سارے کسم
لیں صنعتوں میں عام استعمال ہوتی ہے لیکن اہتائی چھوٹے یعنی
پر۔ البتہ اس کے بڑے بڑے سلنڈر اہتائی اور زاوی قیمت پر عام
وستیاب ہو جاتے ہیں اور اس تجربے سے تقریباً سو میل کے علاقوں
میں ایک ہفتے میں یکلکٹ مریضوں کی تعداد سینکڑوں سے بھی بڑھ گئی
ہے تجربہ کامیاب ہونے پر میں نے ڈاکٹر شیش کو کہا کہ میں نے
ایکریما فون کر دیا ہے۔ وہ کروز ڈالر ز کا چھیک اسے جلد مل جائے
گا۔ جیکن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ یہ تو واقعی اہتائی آسان اور قول پروف طریقہ ہے۔ کسی
لگی پارادیو اوری کے اندر کھلے احاطے میں ان سلنڈروں کو اوپن کیا جا
سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں لارڈ سے بات کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے
اس کی منظوری دے دی تو پھر تم اس ڈاکٹر کا خاتمہ کرو دئنا۔ آرٹلڈ
نے کہا۔

”میں پاس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو آرٹلڈ نے اوکے کہہ
کر گیل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے

طریقہ بنا سکتا ہے جس سے یہ انجکشن بہت زیادہ تعداد میں فروخت ہو
سکتے ہیں۔ اس کی یہ بات سن کر میں پونک پڑا اور پھر میں اس ڈاکٹر
سے ملا۔ ڈاکٹر شیش واقعی ہے چد قابل آدمی ہے۔ بہر حال اس سے
ہونے والی گلخکو سے میں اس تیجے پر ہبھا ہوں کہ اس کے پاس واقعی
کوئی ایسا طریقہ ہے جس کی مدد سے ہم بغیر کسی خطرے کے نارگ
سے بھی کہیں زیادہ انجکشن فروخت کر سکتے ہیں جس پر میں نے اسے
دوست کا لائچ دیا میں اس نے کہا وہ معاویے کے ساتھ ساتھ کیش
بھی لیتا چاہتا ہے۔ چھانپ آفر کار میں نے اس سے معایدہ کر دیا۔ اس
نے دس کروز ڈالر ز تقد اور میں فیس سیل کیش پر معایدہ کیا اور
اس نے جو طریقہ بنا یا ہے وہ واقعی ہے جو سادہ اور قول پروف ہے اور
اس سے اس بیماری کا پھیلاؤ بے حد بڑھ سکتا ہے۔ جیکن نے کہا۔
”لیکن تم نے یعنی بھی سے یا لارڈ سے پوچھے اتنا ہذا معایدہ کیسے کر
یا۔“ آرٹلڈ نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”باس۔ میں نے اس نے معایدہ کیا ہے تاکہ اس سے طریقہ
معلوم کر لوں۔ اس کے بعد کسی بھی پیشہ در قاتل کو معمولی سی رفت
وے کر اس کا خاتمہ کرایا جا سکتا ہے۔“ جیکن نے کہا۔

”اوہ ہا۔ تو پھر کیا طریقہ معلوم ہوا ہے۔“ آرٹلڈ نے اس
اطمینان بھرے لمحے میں کہا۔

”ڈاکٹر شیش نے بتایا ہے کہ اگر ہم سارے کسم لیں کے بھر
ہوئے دس بڑے سلنڈر کسی بھی کھلی جگہ پر کھوں دیں تو یہ لیں

فارمولے کا تجربہ کرتا ہوں اور پھر جیس فون کرتا ہوں۔ دوسری طرف سے لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آرٹلڈ نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر صرفت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اگر واقعی یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوتا ہے تو پھر نہ صرف پاکیشی بلکہ پوری دنیا میں سی بی کے ذریعے لا محدود دولت کمائی جائی گی۔ اور ظاہر ہے اس لا محدود دولت میں اس کا کمیشن بھی لا محدود ہو گا۔ پھر تقریباً چار گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج انجی تو آرٹلڈ نے جلدی سے رسیور انٹھایا۔

لیں۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں۔ آرٹلڈ نے کہا۔

لا رڈ بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے لارڈ کی صرفت سے پکارتی ہوئی آواز سنائی دی تو آرٹلڈ سمجھ گیا کہ سارے کسم کس کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔

لیں لارڈ۔ کیا روزاں رہا تجربے کا۔ آرٹلڈ نے اہتمائی شیاق بھرے لیجے میں کہا۔

وکری۔ جیکن نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ یہ سو فیصد ممکون۔ اہتمائی اور لام اور اہتمائی کامیاب فارمولہ ہے۔ اس دا کڑ شیش کو واقعی بھاری انعام ملنا چاہئے۔ لارڈ نے کہا۔

چیف۔ وہ دس کروڑ ڈالر اور سیکن فیصد کمیشن طلب کر رہا ہے۔ آرٹلڈ نے کہا۔

دس کروڑ ڈالر تو اسے دیئے جاسکتے ہیں لیکن کمیشن نہیں دیا جا

شورع کر دیتے۔

لیں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ کی خصوص آواز سنائی دی۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں چیف۔ آرٹلڈ نے کہا۔

لیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ دوسری طرف سے لارڈ نے چونک کر کہا۔

چیف۔ جیکن نے کافرستان سے ابھی کمال کر کے مجھے اہتمائی اہم بات بتائی ہے۔ آرٹلڈ نے کہا۔

کسی بات۔ آرڈ نے چونک کر پوچھا تو آرٹلڈ نے دا کم شیش کا بستایا ہوا لختہ بتا دیا۔

کیا اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ لارڈ نے پوچھا۔

جیکن کے ہقول تجربہ کامیاب رہا ہے۔ آرٹلڈ نے جواب دیا۔

اگر یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوا ہے پھر تو واقعی اہتمائی اہم بات ہے۔ اس طرح تو ہم پوری دنیا میں بغیر کسی کو شک میں لا لے اہتمائی کامیاب ہونس کر سکتے ہیں۔ لا لانے صرفت بھرے لجے میں کہا۔

لیں لارڈ۔ آرٹلڈ کے لجے میں صرفت تھی۔

میں نے ہمارا سائنس دانوں اور ڈاکٹروں سے بات کی ہے لیکن کوئی ایسا فارمولہ سامنے نہیں آسکا۔ نحیک ہے میں ابھی اس

ہمارے آگوشت میں اور پانچ کروڑ ڈالر میں آگوشت میں بیج ہو جائیں گے۔ البتہ تم قوری طور پر اس ڈاکٹر شمیش کو ٹھکانے لے لوادو اور اس کے بعد واپس پاکیشیا آجائے تاکہ بھیاں بیک وقت دس بارہ شہروں میں سار کسم کیس فائز کر کے بھرپور انداز میں بیٹس کیا جائے سکے۔ آرٹلٹنے کیا۔

”وری گٹھ پلاتنگ یاں۔ میں آج ہی اس ڈاکٹر شمیش کا تھاتھ کرا کر کل واپس پہنچ جاؤں گا۔“ جیکن تے اہمیت سرت بھرے لجے میں کہا۔ قاہر ہے اسے صفت میں پانچ کروڑ ڈالر مل رہے تھے۔

”اوکے۔ واپس آجائو۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“ آرٹلٹنے کے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر گھرے اطمینان اور سرت کے تاثرات تباہیاں تھے کیونکہ اب اسے ہر طرف دولت ہی دولت لکھ رہے تھی۔

سکتا۔ تم اس سلسلے میں خود بات کرو اس سے۔“ لارڈ نے کہا۔ ”وہ میں کرلوں گا بس۔ لیکن دس کروڑ ڈالر تو ہمیں بہر حال ادا کرنے ہوں گے۔ آرٹلٹنے کیا۔

”ٹھیک ہے۔“ تم اپنے خصوصی فنڈ سے دس کروڑ ڈالر جیکن کو کافرستان پہنچوادو اور پاکیشیا میں بیک وقت دس بارہ شہروں میں قوری طور پر سار کسم کیس فائز کرادو تاکہ کام پھر بھرپور انداز میں آگے پڑھ سکے اور گزشت نقصان بھی پورا ہو سکے۔ اب تم اپنا نامارک ڈیل کر سکتے ہیں۔“ لارڈ نے کہا۔

”میں لارڈ۔ ایسا ہی ہو گا۔“ آرٹلٹنے سرت بھرے بجے میں کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ٹھیم ہوتے پر اس نے کریڈل دیا اور ٹوں آنے پر تیزی سے تسبیر لیں کرتے شروع کر دیئے۔

”جیکن یوں رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جیکن کی آواز سنائی دی۔

”آرٹلٹنے یوں رہا ہوں جیکن۔“ آرٹلٹنے کیا۔

”میں یاں۔“ جیکن نے مودباداٹ لئے میں کہا۔

”مری لارڈ سے بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے اپنے طور پر سار کسم کا تجربہ کرایا ہے اور تجربہ سو قیصہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔“ انہوں نے ڈاکٹر شمیش کو دس کروڑ ڈالر زادا کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ دس کروڑ ڈالر زد ڈاکٹر شمیش کے نام سے چاری عذر درہوں گے لیکن اس میں سے پانچ کروڑ ڈالر

عمران داش مزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زرد
حرب عادت اخراج انجھ کرو ہوا۔

بیٹھو۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی
اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

آپ دو روز کیاں ملاسپ رہے ہیں عمران صاحب۔ میں نے کہی
پار فلیٹ پر قون کیا لیں سلمان نے بھی بتایا کہ آپ بعینج ہاتے
کہیں گے ہونے میں۔ بلیک زیر دنے کہا۔

مجھے اطلاع ملی تھی کہ شوگران میں سی بی ہماری پر جنی
ایڈواں ریسرچ کی گئی ہے اور اس ریسرچ کے مطابق سی بی ہماری
کا احتیاط سماں اور مفید علاج دریافت کریا گیا۔ اس ریسرچ کا
خاتم ڈاکٹر ہوشیگ تھا۔ چنانچہ میں ان سے ملنے شوگران گیا تھا اور
اس ہماری کے بارے میں اس سے تفصیلی بات ہو سکے اور آج

دایسی ہوتی ہے۔ عمران نے کہا۔
اوہ۔ یہ تو اہتمامی اہم بات ہے کہ سماں علاج میر آ
چلتے۔ بلیک زر دنے کہا۔
ہاں۔ گواں علاج کے تجربیات کا سیاپ ہو چکے ہیں لیکن ابھی
کے تجارتی ہیمانے پر بنائے ہیں چھ ماہ کا عرصہ درکار ہے۔ بہر حال چھ
ماہ بعد سماں اور موثر علاج میر تو آہی جائے گا۔ عمران نے کہا تو
بلیک زر دنے اشتہات میں سر ملا دیا۔
ڈاکٹر ہوشیگ سے آپ کی بات چیت کیسی رہی۔ بلیک
زر دنے کہا۔
اس ہماری کے بارے میں ان سے جنی تفصیلی بات چیت
ہوتی ہے اور بے حد قیمتی معلومات ملی ہیں۔ میں نے ان سے خاص
طور پر اس مصنوعی طور پر پھیلانے کے بارے میں بات کی تو پہلے تو
اہم ہوں نے اس بات پر اہتمامی حریت ظاہر کی کہ کیا ہماریاں مصنوعی
انداز میں بھی پھیلاتی جا سکتی ہیں۔ لیکن جب میں نے اسیں ہمارا
ہوئے والی ساری کارروائی بتائی تو ان کی حریت کی اہتمام رہی۔
بہر حال اہم ہوں نے بتایا ہے کہ ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ ان کے مطابق
یہ ہماری اسے ہی لگتی ہے جس کی آنکھوں میں پہلے سے سی ٹی ایم
ہماری کے اثرات موجود ہوں۔ یہ سی ٹی ایم تو طبی زبان کا کوئی
خاص کوڈ ہے۔ ہمارے ہاں مقامی طور پر اسے سیاہ موتیا کہا جاتا ہے
ہمارے ملک میں دو قسم کے موتیا ہوتے ہیں۔ ایک سفید

کو بلاک کر دیتی ہے اور بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ اس کا کوئی
علج نہ تھا لیکن پھر ایکریمیا کے ایک ڈاکٹر نے اس کا علاج وریافت
کیا اور اس ڈاکٹر سے یہ لمحہ ایکریمیا کی ایک دوا سار کمپنی نے خرید کر
لپے نام پر رجسٹرڈ کروایا اور اب پوری دنیا میں یہ کمپنی وہ علاج
انہیں کی صورت میں فروخت کر رہی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی
یہی کمپنی کے انہیں فروخت ہو رہے ہیں۔ یہ علاج چونکہ سائنس
انہیں کے کورس پر مشتمل ہوتا ہے اور انہیں بے حد مہنگا ہونے
کی وجہ سے یہ علاج بھی بے حد مہنگا ہے جبکہ ڈاکٹر ہوٹک نے جو
لئے جیا ہے اس میں صرف دو انہیں لگائے جاتے ہیں اور یہ
انہیں احتیاط سے سیار ہوتے ہیں۔ عمران نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن چھ ماہ تو ہر حال یہ ہستگ علاج ہی لوگوں کو
کرنا پڑے گا۔“ بلکہ زیر و نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ یہ بھروسی ہے۔ تم بتاؤ۔ جو سیانے فاصل نگر کے پارے
میں کیا پورٹ دی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”فاصل نگر میں بھی یہماری کا توزور اچانک ٹوٹ گیا ہے۔ اب
ہاں بھی آزاد کامر لیں سامنے آرے ہیں۔“ بلکہ زیر و نے کہا۔
”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس خورشید عالم کے ذریعے یہ
یہماری مصنوعی طور پر پھیلاتی چا رہی تھی۔ جبکہ جب یہاں ملک
ماخوبیات کی گالریوں کی چینکنگ کی اطلاع انہیں ملی تو انہوں نے یہ

موہیا اور دوسرا سیاہ موہیا۔ سفید موہیا زیادہ عام ہے۔ اس کے
اثرات او حصہ عمر میں شروع ہو جاتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد موہیا پک
چاتا ہے تو پھر آپریشن کر کے اسے آپنے ٹال دیا جاتا ہے اور بینائی
بحال ہو جاتی ہے۔ لیکن سیاہ موہیا سفید موہیا کی طرح نہیں ہوتا۔
اس میں آنکھوں کا پریشر کسی خاص وجہ سے بڑھتا شروع ہو جاتا ہے
اور انسان کی بینائی ماس سو نے لگ چاتی ہے۔ طبی طور پر کہا جاتا ہے
کہ دماغ سے آنے والا پانی آنکھوں میں اترتا ہے اور آنکھوں کی سیاہ
پتلی ہے قریبی کہا جاتا ہے اسے ڈیکھ کر رہتا ہے اور اس طرح ہمیشہ
کے لئے بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بروقت اس کا آپریشن کرایا
جائے تو پھر یہ یہماری ختم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ہوٹک نے بتایا کہ سی
لی اس سیاہ موہیا کی طرز کی یہماری ہے۔ اس میں آنکھوں کی سیاہ پتلی
ڈیکھ نہیں ہوتی بلکہ آنکھوں کی پتلی اور دماغ کے درمیان جو رابط
ہوتا ہے وہ بلاک ہو جاتا ہے۔ پھر انہیں سے اس بلاک کو ختم کر
دیا جاتا ہے تو بینائی بحال ہو جاتی ہے۔ لیکن ڈاکٹر ہوٹک نے یہ بھی
بتایا ہے کہ یہ یہماری صرف اسے ہو سکتی ہے جس میں سیاہ موہیا کی
یہماری کے کچھ ڈکھ اثرات موجود ہوں۔ اسے مصنوعی طور پر اس
طرح پھیلایا جاسکتا ہے کہ اگر ایک مخصوص لگنی کو ہوا میں پھیلایا
دیا جائے تو وہ سانس کے دریعے جسم کے اندر جاتی ہے اور پھر ہون
میں شامل ہو کر جس آدمی میں سیاہ موہیا کے اثرات موجود ہوں گے
اس پر یہ مخصوص انداز میں اثرانداز ہو کر دماغ اور آنکھوں کے رابطے

سیاہ کہہ رہے ہو۔ ظاہر ہے ان کے انگلش فروخت ہوں گے تو اہیں بھاری مناقع ملے گا۔ عمران نے ایسے لمحے میں کہا میں
اے بلیک زردو کی طرف سے ایسے پنگاد سوال پر حیرت ہوئی ہو۔

میں نے ہماری ادویات کے ایک بڑے ڈسٹری بیوٹر سے فون پر معلومات حاصل کی ہیں۔ ادویات کے کمپنی ریٹسنس ہوتے ہیں
یعنی جبے بڑے ڈسٹری بیوٹر کمپنی سے بھاری مقدار میں ادویات
فریدتے ہیں تو ان پر اپنی مرضی سے پر جوں قیمت چھپوالیتے ہیں اور
پر اس قیمت پر مال فروخت ہوتا ہے اور کمپنی کو اس کا کوئی فائدہ
نہیں ہوتا۔ اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو اس بڑے ڈسٹری بیوٹر یا
اوائے کو ہوتا ہے اس لئے میں پوچھ رہا تھا۔ بلیک زردو نے
کہا۔

”اوہ۔ تو یہ چکر ہے۔ ورنہ گذ۔ سمجھو تم نے یہ معلومات حاصل
کر کے آدھا سندھل کر دیا ہے۔“ عمران نے تحسین آمیز لمحے
میں کہا تو بلیک زردو کے پھرے پر سرت کے تاثرات ایکرائے اور
الگریں میں موجود چمک مزید تیز ہو گئی کیونکہ عمران کی طرف سے
تسین اس کے لئے واقعی احتیاطی سرت بخش تھی۔ ادھر عمران نے
فون کا رسیور اندازیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انگلو اتری پلیز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دلی۔

”مرزو روز پر تذری ایسٹ سفٹ ڈسٹری بیوٹر کا نمبر دیں۔“ عمران

کام ہمارا سے بتد کر دیا اور فاصل نگر چلے گئے۔ عمران نے کہا
”ایک اور اطلاع بھی ملی ہے عمران صاحب۔“ بلیک زر
نے کہا۔

”وہ کیا؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”مگر سماں ہوں کی ان گاڑیوں کا انچارج ڈپی سپرینڈسٹ سلیم
تحا۔ وہ اپنے گھر میں موجود تھا کہ کمرے میں دھماکہ ہوا اور پھر جب
اس کے گھر والے اندر گئے تو اس کا جسم بھی نکڑوں میں تبدیل ہو
چکا تھا۔ اس کے جسم میں بھی یہ پھٹا تھا۔ بالکل اس سپرینڈسٹ
خورشید عالم کی طرح اور عمران صاحب۔ تصور نے ہمارا ایک چینگ
کرتے والی گاڑی کے ذرا سیور کو گھیر کر جب اس سے پوچھ گئی کہ تو
اس نے بتایا کہ سلیم گاڑیوں کو ہمارا ایک احاطے میں لے جاتا تھا۔
ہمارا موجودہ آدمی کسی لگس کے سلیڈر گاڑی میں لوڈ کر دیتے اور پھر
سلیم کی نگرانی میں یہ گاڑیاں ٹکڑے علاقوں میں یہ لگس پھیلاتی
تھیں اور انہیں اس کا بھاری معاوضہ دیا جاتا تھا۔ اس پر تمن نے
حدود کے ساتھ مل کر اس احاطے پر چھاپہ مارا تھا۔ وہ احاطہ تھا میں پڑ
ہوا تھا۔ بلیک زردو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ ہماری واقعی ہمارا مخصوصی طور پر
پھیلاتی جا رہی تھی۔“ عمران نے، وہ نہ پھٹاتے ہوئے کہا۔

”یعنی عمران صاحب۔ اس طبی تیشل کمپنی کو اس سے کیا فائدہ
ہمچکا ہو گا۔“ بلیک زردو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

میں سر - دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔
سی آپ یہ ادویات براہ راست ایکریمین کمپنی سے منگوائے
ہیں عمران نے کہا۔
تھیں جتاب - ہمارا جنس اتنا بڑا نہیں ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنی
کے ہم براہ راست ادویات منگوا سکیں۔ کمپنی ملٹی نیشنل ڈسٹری
جٹر کو مال فروخت کرتی ہے اور ان ڈسٹری بیوٹر سے ہم آگے
سماں کرتے ہیں جتاب۔ سبھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
یہ بھکشناپ کس ڈسٹری بیوٹر سے منگوائے ہیں۔ عمران
نے کہا۔

جب - ایکریمیا میں ایک بہت بڑی ڈسٹری بیوٹر کمپنی ہے جس
اہم لارڈ سونا ڈسٹری بیوٹر انٹرنیشنل ہے۔ انہوں نے پاکیشیا کے
نام سے صاحبہ کیا ہوا ہے۔ سبھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
کیا یہ لارڈ سونا کمپنی صرف پاکیشیا میں بھکشناپ فروخت کرتی
ہے عمران نے کہا۔

تھیں جتاب - پوری دنیا میں ان کا نیٹ ورک پھیلا ہوا ہے۔
جس میں انہوں نے سول ڈسٹری بیوٹر مقرر کئے ہوئے ہیں اور یہ
ایک وقت کی ملٹی نیشنل ڈرگ کمپنیوں کے سول ڈسٹری بیوٹر
سبھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

آپ کس طرح ان سے مال منگوائے ہیں اور کس طرح انہیں
نگاتے ہیں۔ عمران نے پوچھا۔

نے کہا تو دوسری طرف سے نسپریتا دیا گیا تو عمران نے ہاتھ پڑھا کر یہاں دبایا اور پھر ٹون آتے پر نسپریس کرنے شروع کر دیے۔
”نسلر اینڈ سونز“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مرداناں آواز سالی
دی۔

میں ڈپیٹی ڈائریکٹر سٹریل اٹیلی جس بول رہا ہوں۔ سبھر سے
بات کر ایں۔ عمران نے تحملہ لجھے میں کہا۔
”میں سر۔ ہو لڈ کریں۔“ دوسری طرف سے اس پارقدارے
گھیرائے ہوئے لجھے میں کہا گیا۔

”میں سر۔ میں سبھر اعظم بول رہا ہوں جتاب۔“ چند لمحوں بعد
ایک اور مرداناں آواز سالی دی۔ لجھے بے حد ترم تھا۔
”میں ڈپیٹی ڈائریکٹر سٹریل اٹیلی جس بول رہا ہوں۔“ عمران
نے بیٹھے سے زیادہ تحملہ لجھے میں کہا۔

”میں سر۔ حکم فرمائیں سر۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں
سر۔“ سبھر نے بوکھلانے ہوئے اندرا میں سر مردی کی گردان شروع
کر دی۔

آنکھوں کے اندرے پن کے طالع کے لئے فی بی ایک کمپنی
ایکریمیا کے بھکشناپ فروخت کرتے ہیں۔ عمران نے کہا۔
”سی بی اٹھکشناپ۔ میں سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”کیا آپ پاکیشیا کے لئے سول ڈسٹری بیوٹر ہیں۔“ عمران نے
کہا۔

میختر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بھائی انجشن کا پہنچون رست وس ہزار روپے ہے جیکہ
بھائی اسی کمپنی کے انجشن کی قیمت ایک ہزار روپے ہے ۔
بھائی کیا وجہ ہے۔ عمران نے کہا۔

جواب ۔ یہ کام لارڈ ستونا ڈسٹری یورٹر کا ہے ۔ وہ ہر ملک کے
لیے بھی طیارہ ریش مقرر کرتی ہے اور ہر کمپنی اپنی ڈیمانڈ کے
بعد ملک کے لئے جو لاث مٹکواتی ہے اس پر وہی قیمت پرست کر
دی جاتی ہے اور ایسا حکومت کی مرشی سے ہوتا ہے اس لئے میں کیا
کہا تو عمران کیا تو عمران سمجھ گیا کہ میختر جان
کر سکتا ہوں جواب۔ میختر نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ میختر جان
پڑھ کر گول مول جواب دے رہا ہے۔

آپ اس بڑی سے متعلق ہیں اس لئے آپ کو پوری طرح عالم
بھائی اور آپ جان بوجھ کر نال رہے ہیں ۔ تو پھر ایسا کیا جائے کہ
آپ کو شریں اشیلی جس کے میٹ کوارٹر بلوایا جائے اور وہاں آپ پر
تم اگری استعمال کی جائے۔ عمران نے لفکت عزاتے ہوئے
جیسی کہا۔

سر۔ آپ میں کیا مرقس کروں سر۔ یہ سرکاری معاملات ہیں
بھائی اپ بھی سرکاری آدمی ہیں سر۔ میختر نے بڑی طرح بوکھلاتے
ہوئے بھیجے ہیں کہا۔

آپ کھل کر پات کریں ۔ آپ کا نام درمیان میں نہیں آتے
لے ہیں ان کا یہی ورگ کہ میختر نے کہا۔

”جواب۔ ان کی کمپنی کا ایک ناتاںدہ مستقل طور پر بھائی میں
ہے ۔ اس کا نام جیکن ہے ۔ لگی پلازو میں اس کا آفس ہے ۔ ہم اس
کے آفس میں ڈیمانڈ توٹ کر ادیتے ہیں اور ہمیں ڈبلوری مل جاتی
رقم ہم کمپنی کے اکاؤنٹ میں برآہ راست جمع کر دیتے ہیں ۔“
نے جواب دیا تو عمران کو یاد آگیا کہ بھی بھی اس نے اس جیکن کے
آفس فون کیا تھا لیکن وہاں سے بتایا گیا تھا کہ جیکن بڑی سوور پر گی
ہوا ہے۔

”کیا یہ جیکن صرف آپ کی کمپنی کو ذیل کرتا ہے ۔“ عمران
نے کہا۔

”نہیں جواب۔ پاکیشیاں کافرستان اور تین چار مزید تجوہ
تھوڑے ملکوں کو بھی جیکن ہی ذیل کرتا ہے ۔ البتہ اس کا آفس
بھائی پاکیشیاں ہے۔“ میختر نے جواب دیا۔

”کیوں ۔ جبکہ کافرستان پاکیشیا سے ہے“ ملک ہے ۔ پاکیشیا کی
نسبت وہاں کاروبار زیادہ ہو گا اس لئے اس کا آفس بھی وہاں ہے
چلہے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن کافرستان میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کا صرف آپ بھی سرکاری ادویات خود جیار کرتا ہے
خصوصی مال خریدا جاتا ہے ورنہ کافرستان ادویات خود جیار کرتا ہے
اس لئے وہاں ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کا یہی ورگ ہست محدود ہے
جبکہ پاکیشیا تمام ادویات ان ملٹی نیشنل کمپنیوں سے خریدتا ہے اس
لئے وہاں ان کا یہی ورگ بے حد و سیع ہے اس لئے ان کا آفس بھی

میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ماسٹر سے بات
 کراہ۔ عمران نے کہا۔
 میں سر۔ ہو لڈ کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ماسٹر بول رہا ہوں۔ پہنچ لجوان بعد ماسٹر کی آواز سنائی دی۔
 علی عمران بول رہا ہوں ماسٹر۔ میرا خیال ہے کہ دوسرے گورنمنٹ
 ہے میں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 بھی ہاں۔ میں نے محلومات تو ایک لمحتے میں ہی حاصل کر لی
 تھیں تین آپ کا کوئی فون نہیں معلوم تھیں تھا اس لے میں آپ
 کو کالہ کر سکا۔ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ہو۔ کیا محلوم ہوا ہے۔ عمران نے چوتک کر کہا۔
 عمران صاحب۔ یہ ریڈ کارڈ ایکری میں قوج کے پیشہ سوارد
 سے فاسٹ کے گئے ہیں۔ ان کی تھاد ایک سو ہے اور میں نے محلوم
 کریا ہے کہ یہ ریڈ کارڈ پیشہ سوار کے انجارچ جنزل یعنی کوہہنجا
 ہے گئے ہیں اس نے اس کے علاوہ رسمی کارروائی کے بعد متعدد
 کارروائی شتم کر دی گئی اور میں نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ جنزل
 یعنی یہ ریڈ کارڈ اور ان کے ریسور ایکری میسا کی ایک مشکور ڈرگ
 ڈسٹری یوٹر کسی لارڈ ستونا ڈرگ ڈسٹری یوٹر کے مالک اور
 جیسیں لارڈ ستونا کو اہتمامی بھاری قیمت پر فروخت کئے ہیں۔ آپ
 نے جو سر بتایا تھا یہ بھی اس چوری شدہ ریڈ کارڈ میں شامل تھا۔
 ماسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جتنا بہباد ڈرگز کی قیمتیں کی منظوری تک محت کے
 تین حکام دیتے ہیں اور اٹھیں ہست بھاری روشنیں دے کر یہ قیمتیں
 مقرر کرائی جاتی ہیں۔ بہر حال یہ سارا کام ہست اوپنی سطح پر ہو گا۔
 جتاب اس لئے ہم بجور ہیں۔ تیغرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 جیکن کے آفس کا فون نمبر کیا ہے۔ عمران نے پوچھا۔
 دوسری طرف سے نمبر بتاویا گیا۔
 ان کے آفس کا نام کیا ہے۔ عمران نے پوچھا۔
 جیکن ڈرگ ۶۷۵۳۔ دوسری طرف سے کہا۔
 اوکے۔ اب یہ بات اپنی طرح سن لیں کہ اگر اس ٹکھو کو ڈر
 آپ نے جیکن یا کسی اور سے کیا تو آپ کی یا قیمتیں جیل میں ہی
 گزدے گی۔ عمران نے اہتمامی سرد لمحے میں کہا۔
 لیں سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ دوسری طرف سے ہے
 ہوئے لمحے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔
 اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ اصل کھیل یہ لارڈ ستونا
 گروپ کھیل رہا ہے وہ نذر ایڈنڈ ستر کو تو اس کا اتنا ہذا فائدہ نہیں
 ہو سکتا۔ بلکہ زبردست ہے کہا۔
 پاں۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ
 فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر لیں کرنے شروع کر دیے۔
 ”ماسٹر لگب۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکری میں لمحے میں مرداں
 آواز سنائی دی۔

دوسری طرف سے رقم بتا دی گئی۔
اوکے۔ معاوضہ پہنچ جائے گا۔ میں ایک گھنٹے بعد پھر کال کروں
عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
وں لکھن پہنچ اکاؤنٹ سے اس کے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کرا
عمران نے کہا تو یہ ملک ترروتے اشیات میں سرپلا دیا۔ پھر
ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ ماسٹر سے رابطہ کیا۔
کیا رپورٹ ہے ماسٹر۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ رقم میرے اکاؤنٹ میں پہنچ گئی ہے۔ مجھے چند
تھٹے اطلاع ملی ہے۔ بے حد شکریہ۔ دوسری طرف سے
سرت بھرے لیجے میں کہا گیا۔
اوے۔ وہ تو پہنچ ہی جانی تھی۔ میں نے رپورٹ پوچھی تھی۔
عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب۔ پاکیشیا میں لاڑہ سنونا کا کاروبار پاکیشیا
بڑا تکمیل کی ایک قسم تحریر اینڈ سز ڈرگ ڈسٹری بیوٹری سے ہے
جس کا آفس شرتر روڈ پر ہے۔ البتہ لاڑہ سنونا کی قسم کے خصوصی
لائبریری جیکن کا بھی وہاں آفس ہے۔ تحریر اینڈ سز سے تمام کاروبار
سی جیکن کے ذریعے ہوتا ہے۔ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

اوکے۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کے ساتھ
اس کی پیشافی پر شکنیسی سی پھیلی چلی گئی۔

وہری گلہ ماسٹر۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے کہ یہ معلومات
حاصل کر لی ہیں۔ یہ واقعی جھارا ہی کام ہے۔ عمران نے کہا۔
آپ کا شکریہ۔ بہر حال اس پر میری توقع سے زیادہ اخراجات
آئے ہیں۔ لیکن آپ میری عادت جلتے ہیں کہ میں جو کام ہاتھ میں
لے لیتا ہوں اسے ہر حال میں پورا کرتا ہوں۔ ماسٹر نے صرف
بھرے لیجے میں کہا۔

یہ لاڑہ رہتا کہاں ہے۔ عمران نے پوچھا۔
وں لکھن کے تواح میں ایک ناؤن ہے جس کو ہیون ناؤن کہا جاتا
ہے۔ یہ پورا ناؤن اور اس سے متعلقہ ایساں لاڑہ سنونا کی تکیت ہیں۔
دیاں لاڑہ سنونا کا بہت بڑا محل ہے لاڑہ میل۔ ماسٹر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

کیا تم محظوم کر سکتے ہو گے جہاں پاکیشیا میں لاڑہ سنونا کا بڑا
کون ڈیل کرتا ہے۔ عمران نے کہا۔

ہاں۔ کیوں نہیں۔ ماسٹر نے جواب دیا۔
کتنا وقت لگے گا۔ عمران نے پوچھا۔

اس کپنی میں سر اخاف آدمی موجود ہے اس لئے ایک گھنٹے کے
اندر کام ہو جائے گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوکے۔ تم اب اپنے اخراجات اور معاوضہ سب اکٹھا پتا دو ساکر
میں رقم جھارے پہنچ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کا سکون۔ پہنچ
اکاؤنٹ کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ عمران نے کہا تو

کے۔ عمران نے کہا تو بلیک زرورتے کوئی جواب دیتے
لے جاتے ہوئے بھیجنے لئے۔

اب بھاں پر منتظر خورشید عالم اور سلمیم کی موت کے بعد
اپنی بھدی بیاگروپ تیار نہیں ہو سکتا اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
یہی ایک بھیجا کر اس سلسلے میں لاڑ سنونا سے ملاقات کروں اور اسے
دھنی دے کر کم از کم پاکیشیا میں اس ڈرگ مافیا کو روکا جا سکتا
ہے۔ عمران نے کہا۔

اس کا کوئی پاسیدار حل ہونا چاہئے عمران صاحب۔ بلیک
زرورتے کہا تو عمران نے اثبات میں سرطا دیا اور ایک بار پھر فون کا
رسیور اٹھا کر تمپریس کرنے شروع کر دیتے۔

جیکن ڈرگ آپنی رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوافی
توہنائی دی۔

سر جیکن سے بات کرائیں۔ میں بھکھے صحت کا ڈپنی
پر منتظر ہوں رہا ہوں۔ عمران نے کہا۔

سوری سر۔ سر جیکن تو گوشہ ہفتے سے کافر سان بنس ٹور
پر گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ دوسری
طرف سے میکانگی انداز میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
لٹھ ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سائیں لیتے ہوئے رسیور کہ دیا۔
ہم شوگران سے حاصل کر لیں گے یہیں اور بھی پے شمار بیماریاں
ہیں۔ ہم کس کس کو چیک کریں گے اور کس کس کو چاکر رکھیں اور یہ کسی اور

آپ اب کس بات پر پریشان ہو گئے ہیں۔ بلیک زرورتے
چونک کر پوچھا۔

یہ ساری تفصیل معلوم ہونے کے بعد میں سوچ رہا ہوں کہ
اس کا کیا پتدوست کیا جائے اور کس طرح آئندہ کے لئے معاملات
کو عوام کے حق میں کیا جائے۔ عمران نے کہا۔

اصل میں دو سلسلے ہیں عمران صاحب۔ ایک تو یہ کہ ادویات
کی قیمتیں بے حد زیادہ ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس لاڑ سنونا کو کس طرح
روکا جائے کہ وہ بھاں مصتوحی طور پر بیماریاں پھیلانے کی سازش نہ
کرے۔ بلیک زرورتے سمجھیدہ بھجے میں کہا۔

لاڑ سنونا بھاں خود تو ساتھا ہو گا بھاں اس کا کوئی گروپ یہ
کام کرتا ہو گا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ کام صرف پاکیشیا میں ہی
ہوتا ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف لاڑ سنونا گروپ ہی = کام
کرتا ہو۔ دوسرے گروپ بھی یہ کام کرتے ہوں گے۔ عمران
نے کہا۔

ہاں۔ میرے خیال میں = کام پوری دیتا میں ہوتا ہے۔ اس
لحاظ سے تو یہ لوگ ڈرگ مافیا کا روب دھار جکے ہیں جو پوری دیتا کے
عوام کو اس انداز میں لوٹ رہے ہیں۔ بلیک زرورتے کہا۔

مسئلہ یہ ہے کہ اس بیماری کے علاج کے لئے دوا تو چھ ماہ بعد
ہم شوگران سے حاصل کر لیں گے یہیں اور بھی پے شمار بیماریاں
ہیں۔ ہم کس کس کو چیک کریں گے اور کس کس کو چاکر رکھیں اور یہ کسی اور

وہ ساتھی دی۔
علیٰ عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (اکسن) بول رہا ہوں۔

مران نے کہا۔
کوئی خاص بات کہ تم خلاف معمول سنجیدہ ہو۔ دوسری
بڑے سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

آپ سے ایک طویل میٹنگ کرنی ہے اس لئے آپ فارغ وقت
نہیں۔ عمران نے مزید سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو۔
سرسلطان کے لمحے میں یکخت احتسابی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

اوے۔ اے۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ آپ کا ترس بریک
ہاں ہو جائے۔ پاکلیشا میں ایک مخصوص ڈرگ ماقیا پورے ملک

جی خواں کو دونوں یاتھوں سے لوٹ رہی ہے اور اس کام میں
بڑت صحت اور بھگت صحت کے اعلیٰ حکام بھی برابر کے شریک ہیں۔

جی وجد ہے کہ ہاں پاکلیشا میں علاج روڑ پروز ہنگے سے ہٹنگا تو ہوتا
پلاپا رہا اور لوگوں میں اب اتنی معاشری سکت بھی نہیں رہی کہ وہ

پلاج کر اسکیں۔ میں اس سلسلے میں آپ سے تفصیلی بات پیش
کرنا چاہتا ہوں تاکہ خواں کو اس سلسلے میں ہونے والی لوٹ مارے

پایا جاسکے۔ لیکن میری سمجھ میں کوئی مناسب حل نہیں آ رہا۔ آپ
خداوند یہ گرم سرد چیزیں بلکہ گرگ باراں دیدے۔ اوہ سوری۔ یہ غلط
بلکہ پڑا ہے۔ عمران سنجیدگی سے بات کرتے کرتے اچانک

ذریعے سے کھیلا چاہ رہا ہو۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ میرا شیال ہے کہ اس سلسلے میں بھگت صحت
سے بات کی جائے اور ایسے قواں بنائے جائیں کہ کسی بھی دوا کی
قیمت ایک خاص حصے سے زیادہ رکھی ہی نہ جائے۔ بلکہ زیاد
نہ کہا۔

کافر سان زیادہ تر ادویات خود تیار کرتا ہے جیکہ پاکلیشا میں ایسا
نہیں ہے اور اگر ایسا کوئی قانون بنایا گیا تو لا احوال یہ کپیاں بھاں
ادویات فروخت کرنے سے ہی انکار کر دیں گی۔ عمران نے کہا۔
آخر دوسرے عکوں میں بھی ایسی دحادیلی کو روکا جاتا ہو گا۔
کوئی نہ کوئی حل تو ہو گا۔ بلکہ زیر دستے کہا۔

ہاں۔ جہاڑی بات درست ہے۔ لمحے سرسلطان سے بات کرنا
ہو گی۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور
الٹھایا اور تیزی سے نسیپرنس کرنے شروع کر دیتے۔

پی اے ٹو سینکڑی دلارٹ خارجہ۔ دوسری طرف سے آواز
ساتھی دی۔

علیٰ عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (اکسن) بول رہا ہوں۔
عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

اوہ عمران صاحب آپ۔ میں بات کرتا ہوں۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

اسلو۔ سلطان بول رہا ہوں۔ ہحمد للہوں بعد سرسلطان کی

سکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
اب سے واقعی سنجیدہ گلخانو نہیں ہو سکتی۔ بلیک زردوٹے
سکراتے ہوئے کہا۔
اب کرنی ہی پڑے گی اس نے رہرسل کر رہا ہوں۔ آہستہ
تہت دور ایسے بڑھ جائے گا۔ عمران نے مسما سامنہ بٹاتے
ہوئے کہا۔

کیوں۔ کیا وجہ۔ بلیک زردوٹے چونک کر کہا۔
کیونکہ اب جو یا سنجیدہ گلخانو پسند کرنے لگی ہے۔ عمران
نے ہواب دیا تو بلیک زردوٹے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

پڑی سے اتنا شروع ہو گیا۔
میں سمجھتا ہوں۔ تم واقعی زیادہ دریک سنجیدہ گلخانو تھیں کہ
سکتے۔ بہرحال دو گھنٹے بعد کوئی آجاؤ۔ ہاں تفصیل سے بات ہو
جائے گی۔ اگر تم کہو تو میں سیکرٹری وزارت صحت کو بھی بلوا
لوں۔ سرسلطان نے منتے ہوئے کہا۔

تھیں۔ یہ کرپشن اعلیٰ سطح پر ہو رہی ہے لیکن اگر آپ چاہیں تو
اس وزارت کے کسی ایسے آدمی کو بلواسکتے ہیں جو اس لخت سے بچا
ہوا ہوتا کہ وہ درست طور پر ہماری رہنمائی کر سکے۔ عمران نے
کہا۔

اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ وزارت صحت میں سیکشن آفیسر راجد
افضال ہیں۔ وہ واقعی اہانتی ایماندار آدمی ہیں۔ میں انہیں کال کر
لوں گا۔ سرسلطان نے کہا۔

اوکے۔ اور اپنے پادری کو بھی کہ دیں کہ خصوصی ڈائرکٹر کا انتظام
کروے۔ عمران نے کہا۔

ڈائر۔ کیا مطلب۔ شام کی چائے کا وقت ہو گا۔ انہیں سے
ٹکپ پڑا۔ سرسلطان نے چونک کر کہا۔

یہ طویل گلخانو ڈائر اور پھر دوسری سچ ڈائٹ سکنی پھیل سکتی
ہے۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

اوہ سوری۔ اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس۔ دوسری
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ٹھیک ہو گیا تو عمران نے

پھر اس نے وہ ان ہوٹلوں میں ہونے والی کسی ایسی ایکشنی
بی شریک نہ ہوتا تھا جو کسی بھی لحاظ سے پر راہ روی میں شمار ہو۔
یعنی بھر حال اسے ایسے ہوٹلوں میں ہونے والے فنکشنز اپنے کرتے کا
بے حد شوق تھا۔ اس ہوٹل کا نام شبستان تھا اور جب سے اس
ہوٹل کا افتتاح ہوا تھا استور تو اس کا دیوات ہو چکا تھا اس نے قائم
ہوتے ہی وہ کار لے کر ہوٹل شبستان پہنچ جاتا اور پھر رات گئے اس کی
دالپی ہوتی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے کی سلسلہ ڈرائیورنگ کے بعد
سچا کی کار، ہوٹل شبستان کے کپاڈنڈا گیٹ سے مڑ کر اندر داخل ہوئی
وہ سیدھی ایک طرف بی بی ہوتی وسیع دریں پارکنگ کی طرف
چلتی چلی گئی۔ پارکنگ میں گوکاروں کی تعداد کافی کم تھی لیکن جنور
جاتا تھا کہ جسے جسے شام آری، ہوتی چلی جائے گی جہاں کاروں کی
تعداد پڑھتی جائے گی اور پھر رات کو تو چہاں کار تو ایک طرف
سائیکل کھوئی کرنے کی بھی جگہ نہیں رکھے گی۔ اس نے کار نشان روہ
پرسوس بیک پر روکی اور پھر نیچے ہٹ کر اس نے پارکنگ بوائے سے
ہلاکیا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ پارکنگ ایسی ہے تکل کر
ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف پڑھا چلا گیا۔ ابھی وہ میں گیٹ سے
پھر اسی دور تھا کہ اپھانک ایک سائیکل پر کھوئے ہوئے ایک اوھیرہ گھر
اپنے باتوں کے اشارے سے اسے رکنے کے لئے کہا تو تنور بے
خیال نہیں کر رک گیا۔

محاذی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کو روکا۔ لیکن میں نے دیکھا

تنور کار میں سوار دار حکومت کی سب سے بڑی شاہراہ پر خاصی
تیز رفتاری سے آگے پڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ کار میں اکیلا تھا اور اس کا
روخ دار الحکومت کے مقاومتی علاقے میں سے تعمیر کردہ ایک فائیو
سینار ہوٹل کی طرف تھا۔ اس ہوٹل کا افتتاح ابھی حال ہی میں ہوا
تھا۔ ہوٹل کی عمارت کا طرز تعمیر صرف احتیاطی بددید تھا بلکہ اس
کے ہال کی سجاوٹ بھی ایسی تھی کہ جو ایک بارہاں آتا وہ دوبارہ
لازاً آنے کی کوشش کرتا تھا اور تنور تو پھونکنے ایسے ہوٹلوں کا ہے حد
شو قین تھا اس نے وہ گوشتے چار روڑ سے سلسلہ اس ہوٹل میں جا
کر کئی کئی گھنٹے گزارتا تھا جو نکل ان دنوں سیکنٹ سروس کے پاس
کوئی کیس نہ تھا اور تنور کو نہ ہی تحقیقاتی مقابے پڑھنے کا شوق تھا
اور نہ ہی نئی دیکھتے کا اس نے اس کی شامیں اور راتیں ہوٹلوں
میں ہی گزرتی تھیں۔ یہ اور بات تھی کہ تنور اپنے کردار میں بے

ہاتھ پڑھ گیا۔ گوہہ اکیلا میر بیٹھنے کا عادی تھا اور اس نے دو
ہنلوں کے لئے یہ شیل مستقل طور پر رینر و کرا رکھی تھی لیکن میر
الحد۔ صرف محض آدمی و کھانی دے رہا تھا بلکہ اس کے لئے میں جو
بیٹھانی تھی اس نے اسے بیجور کر دیا تھا کہ وہ اسے اپنی شیل پر بیٹھنے
کی اجازت دے دے۔ تھوڑی در بعد وہ ہال میں داخل ہوا اور اپنی
ریڑہ کر دے شیل پر اپنی خصوصی کری پر بیٹھ گیا۔ ویرا سے چونکہ کمی
روزے مسلسل سرو کر رہا تھا اس نے اس نے سور نے پوچھے بغیر
اس کی میر بیٹھی کافی سرو کر دی۔
”آج ہیاں کوئی فکشن ہے۔“ سور نے ویرا سے مخاطب ہو
کر پوچھا۔

”تی جاتب۔ ملک کے ثقافتی رقص کے آئیم بیش کئے جائیں
گے۔“ ویرا نے موذبات لجئے میں کہا۔
”کس وقت شروع ہو گا فکشن۔“ سور نے پوچھا۔
”تو اس بیچے کے بعد جاتب۔“ ویرا نے جواب دیا۔
”اے۔ اچھا نصیک ہے۔“ سور نے الہیان بھرا سانس لیتے
ہے کہا کیونکہ اسے ثقافتی رقص وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔
”ے معلوم تھا کہ یہ ثقافتی رقص مرد پیش کریں گے۔ پاکشیا کے ہر
سپے کا عیمہ علیحدہ رقص تھا اور سور ایسے رقص اتنی بار دیکھ چکا
ہا۔ لہ اب اسے اس میں کوئی دلچسپی محسوس نہ ہوتی تھی اس نے اس
سوچا کہ وہ دس بیچے سے بھلے ہی ابھٹ کر چلا جائے گا۔ ابھی وہ کافی

ہے کہ آپ کمی روزے مسلسل ہوئی میں آرہے ہیں اس نے تھی
آپ کی ہیاں شیل رینر ہو گی۔“ اس ادھیر عزادی نے قریب
کر قدرے مخدودت خواہاں لجئے میں کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن آپ کا کیا مسئلہ ہے۔“ سور نے اپنی فطرت
کے مطابق اکھرے ہوئے لجئے میں کہا۔

”میرا نام میر احمد ہے اور میں تھکہ داخلے سے بطور ڈپی سکرٹی
دو سال قتل رہتا رہتا ہوا ہوں۔ میرے ایک عین ناراک سے آرہے
ہیں اور میں نے غلطی سے انہیں ہیاں بلوایا ہے۔ لیکن ہیاں آکر
معلوم ہوا کہ ہیاں کوئی خصوصی فکشن ہے اور کوئی شیل خالی
نہیں ہے اس نے میں پر بیٹھان کرو تھا کہ میں نے آپ کو دیکھا۔“
خود بھی ہیاں کمی روزے آرہا ہوں اور میں نے آپ کو بھی ہال میں
اکیلے شیل پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ مجھے معلوم ہے تھا کہ آج ہیاں
کوئی فکشن ہے اس نے میں نے شیل رینر کرنے کی ضرورت نہ
تھی تھی۔ آپ مجھے اپنے عین سے سخت شرمندگی ہو گی اس نے اگر
آپ پر ادعا مانیں تو مجھے اور میرے عین کو اپنی شیل پر بیٹھنے کی اجازت
دے دیں۔ یقین کریں ہم آپ کو قطعاً اسراب نہیں کریں گے۔“
میر احمد نے بڑے لجاجت بھرے لجئے میں کہا۔

”نصیک ہے۔ آپ بڑی خوشی سے تشریف لا سکتے ہیں۔“ میری
شیل شردوں پر ہرہ ہے۔“ سور نے جواب دیا تو میر احمد نے
بڑے خلوص بھرے انداز میں اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر سور نے سر ملانا

۔ نہیں سوری - بلکہ کافی کے بعد میں جوں نہیں پی سکتا - آپ
مخفت کریں۔ تصور نے کہا تو منیر احمد خاموش ہو گیا اور
یہ سلطان ہوا اپس مڑ گیا۔
۔ مسٹر تصور - آپ کیا کرتے ہیں۔ آر تھر نے تصور سے
نکاٹ ہو کر کہا۔
۔ میں اپسورٹ ایکسپورٹ کے بڑنس سے متصل ہوں۔ - تصور
نے جواب دیا۔ آپ اس کے لئے میں انکلی سی اکتاہٹ تھی۔

۔ اودہ اچھا۔ تو آپ بڑنس میں ہیں۔ کس ناٹ کا بڑس کرتے
ہیں آپ۔ آر تھر نے مسٹر بھرے لئے میں کہا۔
۔ میں بچوں کے مشینی کھلونے اپسورٹ کرتا ہوں اور بچاں سے
بھی بوشیاں ایکسپورٹ کرتا ہوں۔ تصور نے جواب دیا تو آر تھر
۔ اختیار ہونگ کہ پڑا۔

۔ اودہ - اودہ - آپ ہر بڑز ایکسپورٹ کرتے ہیں۔ میں بھی اسی
کے سی بچاں آیا تھا۔ ہماری کمپنی وہیا بھر کی ادویات بستانے والی
بھی کہتوں کو ہر بڑز سپالائی کرتی ہے۔ آر تھر نے جواب
ہے، ہوئے کہا۔

۔ اچھا۔ کس ناٹ کی ہر بڑز۔ تصور نے کہا۔ ظاہر ہے وہ
لبخت میں پھنس گیا تھا۔

۔ میرے پاس ان کی لست موجود ہے۔ ہماری بہائش ہو مل
ٹھیں ہے۔ آپ اگر چاہیں تو سٹ دیکھ لیں۔ اگر آپ ان میں

پی ہی رہا تھا کہ وہ ہال کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے میں
احمد کو دیکھ کر چوتک پڑا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت ایکریمیہ
لڑکی اور ایک ایکریمین مرد تھا۔ منیر احمد انہیں ساتھ لے کر تصور کی
طرف ہی بڑھا چلا آرہا تھا۔ ایکریمین جو زاد بڑی تحسین بھری نظرور
سے ہال کی سجاوٹ کو دیکھ رہا تھا۔ جب وہ میز کے قریب پہنچنے تو تصور
انہٹ کھدا ہوا۔

۔ میرے سہماں ہیں مسٹر آر تھر اور یہ ان کی سز ہیں میری
آر تھر۔ منیر احمد نے تصور سے مخاطب ہو کر اپنے سہماں کو
تعارف کراتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ بے اختیار بھٹک کر رک گی
کیونکہ وہ تو تصور کے بارے میں پچھا جاتا تھا۔

۔ میرا نام تصور ہے۔ تصور نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہ
اور پھر رسمی فقرے بولے گئے اور مصافحہ کرنے کے بعد وہ چاروں
کر سیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے ویژان کے قریب آکر بھٹک گیا۔ اس
کے ہاتھ میں کالی پنسل موجود تھی۔
۔ چار جام و سکل کے لے آؤ۔ تصور کے بولنے سے بھٹے منیر
احمد نے کہا۔

۔ ایک مٹ۔ دری سوری۔ میں شراب نہیں بیٹا اور میں نے
ایکی بیک کافی پی ہے۔ آپ اپنے لئے منگوالیں۔ تصور نے
یکھٹ سپاٹ لجھے میں کہا۔
۔ تو آپ جوں لے لیں۔ منیر احمد نے کہا۔

الحا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پچھلے دنوں جو اچانک اندرے پن کی
بیماری کا چکر چلا تھا اس کے علاج کی دسری بیوش نذر رائیڈ ستر کے
باہر ہی تھی اور وہ صدر کے ساتھ چاکران کے سینگر سے ملا تھا اور
اہوں نے وہاں سے اس علاج کے کورس کی فروخت کے بارے میں
اطمیت حاصل کی تھیں۔

”نہیں۔ میرا تو کوئی تعلق ڈرگ سے نہیں رہا۔ بہر حال میں ان
کا پتہ لگاؤں گا۔“ مسیح احمد نے مختار بھرے لجھے میں کہا۔
”کیا آپ اہمیں جانتے ہیں مسٹر تور۔“ آر تھر نے پھونک کر

جلتے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ میری ایک بار ان کے سینگر
کے ملاقات ہوئی تھی۔“ تور نے کہا۔

”اوہ سوری۔ دراصل میں وضاحت نہیں کر سکا۔ ان کے مالک
پہلوی کا تھیک لینے کا خواہشمند ہے اور شاید اسی طبقے میں اسے
ذریعی سے ایک ضروری کام ہے اور میں ان سے کاروبار سے ہٹ کر
ان کی بھاں دعوت کی تھی اور پہلی دلتنے پر وہ اس لئے بھی پر بھان
لے پا جائے ہوں۔“ آر تھر نے جواب دیا۔

”نہیں۔ میری تو ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔“ تور
خاموش اور لا تعلق سا بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مسٹر آر تھر کی بات سرے پر جواب دیا۔

”آر تھر کیا یہ ضروری ہے کہ ہم نذری علی سے ہی میں۔ بڑیں تو
کرو ہے انتیار پھونک پڑا۔“

”مسیح احمد صاحب ہے اس دارالعلوم میں ایک ڈرگ دسری نام کا سینگری کرتا ہو گا۔“ مسٹر آر تھر نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔
”یوٹر نذر رائیڈ ستر ہے۔ کیا آپ اہمیں جلتے ہیں۔“ مسٹر آر تھر نے سیکس میری۔ سینگر اتنا بڑا سو دا نہیں کر سکتا۔ ہمیں مالک سے ہی

نے مسٹر احمد سے اچانک پوچھا تو تور نذر رائیڈ ستر کے نام پر جو نکل گا۔ آر تھر نے اپنی بیوی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

سے کوئی آئیم ہمیں ایکسپورٹ کرنا چاہیں تو ہم آپ کے ساتھ معاہدہ
کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ بھی ہمادوں کے مسٹر تور کہ ہم ہیں
ڈبلن کرتے ہیں۔ کم از کم دس ٹن روزاٹ کے حساب سے۔ آرم
تے کہا۔

”مجھے تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا ہنس ٹھیک جا رہا ہے۔
البتہ میرے پتھر دوست بھی ہر بڑا ہنس کرتے ہیں۔ میں ان سے
آپ کو ملاؤ دوں گا۔“ تور نے متہ بنتے ہوئے جواب دیا۔ اس
لئے وہر نے شراب کے جام ان تینوں کے سامنے رکھ دیے اور پھر منی
احمد نے انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ تینوں شراب پر
کرنے اور آپس میں پاسیں کرنے میں مصروف ہو گئے اور تور ان کی
باتوں سے ہی سمجھ گیا کہ مسٹر احمد ان سے جہاں ان کی کمپنی کے
پہلوی کا تھیک لینے کا خواہشمند ہے اور شاید اسی طبقے میں اسے
ذریعی سے ایک ضروری کام ہے اور میں ان سے کاروبار سے ہٹ کر
ان کی بھاں دعوت کی تھی اور پہلی دلتنے پر وہ اس لئے بھی پر بھان
لے پا جائے ہوں۔“ آر تھر نے جواب دیا۔

”مسٹر کوچونکے اس ہنس سے کوئی دلپی د تھی اس لئے جواب دیا۔

”خاموش اور لا تعلق سا بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مسٹر آر تھر کی بات سرے پر جواب دیا۔

مریش ہی سامنے آرہے ہیں۔ تشور نے کہا کیونکہ واقعی اسے کسی
معلوم تھا کہ اس بیماری کا پھیلاؤ شتم ہو گیا ہے۔
اب آپ سے کیا جچپانا مسٹر تشور۔ آپ تو خود بڑس میں ہیں۔
بوجوہ دور میں بڑس ایک باقاعدہ صنعت کی صورت اختیار کر چکا
ہے۔ اب ایسی بیماری پہماندہ اور ترقی پذیر ملکوں میں جماں حکومت
لے گرفت ڈھیلی، ہو باقاعدہ صنوفی طور پر پھیلائی جاتی ہے اور لارڈ
شونا کمپنی تو اس کام میں پوری دنیا میں سروف ہے اور یہی وجہ ہے
کہ سیل میں یہ کمپنی بس سے آگے جا رہی ہے۔ یہ درست ہے کہ
جہاں لارڈ سوتونا کمپنی نے اس بیماری کو پھیلایا لیکن پھر معلوم ہوا کہ
جہاں کی سکرت سروس اور اشیلی جس اس کے آؤے آگئی اور لارڈ
شونا کمپنی کا کام رک گیا جس کے شیجے میں جہاں سی بی پر کنشوول کر
یا گی۔ لیکن اب لارڈ سوتونا کمپنی کو ایسا فارمولامل گیا ہے جس کی
دوسرے رو خود سامنے آئے بغیر احتیاطی تیزی سے یہ بیماری پھیلائی جلتی
ہے۔ سہ تا پچھے اب ایسا ہی ہو رہا ہے اور اطلاع ملی ہے کہ جہاں دس
بادھے ہرے شہروں میں سینکڑوں کی تعداد میں روز مریش سامنے آرہے
ہیں اور اسی وجہ سے بیماری کمپنی نے اس بڑس میں ہاتھ ڈالنے کی
صحوہ بندی کی ہے۔ لارڈ سوتونا کمپنی نے اس بیماری کے علاج کے
لئے پاکیشیا میں جو انجکشنز بھجوائے ہیں ان کی قیمتیں پوری دنیا میں
ب سے زیادہ رکھی گئی ہیں اور یہ سارا بڑس نذر رائیڈ سرز کے ذریعے
لارہا ہے اس لئے ہم نذر علی صاحب سے لٹا چلہتے ہیں۔ بیماری

”کیا نذر رائیڈ سرز ہربل بھی ایکسپورٹ کرتے ہیں۔“ تشور
نے چونکہ کر پوچھا۔

”اوہ ہمیں مسٹر تشور۔ یہ ہربل کا ہمیں بلکہ سیار شدہ ڈرگ کا
سودا ہے۔ نذر رائیڈ سرزا ایک ڈرگ ڈسٹری یوٹر لارڈ سوتونا سے
کشہ ریکٹ ہے جبکہ ہمارا تعلق ایک اور ڈرگ انٹر نیشنل ڈسٹری یوٹر
فارک رائیڈ نارک سے ہے۔ لارڈ سوتونا کمپنی نے ایک ڈرگ سید
کرنے والی کمپنی ہی انجکشنز کا معاہدہ کیا ہوا ہے جبکہ ہماری کمپنی
نے ہی بی انجکشنز کے لئے ایک اور ڈرگ سیدار کرنے والی کمپنی سے
معاہدہ کیا ہوا۔ ہم چلہتے ہیں کہ نذر رائیڈ سرز بیماری کمپنی سے
معاہدہ کر لے۔ ہم اس کے بدالے میں انہیں خصوصی مراعات دے
سکتے ہیں اس لئے میں ان سے بڑس پواست سے ہٹ کر کسی اچھے
ماحول میں بات کرتا چاہتا ہوں۔ آر تھر نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا تو تشوری بی کاتام سن کر ایک پار پھر چونکہ پڑا۔

”ہی بی کیا ہے مسٹر آر تھر۔“ تشور نے جان باد جھوک کر پوچھا۔
”یہ ایک احتیاطی خطرناک بیماری ہے۔ اس بیماری کا مرطیں
اچانک بینائی کھو دیتا ہے اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ جہاں پا کیشیا
میں یہ بیماری احتیاطی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے اس لئے ہم نے سوچا
کہ جہاں اس کی مار کیٹنگ کی جائے۔ آر تھر نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ لیکن میں نے تو اخبارات میں پڑھا تھا کہ یہ بیماری
اچانک پھیلی تھی لیکن پھر اسے کنشوول کر لیا گیا اور اپ تو اکا دکا

رکھ کر بے حد پریشانی ہوتی تھی کہ بے شمار لوگ اس بیماری سے اندر ہو گئے تھے اور ان میں سے زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو اس بیماری کا احتیاطی ہنگامہ علاج کسی طرح بھی انورودی نہ کر سکتے تھے۔ اس نے سوچا کہ وہ جا کر نزیر اینڈ سٹریٹ سے بات کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس وقت تمام بڑیں ادارے بند ہو گئے اس لئے اس نے سوچا کہ وہ اپنے فلیٹ پر جا کر جو یا کو اس پارے میں رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے خود ہی جو یا کے فلیٹ پر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ جتنا پھر دارالحکومت پہنچ کر وہ چلدی ہیں بدنگ میں پہنچ گیا جس میں جو یا کا فلیٹ تھا۔ اس نے کار پارک میں روکی اور اسے لاک کر کے وہ سری ہیں چھٹا ہوا دوسرا منزل پر آگیا جہاں جو یا کا فلیٹ تھا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ تشورنے کال بیل کا بیٹن پر لک کر دیا۔

“کون ہے؟” ذور فون سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

“میں تشورن ہوں جو یا۔” تشورنے کہا۔

“تم۔ اچھا۔” دوسری طرف سے قدرے حریت پھرے لجئے میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر جو یا ہو گدھ گئی۔

“آقہ۔” جو یا نے اسے ٹوڑے دیکھتے ہوئے ایک طرف بٹ کر گہا۔ اس کے پھرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ تشورن اندرون اخلي ہوا تو جو یا نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں سٹنگ روم میں آ

کمپی نے اس انجمن کی قیمت تصفیہ کی ہے اور مال بھی باائل ادا سنتوں والی کمپنی جیسا ہے۔ نزیر علی صاحب اگر تعاون کریں تو ہم بھی اس بیتے ہوئے دریا سے کافی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ آرٹھر نے اس بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

“یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح بہاں کے لوگوں کو بھل کے مقابلے میں آدمی قیمت پر علاج میر آجائے گا۔ تشور نے سکراتے ہوئے کہا۔

“ہاں۔ آرٹھر نے اشیات میں سرطاتے ہوئے کہا۔

“لیکن مسٹر آرٹھر۔ کیا ایسا بھی کوئی طریقہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے سامنے آئے بغیر اس بیماری کو ہرے ہمانے پر پھیلایا جاسکے۔ تشور نے کہا۔

“مجھے تو معلوم ہیں۔ بہر حال ہو گا۔ لاڑ سنتوں کمپنی ایسے محاذات میں بے حد تیز ہے۔ وہ ہرے ہرے ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کو بیماری معاویتے دے کر ایسے طریقے تکالیش کر لیتی ہے۔ آرٹھر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تشور نے اشیات میں سرطاتے اور پھر تھوڑی در بعد وہ ان سے اجازت لے کر ہاں سے نکلا اور کارے کر دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے دہن میں یہ سن کر ہی پریشانی کی ہر س اختر ہی تھیں کہ یہ بیماری ایک بار پھر پاکیشیا میں پھیلاتی جا رہی ہے۔ ہبھٹے بھی جب اس نے ایکسلو کے حکم پر ہسپتالوں میں جا کر اس بیماری کے اعداد و شمار انکھے کئے تھے تو اے

یہ اپنی توہین محسوس ہوئی تھی۔
میں خواہ مخواہ عوام کے غم میں دیلا رہا ہوں۔ ہوتے ہیں
انھے اوگ تو ہوتے ہیں۔ سور نے بڑبڑتے ہوئے کہا لیکن
اسی لمحے فون کی گھٹنی بچ انھی تو سور نے چونک کر پا تھے پڑھایا اور
جو راتھا یا۔

یہیں۔ سور بول رہا ہوں۔ سور نے لگوئے ہوئے لجے
ہیں کہا۔
جو یا یا بول رہی ہوں۔ تم کیا کہے آتے تھے۔ دوسری طرف
جو یا یا نے کہا۔
کچھ نہیں۔ سور نے جھٹکے دار لجے میں کہا اور اس کے

ساتھ پر سیور رکھ دیا۔ سور کو اب جو یا پر بے حد سخت آرہا تھا پھر وہ
انھا اور ریزپریزیریٹری طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس میں سے جو س کا
ایک بڑا ذوب نکالا اور اسے لا کر میر پر رکھا اور پھر اس نے ریکھت
کشرون اٹھا کر فی دی آن کیا۔ فی پر کوئی فلم لگی ہوئی تھی۔ اس
نے وہ فلم دیکھنے کے ساتھ ساتھ جو س سپ کرتا شروع کر دیا لیکن
تمہاری در ب بعد فون کی گھٹنی ایک بار پھر بچ انھی تو اس نے ریکھوت
کھڑکی سے فی دی کی آواز کم کی اور پھر پا تھے پڑھا کر ریسیور اٹھا یا۔

لیکن۔ سور بول رہا ہوں۔ سور نے کہا۔

صفدر بول رہا ہوں۔ سور۔ تم وہیں فلیٹ پر ہو۔ میں اور جو یا
تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ دوسری طرف سے صفتدر کی آواتر

گئے۔

اس وقت آنے کا مقصد۔ جو یا نے کری پر یتھے ہوئے
اہتاںی خٹک لجے میں کہا۔
کیوں۔ کیا مطلب۔ کیا اس وقت تمہارے فلیٹ پر آنا منسون
ہے۔ سور نے چونک کر اور حریت بھرے لجے میں کہا۔
دیکھو سور۔ تم میرے ساتھی ہو اور مجھے معلوم ہے کہ تمہارا
کروار بے لچک ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس پلٹنگ
کے تمام فلیٹ رہائشی ہیں اور میں یہاں اکیلی رہتی ہوں اس لئے شام
کے بعد رات کو یہاں کسی مرد کا آنا میرے تزویک لعلت بات ہے۔
جو یا نے خٹک لجے میں کہا۔

اوہ۔ آتی ایم سوری۔ میرے ذہن میں تو یہ خیال ہی تھیں آیا
تھا۔ نجحیک ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ سور نے ایک جھٹکے سے
انھتھے ہوئے کہا۔

اب آگئے ہو تو یمنھو اور مجھے بتاؤ کہ تم کیوں آئے ہو۔ جو یا
نے کہا۔

نہیں۔ سوری میں جو یا۔ میں فون پر بات کر لوں گا۔ سور
نے اکھوئے ہوئے لجے میں کہا اور تیزی سے مژکر یہ دلی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ اس کا مودا آف ہو چکا تھا اور پھر پتند کیوں بعد وہ کار
میں یتھا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گواہ احساس تھا
کہ جو یا نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے لیکن اسے بہر حال اس بات

۔ کیا مطلب ۔ تصور نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔
۔ مس جو بیا تمہارے غصے سے خوفزدہ تھی ۔ اسے خدا شہ تمہارے
ہیں تم اسے فلیٹ میں داخل ہونے سے منع کر دو ۔ صدر
۔ کہا تو تصور بے اختیار ہنس پڑا۔

۔ کیے ہو سکتا ہے ۔ تصور نے اس پار قدرے صرت
بھرے لجھے میں کہا۔ شاید صدر کی اس بات نے کہ جو بیا اس سے
خوبزدہ تھی اس کی مردانہ انا کو تسلیم ہبھائی تھی اس لئے اس کے
ہن پر تھایا، واغصہ لفٹ غائب ہو گیا تھا اور پھر وہ تینوں شنگ
وہم میں ہٹ گئے۔ تصور انہیں یمنہ کا اشارہ کر کے ریفریجریٹر کی
درپ بڑھ گیا۔ اس نے دو جوں کے ڈبے ٹکالے اور ایک ایک ڈبے
چکے سامنے رکھ دیا۔

۔ تم نہیں لو گے ۔ صدر نے کہا۔

۔ میں نے ابھی پیا ہے ۔ تصور نے جواب دیا۔
۔ اب تمہارا موڈ نھیک ہو گیا ہے۔ اب ہماقہ کہ تم کیا کہنے آئے
تھے میرے لیٹ پر۔ جو بیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تصور نے
اپنی شبستان جاتے سے لے کر وہاں آر تھا، اس کی یہوی اور مشریع
وہی آمد اور ان کے ساتھ ہونے والی تمام گلکو دوہرا دی۔

۔ تمہارا مطلب ہے کہ یہ بیماری واقعی مصنوعی طور پر پھیلاتی جا
رہے۔ جو بیا نے کہا۔

۔ بال۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا۔ لیکن ہمارا خیال تمہارے
کہا تو جو بیا مسکراتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔

۔ سنائی دی۔

۔ کیوں ۔ تصور نے پونک کر کہا۔

۔ مجھے مس جو بیا نے فون کر کے سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم نے
شاید مس جو بیا کی بات کو اپنی ذاتی توہین سمجھا ہے جبکہ مس جو بیا کی
بات درست تھی۔ ہمیں خود اس کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔ صدر
نے کہا۔

۔ تو کیا اب جو بیا کا رات کے وقت کسی مرد کے فلیٹ میں آتا
انخلاطی لحاظ سے درست ہو جائے گا۔ تصور نے بگڑے ہوئے لجھے
میں کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

۔ تم ذاتی شدید غصے میں ہو۔ سبھر حال نھیک ہے۔ ہم آرہے
ہیں پھر تفصیل سے بات ہو گی۔ دوسرا طرف سے صدر نے کہا
اور ساتھ یہ رایطہ ختم ہو گیا تو تصور نے منہ بنتے ہوئے رسپور رکھ
دیا۔ پھر تصوری در بعد کال جیل کی آواز سنائی دی تو تصور اٹھ کر بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ صدر اور جو بیا آتے
ہوں گے اس نے بغیر کچھ پوچھے کندھی کھول دی لیکن باہر
صرف صدر کو دیکھ کر وہ بے اختیار ہونک پڑا۔

۔ کیا مطلب۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ جو بیا بھی آرہی ہے۔ پھر۔

۔ تصور نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

۔ آجائیں مس جو بیا۔ صدر نے سائیلی کی طرف گردن کر
کے کہا تو جو بیا مسکراتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔

جو لیا تے

فَاعْلَمَ بِهِ الْجَيْفُ كَمْ لَيْسَ هُنَّ بِهِ
بَوَابٌ دِيَّا۔

• یعنی ہے جیف نے اس میں بھر پور اثرست لیا تھا۔ — تشور
لے کہا۔

— تم نے سنا تھیں کہ عمران اس میں اثرست لے رہا تھا۔ — صدر
لے کہا۔

• یعنی کیا جیف عمران کا ماتحت ہے کہ اگر اس نے اثرست لیا تو
جیف نے بھی اثرست لے لیا۔ — تشور نے بگڑے ہوئے لجھے میں
کہا۔

• یوں سکتا ہے کہ جیف کو اعلیٰ حکام کی طرف سے درخواست کی
گئی ہو۔ عمران کے بارے میں تم جلتے تو ہو کہ سلطان جسے اعلیٰ
ہدیدار کو بھی وہ انگلیوں پر تچاڑا رہتا ہے۔ — صدر نے کہا اور بھر
جس سے ہے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تشور
لے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

— تشور بول رہا ہوں۔ — تشور نے اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔
• اعلیٰ عمران ایم ایس سی۔ — ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور
اوٹوک درائی سے اطلاع ملی ہے کہ مس جو لیانا فڑ واٹر تمہارے
لیٹ پر موجود ہے اور مجھے حکم ملا تھا کہ میں کوچھ رقیب میں سر کے
لیں چل کر جاؤں۔ — عمران کی زبان روشن ہو گئی۔

— آنا چاہو وہ تو آ جاؤ ورنہ تمہاری مرضی۔ — تشور نے خشک لجھے

اس پر کنشروں کر دیا گیا ہے لیکن وہ آر تھر بتا رہا تھا کہ یہ بھماری اب
پورے پاکیشیا میں اہتمائی تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی ہے اور اس سے
تک کہ دوسری کمپنی اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے میدان میں
کوڈنے کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ — تشور نے کہا۔

• میں جیف سے بات کرتی ہوں۔ یہ اہتمائی اہم بات ہے۔ — جو لیا
تے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے شیر پر میں کرنے
شروع کر دیتے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا یشن بھی پر میں کر دیا۔
— ایکسٹر۔ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جیف کی
محصول آواز سنائی دی۔

— جو لیا بول رہی ہوں جیف۔ — تشور کے قیث سے۔ — جو لیا
نے کہا۔

• کال کیوں کی ہے۔ — جیف نے سرد لجھے میں کہا تو جو لیا نے
ساری تفصیل بتا دی۔

• عمران نے اپنے طور پر اس کس کو ڈیل کیا تھا۔ یہ کس
سیکرٹ سروس کے دائیہ کار میں نہیں آتا۔ میں عمران کو فون کر کے
تمہارے بارے میں بتا رہا ہوں۔ اگر وہ اب بھی اس میں اثرست
لینا چاہے گا تو تم سے بات کر لے گا۔ — دوسری طرف سے تک
لجھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ قائم ہو گیا تو جو لیا نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کھو دیا۔

— جیف نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا۔ — صدر نے کہا۔

میں جویا نے جذبائیت پر گلشنول کر لیا ہے۔ صدر نے
وار اجواب دیتے ہوئے کہا۔

“صدر درست کہہ رہا ہے۔ مجھے اب احساس ہو گیا ہے کہ میں
دشمن کی جذبائی ہو جاتی تھی۔ اب ایسا نہیں ہے۔” جویا نے
پاٹ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
کمال ہے۔ میرے خیال میں تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔ تصور
لے کہا۔

“کیوں۔ کیا مطلب۔ کیوں ناممکن ہے۔” جویا نے پونک
لے کہا۔

اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے اور جو کچھ ہوا ہے ایچھا ہوا
ہے۔ صدر نے کہا تو تصور ہوت بمحض کرت خاموش ہو گیا۔ پھر
تریاں میں مت بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو تصور اٹھنے لگا۔

تم یہ میو۔ میں دروازہ کھوتا ہوں۔” صدر نے کہا اور انہوں کر
تیل سے چیزوںی دروازے کی طرف چڑھ گیا۔

میں جویا۔ کیا واقعی آپ نے اپنے آپ پر گلشنول کر لیا ہے۔
تھوڑے صبر بھرے لجھے میں کہا۔

“ہاں اور اب مزید یہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔” جویا
لٹک لجھے میں کہا تو تصور نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
کہہ کے پھرے پر الحسن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

آپ تو سر کے بل چل کر آئے ہوں گے لیکن آپ کے بال تو

میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

“یہ شخص بغیر بکواس کئے بات ہی نہیں کر سکتا۔” تصور نے
منہ پتا تے ہوئے کہا۔

“غمran کا فون ہو گا۔” صدر نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ
اس بار تصور نے لاڈر کا پیش پرس نہ کیا تھا اس لئے وہ دوسری طرف
سے آنے والی آواز سن سکتے تھے۔

“ہاں۔” تصور نے جواب دیا۔

“کیا کہہ رہتا تھا۔” صدر نے کہا۔

“کہہ رہتا تھا کہ رقب کے کوچے میں سر کے بل چل کر آ سکتا
ہوں۔” تصور نے مت بتاتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار کھلکھلا
کر ہنس چڑا۔

“یہ شخص ہمیشہ ٹیکھا ہی رہے گا۔” جویا نے مت بتاتے
ہوئے کہا تو تصور بے اختیار پونک چڑا۔ اس کے پھرے پر یقینت
ایتنا حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ یہ بات تو اس کے
تصور میں بھی نہ تھی کہ جویا گمran کے بارے میں ایسے دیوار کس
پاس کر سکتی ہے۔

“میں جویا۔ میں نے گوس کیا ہے کہ کچھ عرصے سے تمہارا روپ
اور انداز گمran کے بارے میں خاصاً بدل گیا ہے۔ اس کی وجہ کیا
ہے۔” تصور نے اپنی عادت کے مطابق کھل کر بات کرتے ہوئے
کہا۔

مران نے بارہ تھیں آتا اور معاملات بے حد بگرد بھی سکتے ہیں۔
چجے چیف نے تفصیل بتا دی ہے۔ لیکن تنور اس آر تھر کو فیں
چھوڑ کر واپس آگیا۔ اب اسے کہاں تلاش کیا جائے۔ عمران نے

لیا۔ تم ہے بتاؤ عمران کے پہلے تو اس کیس میں چیف نے گپری دلپیں
لے چکیں اور سنائے کہ گنجوں کو پسند نہیں کیا جاتا اس لئے بھروسی
نہیں۔ لیکن اب اس نے کہا ہے کہ پہلے بھی اس کیس میں چھارا
ٹھرت تھا اس لئے وہ جھیں کہہ دیتا ہے کہ اگر تم اثرست لو تو
صیک ہے ورنہ وہ خود اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کی کیا
ہوئی چلائے۔

جو یا نے اہتمامی سمجھیدہ بچے میں کہا۔
پہلے چیف کا ایک عین اچانک اس بیماری کا شکار ہو گیا تھا اور
چارہ غریب آدمی تھا اس لئے چیف کو اپنی ذاتی حیثیت سے اس کا
درج کرنا پڑا اور جھیں مظلوم ہے کہ چیف سے بڑا گنجوں ابھی اور
لی پیدا نہیں ہوا اس نے اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ بیماری اس کے
تم ہر دوں میں نہ پھیل جائے اس نے اس نے اثرست لیا جسکے
اس نے تمام عین دوں کو صاف کہہ دیا ہے کہ اب وہ اپنا
دراست خود کریں۔ اس نے اب اسے اس معاملے میں کوئی
مبت شہیں ہے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

چیف کے عین وغیرہ کہا رہتے ہیں۔ جو یا نے چونک کر

ظاہر ہے دانش مزول میں ہی رہتے ہوں گے۔ میں نے تو چیف

درست حالت میں ہیں۔ دروازہ کھولنے کے بعد سلام جواب کے
بعد صدر نے کہا۔

وہ میں نے تو سر پر ہمہنے والی جو یا نے بہت تلاش کیں تھیں
اسی جو تی ہی نہ ملی اور مجھے سرچل کر آئے کے بعد ظاہر ہے مجھے کتنی
ہوتا پڑتا اور سنائے کہ گنجوں کو پسند نہیں کیا جاتا اس لئے بھروسی
نہیں۔ عمران نے بڑے کے سے بچے میں جواب دیتے ہوئے کہ
تو صدر بے اختیار اس پڑا۔

ماشا۔ اللہ۔ ماشا۔ اللہ۔ چشم بددور۔ ہم بھائی میں اسی ہی محبت
ہوئی چلائے۔ سا ہے پچھلے زمانے میں ہم بھائیوں میں ہری محبت
ہوئی تھی۔ لیکن اب تو زماں ہی بدلتا گیا ہے۔ لیکن پچھلے زمانے کا
ایک نکونڈ تو موجود ہے۔ عمران نے سٹک روم میں داخل
ہوتے ہوئے کہا۔

بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تنور نے بڑے
ہوئے بچے میں کہا۔

ارے۔ ارے۔ میں تو تمہاری تعریف کر رہا ہوں اور تم ہم
بھائی کے رشتے کو ہی بکواس کہہ رہے ہو۔ کیا زماں آگیا ہے۔ کیوں
صدر۔ عمران نے کہا تو صدر بے اختیار اس پڑا جیکے جو یا
خاموش یہیں ہوئی تھی۔

عمران صاحب۔ ہی بی کے بارے میں تنور کے پاس اہتمامی اہم
اطلاع ہے۔ صدر نے جلدی سے کہا کیونکہ اسے مظلوم تھا ک

یوں کہا کرو کہ تم سے تو بات کرنا ہی تصور ہے۔ — عمران
حققت کی جگہ تصور کا لفظ لگاتے ہوئے کہا۔
بس وہی بکواس۔ اگر تم میرے فلیٹ میں موجود ہوئے تو
میں تھیں گولی مار دتا۔ تصور نے یکجنت پھٹ پڑتے والے بچے
میں کہا۔

عمران صاحب۔ کیا واقعی سی بی بیماری دوبارہ تیری سے پھیل
رہی ہے۔ صدر نے جلدی سے موضوع بدلتے کی گوشش
کرتے ہوئے کہا۔

یہ واقعی میرے لئے بھی بھی اطلاع ہے۔ میں نے سرسلطان سے
بات کی تھی۔ سرسلطان نے وزارت صحت کے ایک ایماندار سیکشن
امیر کو بلال کر اس سے اس بارے میں تجوید طلب کیں تو اس سیکشن
امیر نے بتایا کہ ملٹی نیشن کپیلوں اہتمائی خوفناک بیماری کا خوف
پھیلا کر اور داکٹروں کو تخفے وغیرہ دے کر سینیٹر کراتی ہیں۔
بلیکر اور پرنسٹ میڈیا پر اس بیماری کو اہتمائی خوفناک انداز میں
پھیلا جاتا ہے۔ بلیکر یہ سب کچھ عوام کو اس بیماری سے آگاہی اور
حکما کے لئے کیا جاتا ہے لیکن دراصل اس کا مقصد اس بیماری کا
اس قدر خوف عوام پر طاری کرنا ہوتا ہے کہ لوگ اس بیماری سے
خوفناک کے لئے اہتمائی مہنگا علاج کرائیں۔ اس طرح اس ملٹی نیشن
کی کاپن کا بزرگ ہے حد بڑا جاتا ہے۔ میں یہ بات اس کے لئے بھی بھی
تھی کہ کوئی کیس وغیرہ ہوا میں پھیلا کر مصنوعی طور پر بیماری کو

سے کہا ہے کہ مجھے دانش منزل کی صفائی کا ثحیک دے دے مار
ہمیشہ کے لئے چیف کی اس کے عزیزوں سے چان چھوٹ جائے میں
لیکن چیف مانتا ہی نہیں۔ دراصل اسے نظرہ ہو گا کہ کہیں وہ خود
بھی اس صفائی کی زد میں آکر کاربوریشن کے کسی گلو میں پڑا تیر ہو۔
عمران کی زبان رواؤ ہو گئی۔

کیا۔ کیا اکہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ جو یا تے اہتمائی حیرت
بھرے بچے میں کہا۔ اس کا بچہ بتا رہا تھا کہ اسے واقعی عمران کی بات
بکھر میں نہیں آئی۔

ارے۔ حیرت ہے۔ تم ڈپی چیف ہو کر یہ بات نہیں کہو
لکیں سچو ہوں کی صفائی پے حد ضروری ہوتی ہے درد خامون بھی
پھیل سکتا ہے۔ عمران نے جواب دیا تو صدر پے اختیار کھلکھل کر
کرہنس پڑا۔

شٹ اپ۔ جو یا تے عمران کی بات کا مطلب بھجتے ہوئے
اہتمائی خصیلے بچے میں کہا جیکہ تصور نے ہوئے بھیج رکھے تھے۔ شاید
وہ میریان ہونے کی وجہ سے کچھ کہنے سے باز رہا تھا۔

ارے۔ ارے۔ اس میں غصہ کھانے والی کیا بات ہے۔ ہلوں
میں چھپ کر رہنا اسی مخلوق کا ہی وطیہ ہوتا ہے۔ عمران نے
کہا۔

تم سے بات کرنا ہی جماعت ہے۔ جو یا نے بھتائے ہوئے
لئے میں کہا۔

عمران صاحب - یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں - کیا کوئی مجرم
گروپ ہو گیا کوئی غیر ملکی تنظیم ہو گی۔ صدر نے کہا۔
سیرا خیال ہے کہ کوئی مقامی گروپ ہو گا۔ لیکن اصل بات ہے
کہ اس کا کیوں کیے ٹے گا۔ عمران نے کہا۔
اس نذر اینڈ سز کے نذر علی کو پکو کر اس سے سب کچھ اٹکوا یا
جاتا ہے۔ تحریر نے تیز لمحے میں کہا۔

چیف نے نذر اینڈ سز کی تفصیلی چینگ کرائی ہے۔ وہ اس
محلے میں ملوث ثابت نہیں ہوئے۔ وہ صرف ادوبیات اپورث
کرتے ہیں اور پھر پورے پاکیشیاں قروخت کر دیتے ہیں۔ ان کی
فون کا یہ بھی چیک کرائی گئی ہیں لیکن سوائے ہنس کے کوئی
مشکوک کال ٹکی گئی اور نہ رسیو کی گئی۔ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

سیرا خیال ہے عمران صاحب اس لارڈ کمپنی کا مانتدہ ہیں ہیں
اس قسم کے چکر میں ملوث ہو گا۔ صدر نے کہا۔

اس کا نام جیکس ہے ہرچیز نے اس کی بھی نگرانی کرائی ہے
لیکن کوئی مشکوک بات سامنے نہیں آئی۔ عمران نے کہا اور پھر
اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس نے چونکہ کر اس اندرا
میں سرطاں یا جیسے کوئی بات اچانک اس کے ذہن میں آئی ہو۔ اس
نے ہاتھ بڑھا کر فون کار سیور الٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے
کے شروع کر دیتے۔ آخر میں اس نے لاڈوڑ کا ٹشن بھی پریس کر دیا۔

پھیلایا جا سکتا ہے اور یہ بات بھی اسی سیکش آفیسر سے معلوم ہوئی
کہ سیکرٹری وزارت صحت، ڈپٹی سیکرٹری، اسٹٹ سیکرٹری اور
سیکش آفیسر زمک سب لوگ ان ملنی تیشل کہیوں سے بھاری
روقات بطور تحد وصول کرتے ہیں اور پھر انہیں من مانی قیمتیں
مقرر کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں اور قانون کا پیٹ بھرنے کے
لئے اس میں خام مال، نیکسز اور ڈیوٹیز کی بات لکھ دیتے ہیں جس پر
سرسلطان نے وزارت قانون کے سیکرٹری کو طلب کیا اور پھر ان سے
مشورہ کر کے مسودہ قانون سیار کرنے کا حکم دے دیا۔ جس سے ان
قیاستوں کو قانونی طور پر روکا جاسکے۔ یہ قانون سیار ہو کر پارلیمنٹ
میں پیش ہو گا اور پھر ضروری ترجمہ کے بعد یہ ملک بھر میں تائید ہو
جائے گا۔ اس کے بعد ایسے معاملات کا اعادہ نہ ہو سکے گا اس لئے میں
بھی مطمئن تھا اور جب میں نے تمہارے چیف کو رپورٹ دی تو وہ
بھی مطمئن ہو گیا۔ لیکن اب تحریر نے ہوا اطلاع دی ہے وہ واقعی
امتحانی تشویش ناک ہے۔ اگر یہ بھاری پورے ملک میں پھیلائی جا
رہی ہے تو پھر یہ امتحانی خوفناک ہرم ہے۔ اس کے مرشیب افراد کو
نہ صرف گرفتار ہونا چاہیے بلکہ انہیں ہم تاک ہے ملنی چاہیے۔ بعد
اوگ دولت کی لائی میں سینکڑوں لاکھوں لوگوں کو اندر ہے پن کا
شکار کر رہے ہیں۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا
اور آخر میں اس کا بھی اس قدر سرد ہو گیا تھا کہ دہان میں وجود سب افراد
کے جسموں میں سردی کی بھری ہی دولتی چلی گئی۔

پڑگرام بناتا پڑے گا ورنہ بے چارہ سکول عقل کا ماتم کده ہن کر رہ
جائے گا۔ ارباب نے بہت ہوئے کہا تو اس کے خوبصورت
بھواب پر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
ایک بار یہ خوفناک واقعہ روئنا ہو چکا ہے۔ عمران نے
ہنسے ہوئے کہا۔

کون ساخوفناک واقعہ۔ ارباب نے چوتھک کر اور قدارے
حریت بھرے لجھے میں کہا۔ اس کا بھرہ سارہ تھا کہ وہ واقعی عمران کی
بات کا مطلب نہیں کچھ سکا۔

بھی سکول سے نکلتے والا اور جتوں بے چارہ حق سکول سے
نکل کر سیہا صحرائیں لیلی لیلی پکارنے لکھ گیا اور آج تک یہ پکار صمرا
سے آرہی ہے۔ عمران نے کہا تو اس بار ارباب بے اختیار قہترے
ٹاکر رہ گیا کیونکہ وہ عمران کا مطلب کچھ گیا تھا۔

چھس آپ صمرا کی بجائے سو تینر لیستہ لکھ جائیں گے۔ بات تو
ایک ہی ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو لاوڈر پر ارباب کی
پیٹ پھونک سارے ساتھی سن رہے تھے اس لئے جو یا اور تشویر دونوں
پھونک پڑے۔

اے۔ اے۔ اس موسم میں سو تینر لیستہ جا کر میں نے اندھا
ہونا ہے۔ سناء ہے وہاں برف پر جب سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو سی
لی کی بیماری نے لجھے دیوچ لیتا ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ سی بی
کا علاج اس قدر مہنگا ہے کہ اچھے بھلے چوکڑی بھول جاتے ہیں اور میں

”ارباب بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے رسیور المختار
ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی تو صقدر حسن اور جو یا تینوں چونک
پڑے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ارباب اپنی بیوی لیلی کے ساتھ مل کر
سہماں تھری کا بیٹ ورک چلاتا ہے اور بھلے بھی کہی بار عمران مختصر
معاملات میں ان کی مدد حاصل کر چکا تھا۔

”اے کمال ہے۔ یہ سامس بھی نجاتے کیا کیا گل کھلاتے گی۔“
بھلے ریباب بجا کرتے تھے اب بولتے والے ریباب بھی آگئے ہیں فون
پر۔ عمران نے حریت بھرے لجھے میں کہا تو دوسری طرف سے
بولتے والا بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ لگتا ہے آپ کے چیف کو کہا پڑے گا کہ آپ کو
دوبارہ کسی اچھے سے سکول میں داخل کرادیں تاکہ آپ کو ریباب اور
ارباب میں فرق معلوم ہو سکے۔“ دوسری طرف سے ارباب نے
ہنسے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا واقعی۔ ریباب اور ارباب میں فرق ہوتا ہے۔ کمال
ہے۔ میں تو کچھا تھا کہ یہ الف ریباب کے ساتھ اس لئے لگا دیا جاتا
ہے تاکہ الف کی مدد سے ریباب کو بجا بجا جاسکے۔ غاہر ہے الف سے
الٹکیاں رٹتی کئے بغیر ریباب کو بجا بجا سکتا ہے۔“ عمران نے
محضوم سے لجھے میں کہا تو دوسری طرف سے ارباب بے اختیار ہنس
پڑا۔

”اب آپ کو سکول داخل کرنے کی بجائے سکول سے نکلنے کا

اوہ - مگر ماحولیات کی گاریاں اس اچانک جرم میں ملوث تھیں اور اس کا سپرنٹنٹ اور اسٹٹٹ سپرنٹنٹ بھی - وہی بیٹھا تھا کہ اس انداز کے پیٹ - عمران صاحب - میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس انداز کے ہرام بھی ہوتے ہیں۔

میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے ارباب کہ ایک بار تم نے مجھے ہبہ تھا کہ ملکی سلامتی کے معاملات میں تمہیں بھی شریک کر دیا کروں - اب پوزیشن یہ ہے کہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ یہ بیماری ڈھنم ہونے کی وجہے اچانک پورے پاکیشیا میں تحریک سے پھیل رہی ہے جبکہ اب مگر ماحولیات کی گاریاں بھی یہ کام نہیں کر رہیں اور سڑل اشیلی جنس بھی سب سے پتوکنا ہے لیکن ایسا کوئی کلیوڈہ شریک نہیں کر سکے - اس کا مطلب ہے کہ مجرموں نے اپنا طریقہ کار بدال دیا ہے - اب وہ کسی ایسے طریقہ کار پر عمل پر ایس جو سلمتی تھیں آ رہا - کیا تم اس سلسلے میں کام کر سکو گے - عمران نے کہا -

ومران صاحب - کچی بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں کوئی پیشادی کلیوڈہ نہیں آ رہا - آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی مقامی گروپ یہ کام کر رہا ہو گایا کوئی ساتھ دان اس میں ملوث ہو گا - کیا ہو رہا ہو گا - ارباب نے کہا -

میں نے اس بیماری کے ایک بہت بڑے ماہر شوگرانی ڈاکٹر ہوٹنک سے ملاقات کر کے تفصیلی ڈسکس کی ہے - ان کے مطابق اگر مصنوعی طور پر اس پھیلایا جائے تو اس کے لئے لازماً کوئی گیس

یہ چارہ مقلس و تلاش تو سفید چوری غریبے کے بھی قابل نہیں ہوں۔ عمران نے اپنے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا -

اوہ - آپ اس سی بی بیماری کے بارے میں بات کر رہے ہیں جس کا ان دونوں پاکیشیا میں بہت پڑھا ہے - ہر طرف اس بیماری سے تحفظ کی باتیں، ہو رہی ہیں اور لوگوں کو اس سے بچاؤ کے طریقے بتائے جا رہے ہیں۔ ارباب نے سخینہ ہوتے ہوئے کہا - باں - اور سب سے بڑی ستم ہر لمحی تو یہ ہے کہ یہ بیماری باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ پاکیشیا میں پھیلانی جا رہی ہے - عمران نے کہا -

کیا - کیا کہ رہے ہیں آپ - یہ بیماری منصوبہ بندی کے تحت پھیلانی جا رہی ہے جبکہ صیراً خیال ہے کہ تمام سیستاروں، الیکٹریک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ بیماری کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ہو رہا ہے - ارباب نے حریت بھرے لجھے میں کہا -

اس کا مطلب ہے کہ جہارا یتھ درک سرف چھوٹی چھوٹی پھیلوں کے لئے ہے جو عام سے جرام کرتی ہیں۔ عمران نے متاثتے ہوئے کہا -

اوہ عمران صاحب - آپ جس انداز میں بات کر رہے ہیں اس سے قاہر ہوتا ہے کہ آپ سخینہ ہیں۔ ارباب نے کہا تو عمران نے اسے خنقر طور پر ساری تفصیل بتا دی -

ہاں۔ تھوڑے تم اور جو بیان تینوں مل کر یا اگر جو لیا چاہے تو وہ سے ممبران کو بھی شامل کر لے اور مجرموں کو شریں کرنے کے لئے کام کرے تو مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی کلیو لائیں مل جائے عمران نے کہا اور انہوں کھوا پسوا۔

ٹھکریہ عمران صاحب۔ اب ہم جلد ہی ان مجرموں کا سرانجام لے گئے۔ صدر نے بھی انتخاب ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی تحریر اور جو بیان بھی انہوں کھراے ہوئے۔

سیاہ تم اس پر کام نہیں کرو گے۔ جو بیانے اہم ترین سنبھالیں گے۔

میں کیسے کام کر سکتا ہوں میں جو بیان اپنیف نے مجھے چھکی دیئے گئے تو اس میں دلچسپی نہیں لی۔ عمران نے مت ہتھے ہوئے کہا اور تیزی سے بیج ونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور وہ تینوں ڈاؤٹھیں کھراے رہے۔

میٹھو۔ ہمیں اس طبقے میں اپنے طور پر کوئی لا جھ عمل طے کر پیدا چاہئے۔ جو بیانے عمران کے جانے کے بعد کہا تو صدر اور تحریر اپنارہ کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

سیاہ خیال ہے کہ اس انداز میں ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے اس نے عمران صاحب نے ٹائیگر کو اس کام میں استعمال کرنے کی بجائے ارباب کو درمیان میں ڈالا ہے۔ ہمیں اس کا کوئی اور طریقہ ہوتا ہو گا۔ صدر نے کہا۔

یاریز استعمال کرتا پڑتی ہے اور یہ صرف اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے جن کی آنکھوں میں ہٹلے سے ہی سیاہ موئیے کی بیماری کے اثرات موجود ہوں اس لئے یہ بات تو طے ہے کہ سیاہ موئیے کی بیماری کے مریضوں کو باقاعدہ کسی گیس سے نارگ ہتایا جا رہا ہے۔ اس طرح اس بیماری کو پھیلایا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی مقامی جرم گرد پ اس کام میں ملوث ہو۔ بہر حال تھارا یت ورک عام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے۔ تم اپنے یت ورک کو ہدایات دے سکتے ہو کہ پورے دارالحکومت میں ہمیں بھی کسی محلی یا بندی گکہ پر اگر گیس کو ہوا میں شامل کرنے کی کوئی کارروائی ہو رہی ہو تو اس کی جسی اطلاع دیں اور تم مجھے اطلاع دے دو تو مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل جائے گا۔ عمران نے کہا۔

ٹھکیک ہے عمران صاحب۔ اب میں کچھ گیا ہوں۔ آپ نے مجھے اس کام میں شامل کر کے واقعی بمحض احسان کیا ہے۔ جس جلد ہی آپ کو اطلاع دوں گا۔ ارباب نے کہا تو عمران نے اس کا ٹھکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

عمران صاحب۔ آپ نے ارباب کو تھس کام کے لئے گہا ہے وہ تو ہوتا رہے گا لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں خود بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بستھنا چاہئے۔ کوئی کام سلیکٹ سروس کے دائرة کا رہ میں نہیں آتا لیکن ہم اذخود تو کارروائی کر سکتے ہیں۔ صدر نے اہم ترین سنبھالیں لئے میں کہا۔

"چہاراً مطلب ہے کہ بخوبی سے رابطہ کیا جائے۔" تھویر نے
منہ سنتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"چہاری بات درست ہے۔ واقعی بخوبی سے ہی رابطہ کرتا ہو گا۔
لیکن یہ بخوبی امراض چشم کا ایک ماہر ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔
اس کا نام ڈاکٹر رضوان ہے۔ نوہوان ہے اور ابھی حال ہی میں
ایکریکا سے امراض چشم کی اعلیٰ ترین ڈگری لے کر آیا ہے۔ صدر
نے کہا۔

"وہ کیا بتائے گا۔" جویا نے حریت بھرے لئے میں کہا۔

"کم از کم یہ تو بتائے گا کہ کس قسم کی گیس اس ہرم میں
استعمال ہو سکتی ہے۔ پھر اس گیس کے بارے میں تحقیقات کر کے
ہم اصل کلیوکی طرف یہ سکیں گے۔" صدر نے کہا۔

"ویری گڈ صدر۔ تم نے واقعی سپر ایجنت ہونے کا بہوت دے
دیا ہے۔ ویری گڈ۔ آؤ چلیں۔" جویا نے احتیاطی گھسین آمیز لئے
میں کہا تو صدر نے اس کا شکریہ دوا کیا۔

"میں بھی چہارے ساتھ چلوں۔" تھویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ ہبھٹے کوئی کلیو مل جائے پھر جس آگے لے آئیں گے
ورث تم نے تو اس بے چارے کی گردان دہادیتی ہے۔" صدر نے
کہا تو جویا کے ساتھ ساتھ تھویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

آرٹلٹاپنے مخصوص آفس ناکرے میں موجود تھا کہ میر پر پڑے
ہوئے فون کی گھنٹی نیچ اٹھی تو آرٹلٹ نے پاٹھ بڑھا کر رسیور انھا لیا۔
لیکن۔ آرٹلٹ بول رہا ہوں۔ آرٹلٹ نے کہا۔
"جیکن بول رہا ہوں پاس۔" دوسری طرف سے جیکن کی
آواز سنائی دی۔

لیکن۔ کوئی خاص بات۔ آرٹلٹ نے پھونک کر پوچھا۔
"پاس۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ جس ڈبلڈ سے ہم
سار کشم گیس کے سلذذر خریدتے ہیں اس کے پاس چند لیے لوگ
لئئے ایں جن کے قد و قامت اور پوچھ جگہ کا اندراز سرکاری اجتنبیوں جیسا
تھا۔ انہوں نے اس ڈبلڈ سے پوچھا کہ گزشتہ چھ ماہ کے دوران
سار کشم گیس کی ڈیمانڈ میں اچانک کوئی اضافہ ہوا ہے یا نہیں اور
کون سی تجھی پارٹیاں اس گیس کی خریدار بنی ہیں۔ انہوں نے تمام

کسم گیں کی اچانک سیل میں اضافہ کسی کو چوتھا نہ کر دے اس
لئے سارا سیٹ اپ کیا گیا تھا۔ اب یہ اور بات ہے کہ پیٹھالین
انہیں بتایا کہ ایک ماہ پہلے سار کسم کیس استعمال نہیں ہوتی
از کی حیاری میں اتنی مقدار میں سار کسم کیس استعمال نہیں ہوتی
جی غریبی یا تھی ہے لیکن بہر حال وہ پوری طرح مطمئن ہو کر گئے
ہیں اور اب وہ دوبارہ اس پواست پر کام نہیں کریں گے۔ جیکسن
نے کہا۔

”یعنی انہیں یہ خیال کیوں آیا ہو گا کہ سار کسم گیں کو چھیک کیا
لائے جائے یہ عام کیس ہے اور بے شمار کاموں میں استعمال ہوتی
ہے۔ آرتھ نے کہا۔

”میں نے بھی اس پواست پر سوچا ہے بس۔ لیکن سیری سمجھ میں
اپنی بات نہیں آتی۔ جیکن نے کہا۔
”تم اس وقت ہبھاں سے کال کر رہے ہو۔ اچانک آرتھ نے
وہیک کر پوچھا۔

”پہلک فون بونتھ سے بس۔ کیوں۔ جیکن نے پھونک کر
دالپس چلے گئے۔ جیکن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم نے جو سیٹ اپ ہتھیا تھا وہ کام آگیا
ورہ اگر وہ درست نتیجے پر نہیں جاتے تو سب گوپڑا ہو جاتا۔ آرتھ
نے کہا۔

”میں بس۔ مجھے پہلے سے احساس تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔
میں نے مخصوصی ریز سیٹھلاٹ فون رکھا ہوا ہے۔ عام کاموں کے

تفصیلی ریکارڈ طلب کیا۔ اس پر ڈبلڈ نے جب ان کی شاخہ طلب کی
تو انہوں نے سپیشل پولیس کے کارڈ کھادیے جس پر اس ڈبلڈ نے
انہیں بتایا کہ ایک ماہ پہلے سار کسم گیں کی سیل نارمل تھی جیسی
ایک ماہ بعد ایک نئی پارٹی نے رابطہ کیا۔ اس نئی پارٹی کا نام سخنان
کیسیکھر ہے اور وہ روزانہ تک سلندر سار کسم گیں غریب رہ لے گا۔
وہ نے سخنانی کیسیکھر کا پتہ بھی بتا دیا۔ پھر یہ گروپ سخنانی کیسیکھر
کے مالک سخنانی کے پاس ہبھچا تو اس نے انہیں بتایا کہ انہوں نے یہ
کیس اس نے اتنی زیادہ مقدار میں غریب نے کا معابدہ کیا ہے کہ یہ
کیس انڈسٹریل اسٹیٹ کی ایک کیمیکل فرم نے ان سے غریب نے
معابدہ کیا ہے اور تمام سلندر دہاں بھجوائے جاتے ہیں۔ اس کا پتہ نی
کاک کیمیکل انڈسٹری بتایا گیا۔ جتنا پچھے یہ گروپ دہاں ہبھچا تو انہیں
دہاں ریکارڈ کے مطابق بتایا گیا کہ انہوں نے سخنانیں بالآخر بتانے کا
تھا پلاٹ نکالیا ہے اور ان بالآخر کی حیاری کے لئے سار کسم گیں کافی
مقدار میں استعمال ہوتی ہے۔ اس گروپ نے اس پلاٹ کا اور وہ کیا
پیٹھالین بالآخر کی حیاری اور پر ڈکھن کو چھیک کیا اور بہر مطمئن ہو کر
والپس چلے گئے۔ جیکن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم نے جو سیٹ اپ ہتھیا تھا وہ کام آگیا
ورہ اگر وہ درست نتیجے پر نہیں جاتے تو سب گوپڑا ہو جاتا۔ آرتھ
نے کہا۔

”میں بس۔ مجھے پہلے سے احساس تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔

اگر ہمارے ذہن میں خدشات ہیں تو نھیک ہے - الیساہی
آرنلٹ نے کہا۔

شکریہ پاس جیکن نے کہا۔
میں یہ تو معلوم کراو کہ یہ لوگ کون ہیں اور کس پلیاپ پر
کم گیس کی فروخت پر یہ مشکوک ہو گئے۔ آرنلٹ نے کہا۔
یہ پاس میں محلوم کر لون گا۔ جیکن نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

اوکے۔ پھر ایک بیٹھتے کے لئے گیس فائرنگ پنڈ کرو۔ آرنلٹ
نے ایک خویل سائنس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
سیور رکھ دیا۔

یہ پیشل پولیس کو آخر کیے شک پڑا ہو گا۔ الیساہی ہو کہ وہ
میں معاملات تک پہنچ جائیں۔ آرنلٹ نے بڑاتے ہوئے کہا اور
برکاتی دیر تک وہ پیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے رسیور انٹھایا اور تیزی
سے رسیور لیں کرنے شروع کر دیئے۔

میں دوسرا طرف سے لارڈ سمنونا کی مخصوص آواز سنائی
لیں۔

آرنلٹ بول رہا ہوں لارڈ صاحب۔ پاکشیا سے۔ آرنلٹ نے

گیارہ پورٹ ہے۔ دوسرا طرف سے لارڈ نے پوچھا۔
کام ہترن انداز میں ہو رہا ہے چیف۔ لیکن ابھی ابھی جیکن

لے فون استعمال ہوتا ہے جسے بے شک چیک کر لیا جائے تو کہ
کال مشکوک نہ ہو گی۔ جیکن نے جواب دیا۔

”وہی گلڈ جیکن۔ ہمارے اندر واقعی سیکرت ہجتھوں جو
خصوصیات ہیں۔ آرنلٹ نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

شکریہ پاس میں نے اس نے فون کیا ہے کہ آپ کو اس
معاملے کی رپورٹ بھی دے سکوں اور ساتھ ہی پوچھے اون کہ کیون
نہ ایک بیٹھتے کے لئے سار کم گیس کا استعمال بند کر دیا جائے
جیکن نے کہا۔

”بند کر دیا جائے۔ کیوں۔ آرنلٹ نے چونک کر کہا۔

”یاں۔ اس نے کہ مجھے محلوم ہے کہ سرکاری لیکیٹ اس ق
آسانی سے مطمئن نہیں ہوا کرتے۔ وہ لازماً اس کی تہ تک ہنگ
گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس فیکٹری کی تگرانی کریں اور ہمارے اس
گروپ کو پکڑ لیں جو دہان سے گیس سلفر لے کر انہیں فائز کرتے
ہیں۔ اس طرح سار اصحاب ملئے آجائے گا۔ جیکن نے کہا۔

”لیکن پھر تو کام کی رفتار کم ہو جائے گی جیکد ابھی نارگیں میں
مکمل نہیں ہو۔ آرنلٹ نے کہا۔

”آپ چیف ہیں۔ میں نے تو جو کچھ سوچا آپ کو بتا دیا۔ آپ اب
بھی حکم دیں۔ لیکن سر اذاتی خیال ہے کہ ہمیں ایک بیٹھتے سے کوئی
خاص فرق نہیں پڑے گا۔ دوسرے شہروں میں تو کام ہو رہا ہے۔
جیکن نے کہا۔

ے رابطہ کر رہا ہے۔ وہ سنتے داموں یہ انجکشن فروخت کرنا چلہتے
لارڈ نے کہا۔
اوہ۔ اس کا مطلب ہے لارڈ کہ وہ ہماری محنت سے فائدہ اٹھانا
پہنچے ہیں۔ آرٹلڈ نے کہا۔

ہی۔ اب ایک ہفتہ جب سیل ڈاؤن ہو گی تو وہ لوگ خود ہی
یوں جائیں گے۔ لارڈ نے کہا۔
میں لارڈ۔ یہ واقعی ہستر ہے گا۔ آرٹلڈ نے کہا اور پھر
دیگر طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے بھی ایک طویل
ہس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

نے کال کر کے ایک خدشے سے آگہ کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آرٹلڈ
مک بھی یہ خدشہ ہمچا دیا جائے۔ آرٹلڈ نے کہا۔
کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ لارڈ نے تیز لمحے میں کہا تو آرٹلڈ
نے جیکسن سے ہونے والی تمام بات دوہرا دی۔

ہوتے۔ جیکسن درست کہ رہا ہے۔ اس کا خدشہ درست ہے۔
سارے کسم کیس ایسی کیس نہیں ہے کہ جس کی فروخت میں اپنے
انصاف ہونے سے کوئی چیزیں چونک پڑے۔ لازماً اسیں کوئی عام
کلسوٹا ہو گا۔ لارڈ نے کہا۔

یہ چیز۔ اس نے تو جیکسن کے ہنپتے پر میں نے اسے ایک
ہنپتے کے لئے کام بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ یعنی اس سے ہمارے
شارگٹ مزید ایک دو ماہ دور جا پڑے گا۔ آرٹلڈ نے جواب دیے
ہوئے کہا۔

اور اگر سپیشل پولیس نے جیکسن اور جیس کوڑیا تو پھر۔ اس
نے کہا۔

ہم مک وہ کیسے ہجھن سکتے ہیں چیز۔ ہم تو اس سارے منظر میں
کبھی سامنے ہی نہیں آئے۔ جیکسن بھی ساف سحر اکام کرتا ہے
اور میں بھی۔ آرٹلڈ نے کہا۔

جیس۔ یہ معاملہ مختار تاک شاہت ہو سکتا ہے اس نے ایک
ہفتہ لازماً کام بند کر دو اور ہاں۔ تجھے ایک اور اطلاع بھی ملی ہے کہ
کوئی اور ڈسرٹی یوٹر گردپ بھی پاکیشیا میں ہمارے ڈسرٹی یوٹر

نے انڈسٹریل اسٹٹ کی ایک کمپنیز انڈسٹری میں پہنچے اور انہوں
نے وہاں سارے کم کمیں کے سلسلے میں ریکارڈ چیک کیا اور پھر واپس
پہنچنے پڑے۔ ارباب نے کہا۔
”سارے کم کمیں کی چیختگ۔ کیوں۔ عمران نے کچھ شے سمجھنے
کے لئے واپس کہا۔

”وجہ کا عالم تو مجھے بھی نہیں لیکن اصل بات جو میں بتانا چاہتا
ہے یہ ہے کہ اس فیکٹری کے پرچھ آفسیر آفائلیم کی اس فیکٹری
کے حقیقی طرف رہائش گاہ ہے اور جہاں جانے کا ایک راستہ حقیقی
طرف سے بھی ہے۔ وہاں روزانہ صبح کو ایک دنگن آتی ہے اور وہ دس
سالہ سارے کم کمیں کے اس دنگن پر لے جائے جاتے ہیں لیکن جب
سپیشل پولیس نے چیختگ کی ہے یہ سپلانی بند ہو گئی ہے۔
”ارباب نے جواب دیا۔

”تم کہنا کیا چلتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔“ عمران نے اٹھے
ہوئے لجھے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ مجھے جس آدمی نے یہ اطلاع دی ہے اسی نے
تکلیا ہے کہ آغا سلیم کے پاس اچانک بہت دولت آگئی ہے اور جب
سپلانی بند ہوتی ہے آغا سلیم بے حد پریشان رہنے لگا ہے۔ میں
لے سوچا کہ شاید یہ سارے کم کمیں اس سی بی کے پھیلاؤ میں استعمال
ہوئی ہو اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔“ ارباب نے کہا تو
سپیشل پولیس کے دو افراد جن میں ایک عورت اور ایک مرد شامل

عمران اپنے فلٹ میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو
عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھایا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (اکسن) بول رہا ہوں۔“
عمران نے رسیور انٹھاتے ہوئے اپنے منصوص لپچے میں کہا۔

”ارباب بول رہا ہوں عمران صاحب۔“ دوسری طرف سے
ارباب کی آواز سنائی دی تو عمران پونک چڑا کیونکہ اسے یاد آگیا تھا کہ
اس نے خود ارباب کو سی بی کے سلسلے میں کسی کیوں کی تلاش کا کیا تھا
اور اب دو روز بعد اس کا فون آیا تھا۔

”تمہارا لمحہ بتا رہا ہے کہ کوئی خاص گلیوں میں گیا ہے جسیں۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ
سپیشل پولیس کے دو افراد جن میں ایک عورت اور ایک مرد شامل

اسٹیک کی کسی کیمیکل فیلڈری سے سار کم گیس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور پیشل پولیس کا نام صرف سیکرٹ سروس کے میران ہی استعمال کرتے ہیں اس لئے میں نے پوچھا تھا۔ عمران نے کہا۔

”لیکن وہ سار کم گیس کے بارے میں کیوں چینگ کر رہے ہیں۔ بلیک زردوئے کہا۔

”کوئی نہ کوئی کلیو ملا ہو گا انہیں اس لئے تو میں نے بھلے تھیں فون کیا ہے۔ بہر حال اب میں براہ راست ان سے معلوم کرتا ہوں۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دیایا اور فون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیریں کرنے شروع کر دیے۔ ”جو لیا بول رہی ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس ہی۔ وہی ایس سی (آکسن) مس جو لیانا فخر والڑا پیچی چیف اف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سلام پہنچ کرتا ہے گر قبول انتہا رہے عز و شرف۔ عمران نے پوری روائی سے بولے ہوئے کہا۔

”کیوں فون کیا ہے۔ دوسری طرف سے ششک اور سپاٹ لجھے میں کہا گیا۔

”یا اللہ۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اس قدر ششک اور سپاٹ لجھے میں پوچھا جا رہا ہے کہ کیوں فون کیا ہے ورنہ وہ بھی وقت تھا جب میرا

بھج گیا تھا۔

”اس دیگن کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم ہے۔ عمران نے کہا۔

”تھیں۔ لیکن معلوم کی جا سکتی ہے۔ ارباب نے کہا۔

”تو اس دیگن اور اس میں آنے والے افراد کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ میں سار کم گیس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ارباب نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہاتھ پڑھا کر کریڈل دیایا اور پھر فون آنے پر اس نے میر پرس کرنے شروع کر دیے۔

”ایکسو۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے شخصی آواز ستائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں بلیک زردو۔ عمران نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے۔ کیسے فون کیا ہے۔ بلیک زردوئے اس بار اپنے اصل لجھے میں کہا۔

”حدود۔ جو لیا یا تصور میں سے کسی نے سی ہی کے بارے میں کوئی رپورٹ دی ہے۔ عمران نے پوچھا۔

”تھیں۔ کیوں۔ بلیک زردوئے چونک کر پوچھا۔

”میں نے انہیں کہا تھا کہ وہ اپنے طور پر اس کا کلیو محاصل کریں اور ابھی ابھی تجھے اطلاع ہی ہے کہ پیشل پولیس نے انڈسٹریل

تو دوسری طرف سے صدر بہس پڑا۔
اب مس جویا کا جذبائی پن واقعی ختم ہو گیا ہے۔ عمران نے کہا۔
یا ہم کہ آپ نے انہیں فون کرنے کیا تھا۔ صدر نے کہا۔
میں اس سے پوچھتا چاہتا تھا کہ پیشل پوسٹ کو اندھرے میں
اسٹیک کی کمیکل فیکٹری جا کر سارے کس کیس کی خریداری اور
استعمال کی انکوادری کرنے کی کیا ضرورت آگئی تھی۔ عمران نے
کہا۔
اوہ۔ آپ کو کیسے اطلاع ملی۔ صدر نے جو نک کر
اور حریت بھرے لجھے میں کہا۔
اریاب نے فون کرنے کے اطلاع دی ہے۔ عمران نے کہا۔
ہم۔ ہم دیاں گئے تھے۔ یہ ایک بلا سلسہ تھا لیکن چونکہ کوئی
گویا سامنے نہیں آئی اس لئے ہم خاموش ہو گئے۔ صدر نے کہا۔
تفصیل بتاؤ۔ میں سونے دناغ کا آدمی ہوں۔ عمران نے
کہا۔
ایک ماہرا مرافق جنم سے ہماری بات ہوتی اور تفصیلی وسیع
کے بعد اس نے بتایا کہ اگر سارے کس کیس کو ہوا میں پھیلایا جائے تو
سیاہ سوئے کی ہماری کے مریضوں پر سی بی کا اٹکیں لازماً ہو گا اور یہ
کیس اندھرے میں استعمال ہوتی ہے تو ہم نے اس سے
میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہمارا خیال تھا
کہ اگر اس کی قروخت میں عام روشنی سے ہٹ کر اچانک

نام سننے ہی لجے میں سخاں پیدا ہو جاتی تھی اور بھی خوابناک ہو جاتا
تھا۔ عمران نے کہا۔

سوری۔ میرے پاس فقولیات سننے کا وقت نہیں ہے۔ جویا
نے اسی طرح خشک اور سپاٹ لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا۔

یہ تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہر رجح کس دیے گئے ہیں۔ اس طرح
تو کام نہیں چلے گا۔ عمران نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل
دیا کر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نیپریس کرنے شروع کر دیے۔
صدر بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے صدر کی آواز
ستائی دی۔

چہاری یادداشت نے مکمل جایی بہپا کر دی ہے۔ عمران
نے منہ پناتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب آپ۔ کیا ہوا۔ کسی جایی اور اس جایی کا
میری یادداشت سے کیا تعلق۔ صدر نے جو نک کر کہا۔

اگر تم ہر وقت خطبہ نکاح یاد کر لیتے تو آج جویا کا بھی اس قدر
خشک اور سپاٹ نہ ہوتا۔ عمران نے کہا۔

بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا کیونکہ آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ
شادی کے بعد بیوی کا بھی تھا تیداری جسمیا ہو جاتا ہے۔ صدر
نے اس پارہ شنتے ہوئے کہا۔

ارے۔ پھر تو تمہارا شکریہ او اکرنا چاہتے۔ عمران نے کہا۔

عمران نے پوچھا۔
اب مجھے زیارتی تو یاد نہیں ہیں۔ کیوں۔ مقدر نے چونک

کر پوچھا۔
پتھالین بائز کی تیاری میں سار کس کم گیس استعمال ضرور ہوتی

ہے لیکن یہ حد محمولی مقدار میں اور ارباب نے اطلاع دی ہے کہ
اس فیکٹری کا پر جیزا افسر آغا سلیم کی رہائش گاہ ہو کہ اس فیکٹری کے
مقب میں ہے کہ عقبی دروازے پر روزاتہ ایک دیگن آتی ہے اور
وہ سلنڈر سار کس کے اس دیگن میں لے جائے جاتے ہیں۔

ایت جب سے تم نے چینگ کی ہے تب سے یہ سلسہ بند ہو گیا ہے
اور سپیشل پولیس کی چینگ پر ہی ارباب چونکا تھا اور پھر اس کے
اوی نے یہ اطلاع اس سکھ بھائی اور ارباب نے یہ بھی بتایا کہ آغا
سے کے پاس اچانک بہت دولت آگئی ہے اور جب سے یہ سپاٹی بند
ہوئی ہے آغا سلیم ہے حد پریشان ہے نگاہے۔ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم درست راستے پر جا رہے تھے۔“

صادر نے کہا۔

”ہاں۔ اگر تم اسی وقت مجھ سے رابطہ کر لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔
بہر حال اب اس آغا سلیم سے ہی آگے بات چل سکتی ہے۔“ عمران
نے کہا۔

”تو کیا ہم اس سے پوچھے گے کریں۔“ مقدر نے کہا۔

اصافہ ہوا ہے تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس گیس کو سی بلی بیماری
پھیلاتے کے لئے استعمال میں لا یا جا رہا ہو سچتا نچہ جو لیا اور میں نے
اس سلسلے میں کام شروع کر دیا۔ چونکہ ہم نے سپیشل پولیس کی
ہتھیاری کرنی تھی وہ کوئی بھی کاروباری ادارہ ہمیں درست
معلومات ہمیاں کرتا اس لئے جو لیتے مقامی میک اپ کر لیا تھا۔
پھر انکو اڑی کرتے ہوئے ہم سار کس کم گیس کے ایک بڑے ڈبلر سک
پہنچ گئے۔ وہاں سے ہمیں معلوم ہوا کہ ایک قرم سخانی کیسکڑتے
اچانک سار کس کم گیس کی ڈیماںڈ میں اتنی روشنی سے ہٹ کر اضافہ کیا
ہے تو ہم سخانی کیسکڑ کے آفس پہنچ گئے۔ وہاں سے ہمیں معلوم ہوا
کہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں پی کاک کیسکڑ انڈسٹری نے سار کس کم گیس
کی خریداری میں اضافہ کیا ہے کیونکہ وہاں انہوں نے پتھالین بائز کی
تیاری کا نیا پلاٹ بیکاریا ہے اور پتھالین بائز یعنی فرنٹال کی گوئیاں
ہتھاتے میں سار کس کم گیس کافی مقدار میں استعمال ہوتی ہے۔ ہم نے
انڈسٹریل اسٹیٹ میں اس انڈسٹری سی جا کر چینگ کی اور ان کا
پتھالین بائز کا یوں دیکھا۔ سار کس کم گیس کے استعمال کے
کافیات وغیرہ چیک کئے اور ہم مطمئن ہوئے کہ واقعی اس یوں
میں استعمال کی حد تک ہی سار کس کم گیس استعمال کی جا رہی ہے
اس لئے یہ سلسہ ختم ہو گیا۔ مقدر نے تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

”گتنے سلنڈر کتنی پر داکش میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔“

جیا۔ جائے یہ حشرات الارض کی طرح لئے کلب کہاں سے جائے آتے ہیں۔ جب بھی تم سے پوچھو تم کسی نئے کلب کا نام بتائیتے ہو۔ اور ” عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” باس۔ دارالحکومت میں بے شمار کلب وجود میں آتے رہتے ہیں اور ختم بھی ہوتے رہتے ہیں اور انڈر ورلڈ اسی کا تو نام ہے۔ اور دوسری طرف سے نائیگر نے بنتے ہوئے کہا۔

” پھر حال۔ ایک کام تم نے فوراً کرتا ہے۔ انڈرسٹریل اسٹیٹ میں ایک فیکٹری ہے جس کا نام پی کاک کمپنیز انڈسٹری ہے۔ اس کے پرچیر آفیسر کا نام آقا سلیم ہے اور یہ آقا سلیم اس فیکٹری کے عقب میں بھی ہوتی رہائش گاہ میں رہتا ہے جس کا ایک عقیبی دروازہ بھی ہے۔ تم نے اس آقا سلیم کو بے ہوش کر کے راتاہاوس ہمچھانا ہے۔ اور ” عمران نے کہا۔

” میں باس۔ اور ” نائیگر نے جواب دیا۔

” کتنی درد میں یہ کام ہو جائے گا۔ اور ” عمران نے پوچھا۔ ” اگر یہ آقا سلیم اپنی رہائش گاہ پر موجود ہوا تو ایک گھنٹے کے اندر راتاہاوس پہنچ جائے گا اور دائے تلاش کرنا پڑے گا اور پھر ہی اسے اٹھا کیا جاسکتا ہے۔ اور ” نائیگر نے جواب دیا۔

” پہلے قون کر کے محلوم کرلو اور سنو۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ کام کرتا ہے تم نے۔ میں منتظر ہوں۔ اور ایڈٹریال۔ ” عمران نے

” تھیں۔ اس طرح اطلاع اصل آدمیوں تک پہنچ جائے گی اور ” شاسب ہو جائیں گے۔ یہ کام نائیگر کرے گا۔ عمران نے کہا۔ ” جسے آپ کہیں۔ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” جسے یہ کوئی خاص بات سامنے آئی میں تھیں یہاں دوں گا۔ اور تم لپٹے ساتھیوں سمیت آنکھوں کے اسپاٹوں میں راؤنڈ رکاؤ اور محلوم کرو کہ جب سے تم نے پیشل پولیس میں کر کام کیا ہے کیا اس کے بعد سی بی کے مریقوں کی تعداد میں کوئی کمی ہوئی ہے یا نہیں۔ ” عمران نے کہا۔

” صحیح ہے عمران صاحب۔ اس طرح واقعی اصل بات سامنے جائے گی کہ کیا سارے کم گیں اس کام میں استعمال ہو رہی ہے یا نہیں۔ ” صدر نے کہا تو عمران نے اسکے بکر رسمیور رکھ دیا اور انٹھ کر الماری سے اس نے ٹرانسیمیٹر کاں کر میز پر رکھا اور اس پر نائیگر کی مخصوص فرنگوںی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر ٹرانسیمیٹر آن کر دیا۔

” ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کا لگ۔ اور ” عمران نے پار پار کال دیتے ہوئے کہا۔

” نائیگر انڈنگ یو۔ اور ” تھوڑی در بعد نائیگر کی آواز سنائی دی۔

” کہاں موجود ہو تم اس وقت۔ اور ” عمران نے کہا۔ ” فائیو سار کلب میں باس۔ اور ” دوسری طرف سے کہا۔

بہس۔ آپ کے حکم کی تیل کر دی گئی ہے۔ اور۔ نائیگر

بچے جو رف نے اطلاع دے دی ہے۔ تم بہر حال تفصیل پتا دو
عمران نے کہا۔

بہس۔ میں نے انکو اتری سے فون نمبر معلوم کر کے فون کیا تو
بلیم نے فون اتنا کیا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں ایک بڑے
بے کے لئے اس سے ملتا چاہتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ یہ طلاقات
میں اکیلی جگہ پر ہو۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ رہائش گاہ پر اکیلا ہے
اس نے خود ہی عقیقی دروازے کی بھی نشاندہی کر دی۔ سچا تجھے
میں وہاں گیا تو وہ واقعی اکیلا تھا۔ میں نے کس سے اسے پہلوش
بیوہ پھر کار میں ڈال کر راتا ہاؤس پہنچا دیا۔ اور۔ نائیگر نے
بیٹے ہوئے کہا۔

کس قسم کا آدمی لگتا ہے وہ جیس۔ اور۔ عمران نے

بہس۔ وہ لاپچی اور جریں آدمی ہے۔ سو دے کی بات سنتے ہی
ایسی ملنے کے لئے رقامند ہو گیا تھا۔ اس نے تفصیل بھی پوچھنے
میراث نہ کھی تھی کیونکہ میں نے اسے کہا تھا کہ اس سو دے
کے اسے ذاتی طور پر بھی بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور۔ نائیگر نے
بیٹے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اور اینڈآل۔ عمران نے کہا اور ٹرانسیسٹر آف

کہا اور ٹرانسیسٹر آف کر کے اسے میز پر رکھنے کے بعد اس نے قون کا
رسیور انٹھایا اور راتا ہاؤس فون کر کے جو رف کو کہہ دیا کہ جب نائیگر
کسی آدمی کو لے کر آئے تو وہ فلیٹ پر فون کر کے اسے اطلاع دے
اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد قون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور انٹھایا۔

علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔
عمران نے اپنے مخصوص لجے میں کہا۔

جو رف بول رہا ہوں یا س۔ راتا ہاؤس سے۔ نائیگر ایمی ایک
آدمی کو پہنچا کر گیا ہے اور میں نے اسے بلیک روم میں پہنچا دیا
ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

بلیک روم کہنے کی بجائے جو رف روم کہہ دیا کرو۔ ایک ہی
بات ہے۔ بہر حال میں آ رہا ہوں۔ عمران نے سکراتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر کری سے اٹھنے
ہی لگا تھا کہ میز پڑے ہوئے ٹرانسیسٹر سے آواز آتا شروع ہو گئی۔
کچھ گیا کہ کال نائیگر کی طرف سے ہو گی اس نے ہاتھ بڑھا
کر ٹرانسیسٹر کو اپنے قریب کیا اور پھر اسے آن کر دیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ نائیگر کا لگ۔ اور۔ ٹرانسیسٹر آن ہوتے ہی
نائیگر کی آواز سنائی دی۔

ارے۔ کیا جنگل میں بھی ٹرانسیسٹر ہٹ گئے ہیں۔ اسے کہتے ہیں
ترنی۔ اور۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کر کے وہ اٹھا اور اس نے مارسیز کو الماری میں رکھا اور پھر دریا پر
روم کی طرف بڑھ گیا۔ بیاس تبدیل کر کے وہ فلیٹ سے نیچے آیا۔ اب ماسٹر ہیں۔
جوانا نے جواب دیا تو عمران نے اختیار
گیراج سے کارنگل کر راتا ہاؤس کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی درجہ برس پڑا۔
بلیک روم میں داخل ہوا تو وہاں راڈیو والی کرسی پر امیک جوان آؤں ہیں۔ یہ اینٹی گیس ناگزیر دے گیا ہے۔ اسے ہوش میں لے
بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔ اس کے جسم پر سوت تھا اور اس کے ساتھ کھوئے ہوئے جوزف نے کہا۔

تے سرخ رنگ کی نائی لگائی ہوئی تھی۔
عمران نے اشیات میں سرپلاتے ہوئے کہا تو جو زوف
ماسٹر۔ یہ تو مجھے عام سا کاروباری آدمی لگتا ہے۔ جوانا نے بھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شمشی کا ڈھکن کھولا اور اس
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
اے۔ کیس تم نے قیادہ شناسی میں ڈاکٹریٹ تو تھیں گرلیں نیاتی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں ڈال کر وہ
کر شکل دیکھتے ہی معلوم کر لیتے ہو کہ کون سا آدمی کیا کام کرتے۔ اک عمران کی کرسی کی سائنسیہ میں کھرا ہو گیا۔ اس آدمی کے
ہے۔ عمران نے کرسی پر بیٹھنے ہوئے مسکرا کر کہا۔ میں چند لوگوں کے بعد حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر

ماسٹر۔ جو دھنده میں کرتا ہوا ہوں اس نے مجھے یہ شاختمان لے کر اپنے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے لاشوری
سکھائی ہے۔ جو اتم کی دنیا کا آدمی اپنی دنیا کے آدمی اور کاروباری آدمی اتنے کی کوشش لیکن ظاہر ہے راڈیو میں جگہے ہونے کی وجہ
میں دیکھ کر ہی فرق معلوم کر دیتا ہے۔ جوانا نے مسکراتے۔ صرف کس کس اکر ہی رہ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے
ہوئے کہا۔

اچھا۔ تو پھر بتاؤ کہ میں جسیں کیا آدمی لگتا ہوں۔ عمران پر یقین ابھائی حریت کے تاثرات ایجاد آئے تھے اور وہ حریت
نے کہا تو جوانا بے اختیار ہیس پڑا۔

آپ تو آدمی ہی تھیں ہیں۔ جوانا نے جواب دیا تو عمران نے جوزف اور جوانا کو دیکھ رہا تھا۔
بے اختیار ہیس پڑا۔

اے۔ اے۔ کیا مطلب۔ مم۔ میں کہاں ہوں اور تم کون ہو۔ اس
نے ابھائی حریت پھرے لجھے میں رک رک کر کہا۔

۔ تم کیا پوچھنا چلتے ہو۔ میں نے تو کبھی کسی کو سار کسم گئی
کے سلذار نہیں دیتے۔ لیکن کے سلذار تو فیکڑی میں کام آتے
ہیں۔ آقا سلیم نے رُک کر کہا۔

جوڑف۔ عمران نے آقا سلیم کی بات کا جواب دینے کی
جانے جوڑف کو محاصلہ کر کے کہا۔
لیں پاس۔ جوڑف نے جواب دیا۔

آقا سلیم کی ایک آنکھ نکال دو۔ عمران نے سرد لمحے میں
کہا۔

لیں پاس۔ جوڑف نے کہا اور جارحات انداز میں آغا سلیم
کی طرف پڑھتے لگا۔

رُک جاؤ۔ رُک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ قارگاڑ سیک رُک
یا۔ یکٹ آقا سلیم نے بڑیاں بیانی انداز میں پختھے ہوئے کہا۔

وہیں رُک جاؤ۔ اب اس نے غلط بیانی کی یا اگر مگر کرنے کی
لوشش کی تو میں تمہیں اشارہ کر دوں گا۔ پھر اس کی آنکھ نکال

دئے۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

سم۔ میں بتاتا ہوں۔ پلیز بچھ پتوڑ دو۔ میں نے کہا جرم نہیں
کیا۔ صرف لائی میں اکر یہ کام کیا ہے۔ آغا سلیم نے قدرے چھ

کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

تفصیل پتا ووڑہ۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

جہاں پا کیشیا میں ایک گلب ہے جس کا نام ماشر لگب ہے۔

۔ جہاں اتام آغا سلیم ہے اور تمپی کاک کیسیکل انسٹریشن میں پڑھے
آفیسر ہو۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ یہ سب کیا ہے۔ آقا سلیم نے تیرت
بھرے لمحے میں کہا۔

۔ تم سار کسم گئیں کے دس سلذار دوڑا۔ ایک دیگن کے ذریعے
کے پھجواتے تھے۔ عمران نے پوچھا۔

کیا۔ کیا اکبر رہے ہو۔ کیا مطلب۔ آقا سلیم نے اچھے کی
نام کو شش کرتے ہوئے کہا۔

۔ تم میرے ساتھ کھڑے ہوئے ان دیوؤں کو دیکھ رہے ہو تو
سلیم۔ اگر میں نے ان میں سے ایک کو بھی اشارہ کر دیا تو جہاں
تم کی تمام بڑیاں نوٹ باتیں گی۔ جہاں آنکھیں نکال دی جائیں
گی اور پھر تمہیں اس حالت میں کسی قت پاٹھ پڑھاں دیا جائے گا اس
تم پہنچ جسم پر منتلا نے والی لمحی کو بھی دھنلا سکو گے۔ عمران
کا بچہ انتہائی سرد ہوتا چلا گیا۔

۔ مگر۔ مگر کیوں۔ میں نے کیا کیا ہے۔ سم۔ میں تو بے گناہ
ہوں۔ آقا سلیم نے ہٹلاتے ہوئے لمحے میں کہا۔ اس کے بعد
میں شدید خوف نمایاں تھا۔

۔ تم سے جو کچھ پوچھا جا رہا ہے اس کا درست طور پر جواب دے۔
اور اگر اب تم نے کیوں کا لفظ استعمال کیا تو پھر اپنی حالت کے ت
خود ذمہ دار ہو گے۔ عمران کا بچہ مزید سرد ہو گیا۔

لے تھا کہ وہ ایک بنتے بعد اکٹھا مال انھا لے گا اس نے میں تمہارے
انھا کرنا شروع کر دیا اور بس یہ ہے اصل بات۔ آنا سلیم نے
تسلیم بنتے ہوئے کہا۔

جوانا - ٹرانسیز لے آؤ۔ عمران نے کہا تو جوانا میرزا اور
کمرے سے باہر چلا گیا۔

کہاں ہے یہ ماسٹر کلب۔ عمران نے پوچھا تو آغا سلمیج نے
پتھا دیا۔ تھوڑی در بعد جوانا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹرانسیز
ہو ہو دیا۔ اس نے ٹرانسیز عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے
ٹرانسیز لے کر اس پر نائیگر کی فرنگوں سی ایڈجسٹ کی اور اسے آن کر
دیا۔

ایلو - ہیلو - پرس کا نگ - اور عمران نے یار بار کال
بنتے ہوئے کہا۔

میں پاس - اور دوسری طرف سے نائیگر نے پرس کا
ادانتہ ہی اپنانام بتائے بغیر جواب دیا۔

ماسٹر کلب کے جوںی کو جانتے ہو۔ اور عمران نے کہا۔
میں پاس - بہت اچھی طرح - اور دوسری طرف سے کہا
لیا۔

آنا سلیم کا کہنا ہے کہ اس سے سار کسم گیس کے دس سلنڈر
ہوں کے آدمی لے جاتے تھے اور اسی نے آنا سلیم کو یہ کام دیا تھا۔ کیا
تم اس سے معلوم کر سکتے ہو کہ یہ سلنڈر کہاں بھیجے جاتے ہیں اور

میں اس کلب میں اکٹھ جوا کھیلنے جاتا رہتا ہوں۔ اس کلب کا مالک
جوںی ہے۔ میری اس سے دوستی ہو گئی۔ پھر اس نے ایک روز کہا کہ
اس کی ایک پارٹی کو سار کسم گیس کے دس سلنڈر روزانہ اس انداز
میں چاہتیں کہ کسی کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ میں یہ
سن کر بڑا حیران ہوا کیونکہ سار کسم گیس تو عام فروخت ہوتی ہے۔
میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کی پارٹی کسی صورت بھی سامنے
نہیں آتا چاہتی۔ البتہ مجھے اس کا دو گاما معاوضہ مل گا لیکن اس شرط پر
کہ میں فیکٹری کے کافرات میں ان دس سلنڈروں کی کچھت بھی اس
طرح عاہر کر دیا کردن کہ کسی کو شکنڈہ ہو سکے۔ یہ میرے لئے
معمولی بات تھی۔ سچانچے میں نے سخاں کیسٹر والوں کو تھاں سے
یہ گیس فیکٹری کو سپلائی جاتی ہے بات کی اور دس سلنڈر مزید طلب
کرنے۔ پھر یہ سلنڈر میں آئے والوں کو لوڈ کر دیا کرتا تھا۔ اس
طرح مجھے بھادری رقم معاوضے کے طور پر مل جاتی تھی اور میں خوشحال
ہو گیا لیکن پھر ایک روز ایک عورت اور ایک مرد فیکٹری میں آئے۔

ان کا تعلق پیشیل پولیس سے تھا۔ انہیں نے سار کسم لیس کار پارکار
چھک کیا لیکن میں نے دیکارڈ میں جیدی کر دی تھی اور تمام
سلنڈروں کی کچھت اسی فیکٹری میں دکھائی تھی اس لئے وہ ملمس ہو
کر واپس چلے گئے۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے جوںی کو اس کی
اطلاع دے دی تو جوںی نے کہا کہ وہ بھی مال نہیں انھا لے گا۔ جب
تک پیشیل پولیس پوری طرح مطمئن نہیں ہو جاتی۔ البتہ اس نے

حیث سے پی کاک فیکٹری میں چینگ کی ہے جی بی کے مریضوں کی
نہاد میں کمی ہوتی ہے یا نہیں۔ صدر لارڈ مارپورٹ تمیں دے گا۔
میں ہمارا راتا ہاؤس میں ہوں۔ اگر ابھی رپورٹ مل جائے تو مجھے
اطلاع کرو دیں۔ عمران نے کہا۔

-ٹھیک ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جوزف نے اندر آگر اطلاع دی کہ
ٹائگر جونی کو لے آیا ہے اور اسے بھی بلکہ روم میں پہنچا دیا گیا
ہے۔

ٹائگر ہماں ہے۔ عمران نے پوچھا۔

یا ہر موجود ہے۔ جوزف نے جواب دیا۔

-اسے بلاو۔ عمران نے کہا تو جوزف سر ملاتا ہوا یا ہر چلا گیا۔
چند لمحوں بعد ٹائگر اندر داخل ہوا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

-بیٹھو۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائگر
کڑی پر بیٹھ گیا۔

یہ جوئی کس قسم کے معاملات میں ملوث رہتا ہے۔ عمران
لے پوچھا۔

ہر قسم کے کاموں میں۔ خاص اسی اور ہوشیار آدمی ہے۔ ٹائگر
لے جواب دیتے ہوئے کہا۔

-تم اسے ہماں سے اٹھا کر لائے ہو۔ عمران نے کہا۔

میں نے آپ کی گال کے بعد اس کے بارے میں معلوم کیا تو

اسے یہ کام کس نے دیا تھا۔ اور عمران نے کہا۔

اس طرح وہ نہیں بتائے گا۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے بھی آپ
کے پاس پہنچا دوں۔ اور دوسری طرف سے کہا گیا۔

-ٹھیک ہے۔ پہنچا دو۔ لیکن جلدی۔ اور ایشہ آں۔ عمران
نے کہا اور ٹرانسیور آف کر کے اس نے اسے واپس جو اتنا کے ہاتھ میں
دے دیا اور اپنے کرکھوا ہو گیا۔

اسے ابھی اسی حالت میں رہے دو۔ عمران نے آغا سلیم کے
بارے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور تم تیر قدم انھاتا وہ بلکہ روم
سے ٹکل کر دوسرے کمرے میں آگیا۔ اس نے کری پر بیٹھ کر چپا لی پر
رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور شیئر میں کر لے شروع کر دیے۔
ایکسٹو۔ دوسری طرف سے ٹھوس آواز سنائی دی۔

-علی عمران بول رہا ہوں ظاہر۔ عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ارباب کے فون سے لے کر صدر سے ہوئے والی
گھنکو اور پھر آغا سلیم کے راتا ہاؤس پہنچنے بھج کی تفصیل بتا دی۔

اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یاقا ندہ ہرم کیا جا رہا ہے۔ کس کی وجہ
سے۔ بلکہ لیرو نے کہا۔

-ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن بہر حال یہ بات سامنے آئی ہے تو
اب اسے انجام تک تو پہنچاتا ہو گا۔ میں نے صدر سے کہا ہے کہ وہ
ساتھیوں کے ساتھ مل کر آنکھوں کے اسپتا لوں سے ریکارڈ اکٹھا
کرے کے گورنمنٹ دنوں سے جب سے انہوں نے پیشیل پولس کی

کہا۔ عمران صاحب۔ ابھی جو یا نے اطلاع دی ہے کہ پوری نیمے
انکھوں کے ہسپتا لوں کا راؤنڈ لگایا ہے۔ وہاں کوئی شے چار دفعہ سے
صرف اکادکاسی بی کے مریض سامنے آئے ہیں جبکہ چار روزہ میں تقریباً
پڑھ دو سو مریض روزاں ہسپتا لوں میں لائے جاتے تھے۔ بلیک
زرو نے اس بار اپنے اصل بھجے میں کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہم درست لائن پر کام کر رہے ہیں۔ سی بی
کو پھیلانے کے لئے سار کسم کیس ہی استعمال کی جا رہی تھی۔
عمران نے کہا۔

بالکل عمران صاحب۔ یعنی عمران صاحب یہ گس تو عام ملتی
ہے۔ کسی بھی وقت یہ کارروائی دوبارہ شروع کی جا سکتی ہے۔
بلیک زرو نے کہا۔

ہاں۔ اس سلسلے میں خصوصی قانون سازی کرنا پڑے گا جس
طرح پڑھتے تیراب پھیلنے کی بھرماٹ کارروائیاں اچائک ملک میں پڑھ
گئی تھیں۔ جس کو رونکے کے لئے تیراب کی خرید و فروخت پر سخت
پابندیاں نافذ کی گئیں تب جا کر یہ سلسہ رک سکا۔ عمران نے
کہا۔

عمران صاحب۔ ان اصل لوگوں کو بھی اس کی سزا ملنی چلتی
ہے۔ صرف دولت کے لائچ میں ایسے کام کر رہے ہیں۔ بلیک زرو
نے کہا۔

مجھے بتایا گیا کہ وہ اپنی دوست لڑکی مارشا کے قلیٹ پر ہے۔ میں وہاں
گیا اور پھر بے روشن کر دینے والی گیس فائر کر کے اسے آسانی سے
وہاں سے انھالا لایا۔ تائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اس کا مطلب ہے کہ تم اس کے سامنے نہیں آئے۔“ عمران
نے کہا۔

”یہ بس۔ لیکن آپ جو نی سے کیا معلوم کرنا چلتے ہیں اور کیا
اس آفائلیم نے اس کا نام بیا ہے۔“ تائیگر نے کہا۔
”پاں۔“ عمران نے کہا اور پھر اسے سی بی پھیلانے کے لئے
سار کسم کیس کے استعمال کے بارے میں بتا دیا۔

”اوہ۔ پھر یہ کام کسی غیر ملکی کے کہنے پر جو نی نے کیا ہو گیا۔ جو نی
ایسے کاموں میں عام طور پر ہاتھ نہیں ڈالتا جو مقامی سلیٹ کے ہوں
کیونکہ مقامی اوگ معاونہ بے حکم دیتے ہیں۔“ تائیگر نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ معلوم ہو جائے گا۔ اب تم چاہئے ہو۔“ عمران
نے اٹھتے ہوئے کہا تو تائیگر المحا اور سلام کر کے کرے سے باہر چلا گیا
عمران بھی دروازے کی طرف ہٹتے ہیں لگا تھا کہ چاہی پر ہوئے ہوئے
فون کی تھنھی بیج اٹھی۔ عمران نے رُک کر ہاتھ ہڑھایا اور رسپورٹر المحا
لیا۔

”راتاہاوس۔“ عمران نے کہا۔
”اکسٹو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”کیا بات ہے بلیک زرو۔ کوئی خاص پورٹ۔“ عمران نے

یہاں کے اثرات موجود ہوتے اچانک اپنی بینائی کھو دیتے اور اس بینائی کے علاج میں جو انگلش استعمال ہوتے ہیں ان میں سے یہ انگلش دس ہزار روپے کا ہے اور سایہ انگلش کا کورس پر اس طرح علاج کے لئے چھ لاکھ روپے چاہیں اور ہسپیال کے اخراجات پر لاکھ روپے مزید ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس بینائی کے علاج کے لئے دس لاکھ روپے چاہیں جو ظاہر ہے غریب تو کیا اچھے بھلے جو طبقے کے افراد بھی افورد نہیں کر سکتے۔ اس طرح بے شمار میں مستقل طور پر اپنی بینائی کھو بیٹھتے ہیں اور کام کا جذبہ کر سکتے ہیں پر ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جیسے احساس ہے کہ تیرے دس ہزار کمائے سے روزانہ کتنے خاتمہ ہو جاتے ہیں عمران نے ایسے مجھے میں کہا جسے کوڑے مار رہا ہو۔ ۷۹۔ ۷۸۔ ۷۷۔ ۷۶۔ یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مم۔ مم۔ میں نے تو صرف کسی کیس پلانی کی تھی۔ آغا سلیم کی آنکھیں خوف سے لچک چلی گئیں۔ اس کے من سے الغاظتہ نکل رہتے تھے۔ جیسیں خود اندازہ ہوتا چلہتے تھا کہ جو کسی یا زار میں عام ملتی ہے اس پر اسرار انداز میں تمہارے ذریعے کیوں حاصل کی جا رہی ہے۔ لیکن جیسیں تو صرف دولت نظر آرہی تھی اس نے تمہاری سزا ملائی۔ عمران نے اہتمامی سرد مجھے میں کہا۔ مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ میں بے گناہ ہوں۔ مجھے مت آغا سلیم نے لیکن خوف کی شدت سے جیختے ہوئے کہا۔

ہاں۔ لیکن اصل مجرم تو وہی ہیں۔ بہر حال ہیلے اصل معاملات تو سلمت آئیں۔ اندھے حافظ۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر دوبارہ بیلکیک روم میں ہمچا تو دبائ آنا۔ سلیم کے ساتھ دوسرا کرسی پر ایک دریشی جسم کا اوچھی عمر آدمی ہے جو شی کے عالم میں راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا جیکے آغا سلیم کا پھر خوف کی شدت سے زرد پڑا ہوا تھا۔ سبھی ہے جوئی جس نے جیسیں کام دیا تھا۔ عمران نے کرسی پر جیختے ہوئے آغا سلیم سے کہا۔ ہاں۔ سبھی ہے مگر۔ آغا سلیم نے خوف زدہ مجھے میں کہا۔ تم شادی شدہ ہو۔ عمران نے کہا تو آغا سلیم پھونک پڑا۔ نہیں۔ مگر کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ آغا سلیم نے حرمت بھرے مجھے میں کہا۔ تم اس حوالے سے کتنی رقم کمایتے ہیں۔ عمران نے ہاتھ چلاتے ہوئے کہا۔ دس ہزار روپے روزانہ۔ آغا سلیم نے ہاب دیا۔ جیسیں حلوم ہے کہ تمہاری روزانہ دس ہزار کی کمائی سے کیا نتیجہ نکلتا رہا ہے۔ عمران کے مجھے میں نفرت کا عنصر نہیاں تھا۔ نتیجہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ آغا سلیم نے کہا۔ ان سارے کم کیس کے سلذذردوں کو ہوا میں فائز کیا جاتا تھا اور اس کیس کے پھیلانے سے وہ لوگ جن کی آنکھوں میں سیاہ موٹے

تم سب تھا اور یہ تمہارے کلب میں بھی آتا رہتا تھا اور تم نے اس کے
درجے روڑا۔ وہ سلٹنر سار کرم کس کے حصول کا سودہ کیا۔ کہا
ہیں درست کہہ رہا ہوں۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔
نہیں عمران صاحب۔ میرا کسی کیس یا انڈسٹری سے کیا تعلق
ہیں تو اسے جانتا بھی نہیں۔ جوئی نے کہا تین عمران کہا۔

وہ جھوٹ بول رہا ہے۔
اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے ورنہ اس طرح چشم
ملنے جھوٹ دبو لتے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ابھی جب تمہارے چشم
کی تمام بُدھیاں نوٹ جائیں گی تو مجھ خود بخود تمہارے منہ سے باہر
چاہئے گا۔ لیکن پھر بُدھیاں دوبارہ نہیں جوہ سکیں گی۔ عمران نے
پھٹے سے زیادہ سرد لمحے میں کہا۔

مم۔ مم۔ میں تھا کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ میں واقعی اسے
پسک جاتا۔ جوئی نے اپنے آپ کو مستحکم ہونے کہا۔

آخری یار جسیں موقع دے رہا ہوں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے
کسی کی خریدواری کس کے کہتے پر کی ہے اور کسی کہاں لے جاتی
باقی تھی۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ عمران نے کہا۔

میں تھا کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ میرا کوئی تعلق کسی سے
نہیں رہا۔ جوئی ظاہر ہے انڈر ورلڈ کا آدمی تھا اس نے وہ اپنی
بات پر دُنایا، سو اتحما۔

جو اتنا۔ عمران نے جو اتنا سے مطالب ہو کر کہا۔

”جو اتنا۔“ عمران نے کہا تو دوسرے لمحے ہرگز اہست کی آوازوں
کے ساتھ ہی گویاں آنا سلیم کے سینے میں اترتی پلی گئی اور اس کی
چیز اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو
چکی تھیں۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ۔“ عمران نے سرد لمحے میں کہا تو
جوزف تیری سے آگے بڑھا اور اس نے جیپ سے وہی بٹلے والی شیشی
تکال کر جس سے اس نے آنا سلیم کو ہوش دلایا تھا اس کا ذمکن ہنا
کر شیشی کا دھات جوئی کی تاک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے
شیشی ہٹانی اور ڈھکن لگا کہ اس نے اسے واپس جیپ میں ڈالا اور یہ پچھے
ہٹ کر عمران کی کرسی کے قریب کھو دیا ہو گیا۔ بعد جوئی نے
کرتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ سی یہ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔“ ”اوہ۔ اوہ۔“ — عمران
صاحب۔ جوئی نے ہوش میں آتے ہی احتمالی حرمت پھرے بھے
میں کہا۔ وہ چونکہ انڈر ورلڈ سے تعلق رکھتا تھا اس نے اس نے جلد
ہی اپنے آپ پر قابو پایا تھا۔

”تم مجھے جانتے ہو جوئی۔“ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔
”ہاں جتاب۔ آپ کو کون نہیں جانتا۔ مگر یہ کیا ہے۔“ جوئی
نے کہا۔

”تمہارے ساتھ جس آدمی کی لاش پڑی ہے اس کا نام آنا سلیم
ہے اور یہ انڈسٹریل اسٹیٹ کی پی کاک کیسیکر انڈسٹری میں پر جمع

بے دوائی کی حیاتی کے لئے سارے کسی گیس کے دس سلٹنڈر روزانہ
بے دوائی اسے خود براہ راست نہیں خرید سکتا کیونکہ اس دوائی کی
بیوی منوع ہے۔ اس نے خاصی بھاری رقم مجھے دی تھی اس نے
بیوی کے آنا سلیم سے کہا اور دس سلٹنڈر روزانہ میرے آدمیوں کو
بیوی نے تھا۔ پھر پہنچ روز بھی جیکن نے روک دیا کہ ابھی ایک
بیوی سپلانی نہیں چاہتے گی۔ پھر انہیں میں نے آنا سلیم کو روک
بیوی نے کہا۔

جیکن وہی ہے جو لاڑ ستونا کمپنی کا بنا سدھا ہے اور جس کا
اس کی پلاڑھ میں ہے۔ عمران نے کہا۔
بیاں۔ بیاں۔ وہی ہے۔ بیوی نے کہا۔

اس وقت کہاں موجود ہو گا تاکہ میں جھاری اس سے بات
دوں اور تم مجھے کنفرم کراؤ کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بچے
عمران نے کہا۔

اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہو گا۔ بیوی نے جواب دیا۔
اس کا پتہ۔ فون نمبر اور طیبہ بتا دو۔ عمران نے کہا تو بیوی
پتہ اور فون نمبر کے ساتھ ساتھ طیبہ بھی بتا دیا۔ عمران نے پاس
ہوئے فون کا رسیور انھیا اور تیزی سے نمبر پر لس کرنے شروع
ہے لیکن دوسری طرف گھنٹی مجھے کی آواز سنائی ویتی رہی لیکن کسی
رسیور نہ انھیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

بیوی۔ اس بیوی کو آف کر دو۔ عمران نے کہا اور ابھی کرو।

یہ ماسٹر۔ جوانا نے جواب دیا۔

بیوی کی ایک آنکھ تکال دو۔ عمران نے سرد بچہ میں کہا۔
یہ ماسٹر۔ جوانا نے کہا اور تیزی سے بیوی کی طرف بڑھ گیا۔
رُک جاؤ۔ رُک جاؤ۔ میں جو کہ رہا ہوں۔ رُک جاؤ۔ بیوی
نے جھینٹھے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے اہتمامی
کرپٹاک چھٹلی اور اس نے دوسری باتیں اس طرح سرپٹکتا شروع کر
دیا جیسے اس کی گردن میں سپرنگ لگ گئے ہوں۔ جوانا نے بھلی کی
تیزی سے اپنی کھوی انگلی اس کی آنکھ میں مار دی تھی۔ پھر اس نے
خون آلو والی بیوی کے بیاس سے ہی صاف کر لی۔

ای بیولو درست دوسری آنکھ بھلی تکال جائے گی اور تم بھیٹے کے
لئے اندھے ہو جاؤ گے۔ عمران نے سرد بچہ میں کہا۔
تم۔ تم کیا کر رہے ہو۔ تم خالم ہو۔ بیوی نے جھینٹھے ہوئے کہا۔
جوانا۔ اس کی دوسری آنکھ بھلی تکال دو۔ عمران نے سرد
بچہ میں کہا۔

رُک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رُک جاؤ۔ بیٹکت بیوی نے
بڑی باتیں جھینٹھے ہوئے کہا۔

کے بول دو گے تو بچے جاؤ گے درست چہارا حصہ عمران کا۔
عمران نے اہتمامی سرد بچہ میں کہا۔

میں جو سماں گا۔ یہ کام مجھے ایک ملن نیشنل ڈرگ کمپنی کے
ٹھانے جیکن نے دیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ انہیں کسی

آرنلڈ نے آفس میں موجود تھا کہ اچانک دروازہ کھلا تو آرنلڈ نے
رولک کر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے پیڑے پر حریت کے
ٹھیکنے اپنے آفس میں بیٹھ گئے۔

جیکن تم اور اس طرح اچانک کیا ہوا ہے۔ آرنلڈ نے
تعلیٰ حریت پرے لجئے میں کہا کیونکہ آفس میں داخل ہوتے والا
میں تھا۔

غصب ہو گیا میں۔ بھلے اس آغا سلیم کو اس کی رہائش گاہ سے
ٹھیک کیا گیا اور اب جوئی کو بھی انداز کر لیا گیا ہے اور پھر دونوں کی
اس ایک ویران طلاقے میں اکٹھی پولیس کو ملی ہیں۔ جیکن

میں اتنا متوجہ ہوئے میں کہا کہ آرنلڈ نے اختیار اچھل پڑا۔
کیا۔ کیا کہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کون آغا سلیم اور کون
کیا۔ آرنلڈ نے اتنا تھیت پرے لجئے میں کہا۔

ہوا۔ اسی لمحے میں پسل کی تجویزیت کی آوازیں ستائی دیں اور
ساتھ ہی جوئی کے حلق سے کربناک چھٹی نکلی لیکن عمران مزے بغیر
تھیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسرا کمرے میں
اگر اس نے رسیور انہما یا اور سپر پریس کرنے شروع کر دیتے۔

ایکسو۔ رایطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز ستائی دی۔

علیٰ عمران بول رہا ہوں ظاہر۔ راتا ہاؤس سے۔ اس ساری
بھیانک سازش کے بھچے جیکن کا باعث ہے اور جیکن اپنی رہائش گاہ
سے غائب ہے۔ اس کے آفس فون کیا جائے تو وہاں سے ہر بارہ ہی
جواب ملتا ہے کہ وہ جنس نور پر ملک سے باہر ہے۔ میں جسیں اس
کی رہائش گاہ کا پتہ اور اس کا علیٰ بتا دیتا ہوں۔ سیکرت سروس کو
حرکت میں لے آؤ اور اسے ٹرین کر کے دانش میں لاتے کا کہہ دو
تاکہ اس سے اصل سازش کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جا
سکیں۔ عمران نے سمجھیہ لجئے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے
رہائش گاہ کا پتہ اور جیکن کا علیٰ جو جوئی نے بتایا تھا تفصیل سے
دوہرایا۔

ٹھیک ہے۔ میں جو لیا کو کال کر کے کہ دیتا ہوں۔ دوسروں
طرف سے بلیک زیر و نے اس بارا پتہ اصل لمحے میں کہا۔

میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ جیکن دانش میں لجئے میں
فون کر دیتا۔ عمران نے کہا اور رسیور روک دیا۔ اسے یقین تھا کہ
سیکرت سروس جیکن کو جلدی تکالش کر لے گی۔

بے بخوبی ہو گئے۔ آج میں نے سوچا کہ دوبارہ کام شروع کر دیا جائے۔
چھانپے میں جوئی کے پاس گیا تو پتہ چلا کہ جوئی اپنی کسی دوست لڑکی
سے فلیٹ میں تھا اور اس لڑکی کو بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر جب اسے
ہوش آیا تو اس نے کلب قون کر کے بتایا کہ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا
ہے اور جوئی فلیٹ سے غائب تھا۔ اس سے صاف قابل ہے کہ جوئی کو
ہوا کیا گیا ہے۔ اس پر میں نے آقا سلیم کو قون کیا تو پتہ چلا کہ آقا
سلیم اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا کہ اچانک غائب ہو گیا۔ البتہ ایک
بڑی طرف کھوئی دیکھی گئی تھی۔ اس پر میں بے حد پریشان ہوا۔
پھر مجھے کلب سے اطلاع ملی کہ آقا سلیم اور جوئی دونوں کی لاٹھیں
میں کو ایک دران علاقتے سے ملی ہیں۔ دونوں کو گویاں مار کر
ٹاک کیا گیا ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں اپنی رہائش گاہ سے سیدھا
میں آگیا ہوں تاکہ آپ سے مل کر اب آگے کا لائچہ عمل ملے کیا جا
سکے۔ جیکن نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ پیشل پولیس ملٹمن تھیں ہوئی تھی یا لکھ
میں نے اصل یات کا سرانجام لگایا۔ کیا آقا سلیم اور جوئی دونوں
تمسیں جلتے تھے۔ آرنلڈ نے ہوش بھینٹے ہوئے کہا۔

آقا سلیم تو میری اصلیت سے واقف تھا میں اس سے نام کے
ہم سے ملا تھا۔ البتہ جوئی نہ صرف میرے بارے میں جانتا تھا بلکہ
میں رہائش گاہ سے بھی واقف تھا کیونکہ مجھے خصوصی شراب وہی
ہمالی کرتا تھا اور اس کا آدمی شراب براہ راست میری رہائش گاہ پر

ادہ بس۔ میں نے آپ کو تفصیلی رپورٹ دی تھی سارے کمر
گیس پھیلانے والے گروپ کی۔ جیکن نے کہا۔

”اچھا۔ اچھا۔ ہاں مجھے یاد آگیا ہے۔ لیکن کس نے انہیں انہوں اسی
ہے اور کیوں؟“ آرنلڈ نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اس
کے ذہن میں ابھی پوری طرح یات اچاگرہ ہوئی تھی۔

”باس۔ سارے کم کیس کو مختلف علاقوں میں پھیلانے کے سے
میں نے ایک مقامی آدمی کی خدمات حاصل کی تھیں یعنی سارے کم
کیس کے دس سلنڈر روزانہ حاصل کرنے اور پولیس تک معاملات
کو پہنچنے سے بچاتے کے لئے میں نے ماسٹر کلب کے جوئی کو بھاری رقم
دی تھی اور جوئی نے اندھری اسٹریٹ میں واقع پی کاک کیسکو
انڈسٹری کے پرچم آفیسر آقا سلیم کو اس کام کے لئے باہر کر دیا اور پھر
کیس پھیلانے والا گروپ روزانہ اس آقا سلیم کی رہائش گاہ سے سلنڈر
لے کر مختلف علاقوں میں پھیلاتا تھا کہ اچانک پیشل پولیس
نے سارے کم کیس کے بارے میں انکو اتری شروع کر دی اور پھر وہ آنا
سلیم تک پہنچ گئے۔ جیکن نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے یاد آگیا ہے۔ تم نے رپورٹ دی تھی۔ پھر آرنلڈ
نے کہا۔

”کو پیشل پولیس ملٹمن ہو کر واپس چلی گئی تھی یعنی ہم نے
ایک بفتہ کے لئے سارے کم کیس پھیلانے کا کام روک دیا تھا۔ اس
طرح کو ہماری سیل یکٹ ڈاؤن ہو گئی تھی یعنی ہم بہر حال ذاتی طور

تواب کیا، تو تاچلے لارڈ۔ آرنلڈ نے ہواں چھاتے ہوئے

جیکن کہاں ہے۔ لارڈ نے پوچھا۔
میرے پاس ہو ہو رہے۔ آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
تم دونوں فوری طور پر پاکیشیا چھوڑ کر کافستان پلے جاؤ۔ جس
میں بھلے جیکن گیا تھا۔ ابھی ٹلے جاؤ۔ فوری۔ میکن خیال رکھتا ہو
ہے کہ پیشل پولیس جیکن کو تلاش کر رہی ہو۔ لارڈ نے

لارڈ۔ پھر کیوں نہ جیکن کو بھجوادیا جائے۔ مجھے تو ہمارا کوئی
بھائی نہیں اور میں تو اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں جاتا کیونکہ میرا
اہم تو صرف رابطے کا ہے۔ آرنلڈ نے کہا۔
تم وہاں رک کر کیا کرو گے اور اگر جیکن ان کے ہاتھ لگ گیا
تم تک بھی پہنچ جائیں گے اور ہمارے ذریعے مجھ تک بھی۔
ہوتے کہا۔

ٹھیک ہے۔ پھر جیسے آپ کہیں۔ آرنلڈ نے کہا تو دوسری
وہ سے بغیر کچھ کہے رابطہ ثبت ہو گیا۔

جی کیا ہوا۔ لارڈ صاحب نے اپنیک رابطہ کیوں ختم کر دیا۔

میں نے پونک کر حیرت پھرے مجھے میں کہا۔

اس طرح انہوں نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ آرنلڈ نے
سلکاتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے میری کی درازی
پذفناام ہو چائے گی۔ لارڈ نے کہا۔

جیکن نے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے جوئی سے چہاری رہائش گاہ اور
چہار اعلیٰ سب کچھ معلوم کر لیا ہے اور وہ کسی بھی وقت تم پر ہاتھ
ڈال سکتے ہیں اور تم ان کے ہاتھ آگئے تو پھر سب کچھ سامنے آجائے ہو
یہ سب بہت براہم۔ آرنلڈ نے کہا۔
پھر آپ جیسے حکم دیں پاس۔ جیکن نے اور زیادہ پریشان
ہوتے ہوئے کہا۔

میں لارڈ صاحب سے پات کرتا ہوں۔ آرنلڈ نے پسند لئے
خاموش رہتے کے بعد کہا اور قون کار سیور المعاکر تیزی سے نیپر لیں
کرنے شروع کر دیے۔

لیکن لارڈ سنتا یوں رہا ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ
کی بھاری سی آواز سنائی دی۔
آرنلڈ یوں رہا ہوں چیف۔ پاکیشیا سے۔ ایک اہم سند پیش آ
گیا ہے۔ آرنلڈ نے کہا۔

کیا ہوا ہے۔ دوسری طرف سے ہونگ کر کہا گی تو آرنلڈ
نے جیکن کی روپورٹ دوہرایا۔

اوہ۔ دیری ہیئ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں پاکیشیا میں اپنا
بیٹ ورک اب ثبت کرنا ہو گا ورنہ کسی بھی لمحے تم لوگ ان کے قابو
میں آسکتے ہو اور اگر تم ان کے ہاتھ آگئے تو پھر کمپنی پوری دیسا میں
پذفناام ہو چائے گی۔ لارڈ نے کہا۔

گیا۔ جیکن کو لا رہا صاحب نے مستقل طور پر اکھد بیا والیں ہلو اپنا
ہے اور وہ پیاس جا چکا ہے۔ اب جیکن کی جگہ لا رہس کو صان بھیجا جا
رہا ہے اور وہ دو تین روز تک پہنچ جائے گا۔ تم اتنے دن تجھی کر سکتے
ہو۔ اگر چاہیو تو اپس بند کر کے میرے پاس آجائو۔ جیکن میں اپنے
علوم ہے۔ آرٹلڈنے کہا۔

اوہ۔ کیا واقعی۔ جیلے کی طرح آپ اس یار بھی ایک رات کے
وسیز اڑاکر دیں گے۔ کیا واقعی۔ دوسری طرف سے مارشیا نے
پونک کر سرت بھرے لجئے میں کہا۔

باں۔ گیوں نہیں۔ تم پتیزی اسکی ہو کہ تم پر گروگوں ڈال رہے
بھی تھا ورنہ کے جا سکتے ہیں۔ تو میں جیکن کی وجہ سے تھیوں تھا ورنہ
تو میں جیکن مستقل طور پر ہی اپنے پاس رکھ لیتا۔ آرٹلڈنے
ہرے عاشقانہ لجئے میں کہا۔

پھر تو میں فوراً آرہی ہوں۔ یہ صد شکریہ۔ مارشیا نے
اچھائی سرت بھرے لجئے میں کہا تو آرٹلڈنے رسیور رکھ دیا۔ پھر
تحوازی در بند دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے
آرٹلڈنے کو سلام کیا اور پھر اس نے فرش پر پڑی ہوتی جیکن کی لاش کو
الحایا اور کائد ہے پر ڈال کر واپس مزگیا۔

جیکن کی سیکرٹری مارشیا آرہی ہے۔ اسے میرے آفس میں بھجو
دشوار دہی۔ آرٹلڈنے کہا۔

کھول لی۔

کس بات کی اجازت جیکن نے پونک کر کہا۔
جیکن ہلاک کرتے کی آرٹلڈنے ہڈے دو ساٹ اندراز میں
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ میں کی کھلی دراز سے باہر آیا تو اس
کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پیش موجود تھا۔ پھر اس سے ہٹلے کر
جیکن کچھ کس آرٹلڈنے نرگیر دبادیا۔ دوسرے لمحے ہنکا سادھاک ہوا
اور اس کے ساتھ ہی جیکن جتھا ہوا کری سیت یعنی فرش پر جا گرا
اور پسند لمحے تھپتے کے بعد ساکت ہو گی تو آرٹلڈنے ایک طویل
سائنس یا اور پھر پیش داپس دراز میں رکھ کر اس نے فون کا رسیور
انٹھایا اور نسپر میں کرنے شروع کر دیے۔

لیں۔ روڈی بول رہا ہوں۔ ایک ہر داد آواز ستائی دی۔
روڈی۔ جیکن کو لا رہا صاحب نے موت کی سزا دے دی ہے
کیونکہ اس کی وجہ سے پورا بیت درک اوپن ہو رہا تھا۔ تم اس کی
لاش میں آفس سے انھا کر لے جاؤ اور ہر قیمتی بھی میں ڈال دو۔
آرٹلڈنے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹوں آتے
پر تیزی سے نسپر میں کرنے شروع کر دیے۔

لیں۔ جیکن اینڈ کمپنی۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی
آواز ستائی دی۔

آرٹلڈنے بول رہا ہوں مارشیا۔ آرٹلڈنے کہا۔
اوہ آپ۔ فرمائی۔ دوسری طرف سے مودباد لجئے میں کہا۔

نے میرا استھان کرنا تھا۔ مارشیا نے متیناتے ہوئے کہا۔
اوکے۔ آرتلڈ نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر میری کی دراز کھولی اور ایک بار پھر پٹل
ڈال یا اور پھر اس سے جیتے کہ مارشیا کچھ کہتی آرتلڈ نے عزیزگرد پاہدیا اور
اس کے ساتھ ہی مارشیا کے حلق سے احتیاطی کر بنا کیجھ نکلی اور وہ
بھی جیکن کی طرح کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گئی اور جند لئے ہوب
کر ساکت ہو گئی۔

- بھیوری تھی مارشیا۔ جیکن نہ ملتا تو پیشل پوسیں تمہیں عجم
لستی اور تم بھی میرے بارے میں جانتی تھی۔ اب میں مکمل خود پر
محفوظ ہو چکا ہوں۔ آرتلڈ نے یہ بڑاتے ہوئے کہا اور پیشل واپس
میر کی دراز میں ڈال کر اس نے فون کا رسیور انٹھایا اور کیے بعد
ویگنے دو نمبر پر میں کر دیئے۔

- میں - روڈی بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے روڈی کی
توواں ساتھی دی ہو جیکن کی لاش لے گیا تھا۔

- کیا ہوا جیکن کی لاش کا۔ آرتلڈ نے پوچھا۔

- آپ کے عالم کی تعییل کر دی گئی ہے۔ اس کی لاش برقی بھی
میں بدل کر رکھ ہو چکی ہے بس۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

- اوکے۔ اب اگر مارشیا کی لاش لے جاؤ اور اسے بھی برقی بھی
میں ڈال دو۔ آرتلڈ نے کہا۔

- اوہ - اوہ - بس - کیا مارشیا کو بھی لارڈ صاحب نے سزا دی

- میں پاس۔ روڈی نے کہا اور اس انٹھا کر باہر نکل گیا۔
- بھیوری تھی جیکن - ہمارے سامنے آئے کی وجہ سے میں اور
لارڈ سب کچھ اوپن ہو جاتا جیکہ ابھی میں نے بھائی نارگی کو کرنا
ہے۔ آرتلڈ نے یہ بڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد
دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی باتھ میں بیگ نکلے اندر داصل
ہوتی۔ یہ مارشیا تھی۔

- آؤ سٹھو مارشیا۔ آرتلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

- کیا واقعی - آپ دوبارہ مجھے دس ہزار ڈالر دیں گے۔ کیا
واقعی۔ مارشیا نے ایسے لمحے میں کہا جسے اسے یقین د آرہا ہو۔

- پاس ضرور۔ لیکن مجھے بتاؤ کہ آفس بعد کر کے آئی ہو یا
نہیں۔ آرتلڈ نے کہا۔

- یا کل جناب۔ آفس بعد کر کے میں نے اس پر پلیٹ نگاہی ہے

کہ آفس ایک ہفتے کے لئے بند رہے گا۔ مارشیا نے جواب دیا۔

- تم نے بھائی آتے سے جیلے کسی کو اس کے بارے میں اطلاع آئی
نہیں دی۔ آرتلڈ نے کہا تو مارشیا نے انتیار پوچھا۔

- اطلاع۔ کیسی اطلاع۔ مارشیا نے حیرت بھرے لمحے میں
کہا۔

- ہی کہ تم میرے پاس جا رہی ہو۔ آرتلڈ نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

- نہیں۔ میں نے کے اطلاع دینی تھی۔ اکیلی راتی ہوں۔ کس

- پھر فیض تو مکمل ہو چکا ہے۔ - پس فیض باقی رہتا ہے۔

- آنند نے جواب دیا۔

- توب کیا پر وگرام سے تھارا۔ لارڈ نے پوچھا۔

- میرا خیال ہے کہ کافرستان سے رہرو کو کال کر کے بخوبی مکمل کر دیا

سے یہ اپ قائم کر کے یاتی۔ پس فیض نارگ بھی مکمل کر دیا

لے۔ آنند نے کہا۔

- ہاں۔ نحیک ہے۔ لیکن جلدی نارگ مکمل کر دیونکہ میں

نے ابی یماری کرانٹو کی بیکنگ کر لی ہے اور اب وہ پورے شرقی

محلی میں پھیلانا یاتی ہے۔ اس کا علاج اتنا ہے تو پس ہے لیکن

س میں بچت کافی ہے۔ لارڈ نے جواب دیا۔

- کرانٹو۔ یہ کون سی یماری ہے لارڈ۔ آنند نے پوچھا۔

- شمالی افریقیہ کے گھنے جنگلات میں ایک قبیلہ رہتا ہے کرانٹو۔

- صدیوں سے ایک تھاں وائز پایا جاتا ہے جسے کرانٹو وائز

ہے۔ اسے اس کا انتظامی سربراہ ہے۔ اسے اس کا

کہا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے مریض کو اسٹانی سے بخار ہو جاتا

ہے اور اس قدر تسلیک کے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اسے کرانٹو

کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے مختتم ہو جاتا ہے لیکن اس کا

مریض بھیش کے لئے مخلوق ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج ابھی حال ہی

جی سلستے آیا ہے۔ اب اس کرانٹو یماری کو پھیلانا ہے۔ لارڈ نے

- اس کا تو وائز پھیلانا ہو گا۔ آنند نے کہا۔

- اس کا تو وائز پھیلانا ہو گا۔ آنند نے کہا۔

ہے۔ روڈی نے چونک کر اور حریت بھرے لجے میں کہا۔

- ہاں۔ کیونکہ جیکن اور مارشیا دونوں کے بیچے سپیشل پولیس

لگ گئی تھی اور اگر انہیں موت کے گھات میں اتنا راجاتا تو یہ ہماری

نشاندہی کر دیتے۔ آنند نے کہا۔

- میں سر۔ میں سمجھ گیا ہوں جاتا۔ نحیک ہے۔ میں آرہا

ہوں۔ روڈی نے کہا تو آنند نے رسیور رکھ دیا۔

- اب ایک ہفتہ مزید خاموش رہنے کے بعد میں کافرستان سے

رہرو کو کال کر لوں گا اور پھر سار کم کیس کا میسا سیٹ اپ کام شروع

کر دے گا تاکہ ہمارا نارگ پورا ہو سکے۔ آنند نے اٹھیاں

بھرے انداز میں بڑیاتے ہوئے کہا اور پھر تمہاری دیر بعد روڈی

دروازے سے اندر واصل ہوا اور مارشیا کی لاش اٹھا کر لے گیا تو آنند

نے فون کار رسیور اٹھایا اور تیزی سے تیزی میں کرنے شروع کر دی۔

- میں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے لارڈ کی آواز

ستائی دی۔

- آنند بیویوں چیف۔ آنند نے کہا۔

- ہاں۔ کیا ہوا جیکن کا۔ لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

- میں نے اسے اور اس کی سیکرٹری کو قوری طور پر کافرستان بھجو

دیا ہے۔ آنند نے کہا۔

- نحیک ہے۔ اب تم محفوظ ہو۔ ابھی ہاں کتنا نارگ باقی

رہتا ہے۔ لارڈ نے اٹھیاں بھرے لجے میں کہا۔

"ہاں - لیکن یہ اہتمامی آسمانی سے پیدا بھی کیا جا سکتا ہے اور پھیلایا بھی جا سکتا ہے - اس کی فکر مت کرو - تم ہی بی کانٹارگ پورا کرو تاکہ پھر کراٹو بخار کو پھیلایا جاسکے۔ لارڈ نے کہا۔

"اوکے لارڈ۔ آرٹلڈ نے مرت بھرے لبھے میں کہا کیونکہ ظاہر ہے اگر اس تھی بیماری کی ذرگ میں بچت زیادہ ہو گی تو اس کا مکملین بھی بڑھ جائے گا اور یہ اس کے لئے واقعی خوشخبری تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو یلیک ترد
اتر انداختہ کھرا ہوا۔

- یعنیو - عمران نے رسی سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی شخصیوس کری پر بیٹھ گیا۔

- کوئی رپورٹ ملی ہے اس جیکسن کے بارے میں - عمران
لے پوچھا۔

- نہیں عمران صاحب - سیکرٹ سروس اسے دو روز سے پورے
دارالحکومت میں تلاش کرتی پھر رہی ہے لیکن وہ تو گدھے کے سرے
سیکھوں کی طرح غائب ہو گیا ہے - اس کا آفس بند ہے اور اس پر
بیٹ گلی ہوئی ہے کہ آفس ایک ہفتے کے لئے بند رہے گا - اس کی
سکریٹری جس کا نام مارٹیا بیا گیا ہے وہ بھی غائب ہو گئی ہے - اس
کی رہائش گاہ بھی بند ہے جبکہ جیکسن کی رہائش گاہ بھی غالی پڑی ہوئی

ہے۔ جو بیا کا بھر یکجنت مودیا نہ ہو گیا تھا۔
جیس کی سکر ٹری مارشیا کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ عمران
چا تو دوسری طرف سے جو بیا نے رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔
پس تم نے خود جا کر اس بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔
نے کہا۔

میں جاتا۔ صدقہ اور تسویر اس لڑکی مارشیا کو تلاش کر رہے
بے باقی یہم جیکن کو تلاش کر رہی ہے۔ جو بیا نے جواب
ہوئے کہا۔

تمہارے اندر ان سب سے زیادہ صلاحیتیں ہیں جو بیا۔ مجھے
پتہ کہ اگر تم خود کو شش کرتی تواب سک کوتی نہ کوتی کلیو
ہوتا۔ عمران نے کہا۔

بلیک پوسٹ اب میں خود بھی کوشش کرتی ہوں۔ جو بیا
سرت بھرے لئے میں کہا۔ قابلہ پر ایکسٹو کی طرف سے اس کی
دن کھلے عام تعریف نے اسے مسروپ تو کرنا ہی تھا۔

میں عمران کو جہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ تم نے عمران کے
خیل کر مارشیا کو تلاش کرنا ہے۔ عمران نے کہا تو سلے
بلیک زردو بے اختیار سکرا دیا۔

بھی۔ عمران کو بھیجتے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلی اسے
کیوں گی۔ جو بیا نے کہا۔

مجھے مارشیا اور جیکن دونوں فوراً چاہتیں اور پوری

ہے۔ سیوں لگتا ہے کہ دو توں اچانک غائب ہو گئے ہوں۔ بلیک
زردو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ کہیں ملک سے باہر نہ چلے گے ہوں۔ عمران نے کہا۔
انکا تو ایسے ہی ہے۔ بلیک زردو نے جواب دیا۔

سیکرٹ سروس کو کوتی نہ کوتی کلیو تو بہر حال وصولہ حداہی
چلے ہے تھا۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باختہ جزا
کر رہیور انھیا اور تیزی سے نسپریں کرنے شروع کر دیے لیکن پھر
اچانک اس نے رہیور رکھ دیا۔

بھلے یہ بتاؤ کہ جو بیا نے کب آفری بار تھیں روپورٹ دی تھی۔
ومرمان نے بلیک زردو سے پوچھا۔

امبھی ایک گھنٹہ بھلے۔ کیوں۔ بلیک زردو نے چونک کر
کہا۔

کیا جو بیا خود بھی اس تلاش میں شامل ہے یا صرف پورنس لے
رہی ہے۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں۔ وہ سب سے روپورنس لے رہی ہے۔ بلیک انہوں
نے جواب دیا تو عمران نے ایک بار پھر باختہ جزا کر فون کا رسیور
انھیا اور نسپریں کرنے شروع کر دیے۔

جو بیا بول رہی ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جو بیا کی اواز
سناتی دی۔

ایکسٹو۔ عمران نے نصوص مجھے میں کہا۔

عمران بیٹھ کر بیٹھے مجھے جو چیز کرو پھر باہر جائیں گے۔

اہمی سنجیدہ مجھے میں کہا۔
جذباتی معاملہ نہیں ہے۔ کمکی - ہلکہ ہمارے سامنے ملکی معاشرت
میں۔ عمران نے مخصوص مجھے میں عزاتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے سر۔ میں انتظار کرتی ہوں۔ جو یا نے بگو۔
ہوئے مجھے میں کہا تو عمران نے رسپور رکھا اور اسکے کھدا ہوا۔
جو یا اب آپ سے الرجک ہو چکی ہے عمران صاحب۔ بلکہ
ترودنے بھی انتھتے ہونے مسکرا کر کہا۔

دیکھو کب تک رہتی ہے الرجک۔ عمران نے بھی
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تجزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی
کیا معلومات ہیں۔ عمران نے اہمی خشک مجھے میں کہا۔
 Traff ہڑھ گیا۔ تھواڑی در بعد اس کی کار تجزی سے اس بندگ کی
کیا بات ہے۔ تمہارا رویہ اس طرح کیوں ہے۔ جو یا نے
پارکنگ میں کار روک کر عمران نے اتنا اور پھر کار لاک کر کے جو چیز
سی جیوں کی طرف ہڑھ گیا۔ تھواڑی در بعد وہ جو یا کے قلیٹ کے
دوڑے پر موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا ہٹن پہنچ کر دیا۔

کون ہے۔ ذور فون سے جو یا کی آواز سنائی دی۔
علی عمران ہوں۔ مس جو یا نا فڑ واڑ۔ عمران نے اہمی
سنجیدہ مجھے میں کہا۔

اچھا۔ جو یا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی لکھ کی تو اس اب فشویات میں شامل ہو گئی ہوں۔ انکھوں اور دفعہ ہو
آواز کے ساتھ ہی ذور فون بند کر دیا گیا۔ جملوں بحد دروازہ کھلا ایں۔ لکھو جہاں سے۔ ابھی اور اسی وقت اور آئندہ مجھے نظر مت
جو یا باہر آگئی۔ وہ شاید ہٹلے سے تیار بیٹھی تھی۔

سکرٹ سروس ابھی تک معمولی سا کلیو بھی حاصل نہیں کر سکے۔

جذباتی معاملہ نہیں ہے۔ کمکی - ہلکہ ہمارے سامنے ملکی معاشرت
میں۔ عمران نے مخصوص مجھے میں عزاتے ہوئے کہا۔

جو یا اب آپ سے الرجک ہو چکی ہے عمران صاحب۔ بلکہ
ترودنے بھی انتھتے ہونے مسکرا کر کہا۔

دیکھو کب تک رہتی ہے الرجک۔ عمران نے بھی
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تجزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی
کیا معلومات ہیں۔ عمران نے اہمی خشک مجھے میں کہا۔
 Traff ہڑھ گیا۔ تھواڑی در بعد اس کی کار تجزی سے اس بندگ کی
کیا بات ہے۔ تمہارا رویہ اس طرح کیوں ہے۔ بندگ کی
پارکنگ میں کار روک کر عمران نے اتنا اور پھر کار لاک کر کے جو چیز
سی جیوں کی طرف ہڑھ گیا۔ تھواڑی در بعد وہ جو یا کے قلیٹ کے
دوڑے پر موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا ہٹن پہنچ کر دیا۔

کون ہے۔ ذور فون سے جو یا کی آواز سنائی دی۔
علی عمران ہوں۔ مس جو یا نا فڑ واڑ۔ عمران نے اہمی
سنجیدہ مجھے میں کہا۔

اے۔ وہ تو میں نے تمہیں مزید بلوصورت بات کے دل
پھر کہ کر ڈالیا کبو لے تھے۔ ہر حال اس بار شایکے بارے میں
تمہیں جو معلومات ہوں وہ بتا دو۔ چیف انہیں ٹکلاش کرنے سے ہے
جیسے ہیں، وہ بتا ہے اور اگر اسے غصہ آگئی تو پھر میں تم سے بھی زیادہ
بصورت لگنے لگ جاؤں گا۔ عمران نے کہا تو جو بیان ہے اختصار
سے چین۔

تم واقعی دنیا کے سب سے سخت پھر جو۔ اہمیت سخت۔ جو بیان
نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا۔

اے۔ وہ تو میرا بیوی و مرشد کر علی قریبی ہے۔ ہمارہ سخون۔
یعنی اس ہمارہ سخون میں بھی سوراخ ہوتا شروع ہو گئے ہیں۔ ملکہ تے
کالہ بام سراجام دے دیا ہے۔ عمران نے کہا۔

تم بمردا ایک جیسے ہوئے ہو۔ قصی ایک جیسے
بصورت سکراتے ہوئے کہا۔

مظہوم واقعی ایک جیسے ہی ہوئے ہیں۔ صرف مظہوم۔ ہر حال

ایک جوں کا ہن پی لو۔ اس سے تمہارا ہاتھی بلڈر بیٹھتا رہ جائے گا۔ ایک بات ہے۔ اب تم ہلکے سے زیادہ بلوصورت لگے

کیا بات ہے۔ تم اس میں صورت سے زیادہ دلچسپی لیئے لگ جاؤ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو بیان ہے اختصار ایک طویل سائنس لیا اور پھر اس نے اب کر دینے کی طرف بیٹھا۔ جو بیان لے ہو۔ کیوں۔ جو بیان لے ہو۔ کیوں۔

اویا کے اس رد عمل نے بتا دیا تھا کہ ایک ہی جھٹکا اس کے لئے کافی

ہوا ہے۔

میں نہیں۔ چہارا چیف اس میں دلچسپی لیئے لگا ہے۔ بھتے بھی

ساتھ ہی وہ ابھر کر یا باتھ روم کی طرف دوڑ گئی تو عمران کے بیوں
بیکی سی مسکراہت ابھر آئی۔

میں۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ عمران نے ہر جا
ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی ابھر کر دینے کی طرف بیٹھ کر اس سے
جوں کا ایک من تکالا اور واپس آکر اسے کھول کر پس کر
شروع کر دیا۔ تھوڑی در بھر جو بیان دیا تو اس کی سوچی ہوئی
آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ باتھ روم میں روتی رہی ہے۔

تم۔ تم ابھی تک بیٹھے ہوئے ہو۔ جو بیانے کیا۔

اے۔ یہ تو تم نے بتایا ہی تھیں کہ میں کہاں چاہیں
تمہارے علاوہ میں تو اور کسی کو جانتا ہی نہیں۔ عمران نے
بڑے نرم لمحے میں کہا۔

تم۔ تم گر گئے ہو۔ آدمی نہیں۔ تم تھیں انسان نہیں ہو۔
جو بیانے ہوئے ہوئے کہا۔

ایک جوں کا ہن پی لو۔ اس سے تمہارا ہاتھی بلڈر بیٹھتا رہ جائے گا۔ ایک بات ہے۔ اب تم ہلکے سے زیادہ بلوصورت لگے

کیا بات ہے۔ تم اس میں صورت سے زیادہ دلچسپی لیئے لگ جاؤ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو بیان ہے اختصار ایک طویل سائنس لیا اور پھر اس نے اب کر دینے کی طرف بیٹھا۔ جو بیان لے ہو۔ کیوں۔

تم نے اس انداز میں بھتے بھت کیوں کیا تھا جیسے تم واقعی کے لئے ہوتا ہوا ہے۔

جلنتے تک نہیں۔ جو بیانے ہوئے ہوئے کہا۔

تھہری نہیں کرتے اس طرح محبوب بھی شاعر کی پوجا کے باوجود وہ
بت کی طرح رد عمل ظاہری نہیں کرتا۔ عمران نے باقاعدہ
بسات کرتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی جہاری طرح کسی اور دنیا کے رہنے والے ہوتے
ہیں جو یا نے فلیٹ کا دروازہ لاک کرتے ہوئے کہا تو عمران
بھی اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ جہاری بات درست ہے۔ شاعر دراصل خفیہ عاشق
ہوتے ہیں۔ بے چارے کھلے عام پتھر کھانے سے ڈرتے ہیں اس لئے
خلا پر اکر شاعری میں بات کرتے ہیں۔ عمران نے مسکراتے
ہے جواب دیا۔

”عمران۔ مجھے اس کیس کی سمجھ نہیں آئی۔ آخر یہ کس قسم کا
ہے۔ اپنانک جو یا نے احتیائی سنجیدہ مجھے میں کہا۔
”جب تک شادی نہ ہو کس کے سمجھ میں آسکتا ہے۔ عمران
لے سنجیدہ مجھے میں جواب دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ مشن کیس اور شادی میں کیا تعلق۔ جو یا
ہے عمران کی بات کا مطلب سمجھ سکی تھی۔

”ارے۔ تم مشن کیس کی بات کر رہی ہو۔ میں سمجھا لیڈی
کڑوالے کیس کی بات کر رہی ہو۔ عمران نے کہا تو جو یا کا
ہمیگت بگدا گیا۔

”تم اب احتیائی گھٹایا باتیں کرنے لگے ہو۔ نا نس۔ کیا اب

اس نے مجھے توں پر کہا تھا کہ اگر میں نے مارشیا کو تلاش نہ کیا تو وہ
مجھ پر احتیائی سخت سزا نافذ کر دے گا۔ عمران نے کہا تو جو یا بے
اختیار ہنس پڑی۔

”مارشیا کی رہائش گاہ وار ان روڈ پر واقع سار پلازہ کے فلیٹ نمبر
ایک سو آٹھ میں ہے۔ میں مجھے اتنا معلوم ہے۔ جو یا نے کہا۔

”تو پھر آؤ چلیں۔ آج کسی خاتون کے کمرے کی تلاشی لے کر
دیکھیں کہ کیا ہلتا ہے۔ عمران نے انشتہ ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ جہار اکیا خیال ہے۔ ہاں سے کیا ملے گا۔ جو یا
نے بھی انشتہ ہوئے چونک کر کہا۔

”وہ ایک شام نے کہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے گھر
سے دو چیزوں ہی مل سکتی ہیں۔ سجدہ تصور بہاں اور پحمد حسینوں کے
خطوط اس لئے مارشیا کے کمرے سے بھی شاید ایسا ہی کچھ ملے۔
عمران نے مڑ کر دروازے کی طرف ہٹتے ہوئے کہا تو جو یا بے اختیار
ہنس پڑی۔ وہ واقعی اب نارمل دکھائی دے رہی تھی۔

”یہ تصور بہاں کا کیا مطلب۔ کیا وہ شاعر ہندو تھا ہو۔ توں کی
تصویر یہ اس کے پاس تھیں۔ جو یا نے فلیٹ سے ہاہر آتے
ہوئے کہا تو اس بار عمران نے اختیار ہنس پڑا۔

”بہاں سے شاعر کا مطلب محبوب ہوتا ہے کیونکہ شاعر اپنے محبوب
گی پوجا یا کل اسی طرح کرتا ہے جس طرح توں کی پوجا کی جاتی ہے
اور یہ بہت اس پوجا کے باوجود وہ بہت ہی رہتے ہیں۔ وہ کوئی رد عمل

بھی آنکھوں اور دماغ کا رابطہ بلاک ہو جاتا ہے لہیں نے کوئی نظر
بات تو نہیں کی تھی۔ تم تے خود ہی سچانے سیری بات سے کلیا
مطلب اخذ کر لیا۔ عمران نے اس بار سنجیدہ تھے میں وفات

کرتے ہوئے کہا تو جو یا یے اختیار ہنس پڑی۔
تم سے یا توں میں نہیں جیتا جا سکتا۔ یہر حال میں یہ پہچھہ رہی
تھی کہ یہ مش کیا ہے۔ اگر صنوئی طور پر یہ بیماری چھیلاٹی جا رہی
ہے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ علاج تو یہر حال موجود ہے۔ جو یا
نے کہا۔

“علاج بے حد ہے اور ہر آدمی یہ علاج کرنے کی استعداد
نہیں رکھتا۔ اب تم خود سوچو اگر پاکیشیا کے پندرہ کروڑ افراد میں
سے دو تین کروڑ افراد بھی اندھے ہو جائیں تو ملک کی کیا حالت ہو گی
جیکہ یہ عالم لوگ صرف ستافع کماتے کے چکر میں پوری دنیا کے افراد
کو تابیخ کرنے کے خواہشمند ہیں۔” عمران نے کہا تو جو یا نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس دوران وہ دونوں کار میں بیٹھ کر
سار پلازوں کی طرف روایت ہو چکے تھے۔ کار عمران کی تھی۔ تھوڑی زبرد
بجد وہ شادر پلازوں پہنچ گئے۔ عمران نے کار موزی اور اس رہائشی پلازوں
کی پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جو ایک سائیڈ پر بنی ہوئی تھی۔ وہاں
پہنچ سے کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ عمران نے کار سائیڈ پر
روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے اور تھوڑی در بجد وہ دونوں مارشیا
کے فلیٹ کے پندرہ روازے کے سامنے موجود تھے۔ دروازے پر مارشیا

تجھیں تحریری نہیں رہی کہ کسی سے کس طرح بات کی جاتی ہے۔ جو یا نے عصیلے لمحے میں کہا۔

“اے۔ اے۔ تم تو خواہ نخواہ غصے میں آگئی۔ اب مجھے چیز
سے بات کرتا پڑے گی کہ وہ سپران کا باقاعدہ سالانہ نہیں بلکہ ماہان
طبی معافیت کرایا کرے۔” عمران نے کہا۔
کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم یہ گھٹیا بات کر رہے ہو۔ جو یا کا
چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے شایدی طبی معافیت کا نکل لیڈی ڈاکٹر
والے کس سے جا ملایا تھا۔

تجھیں جس طرح غصہ آنے لگ گیا ہے یہ ہاتھ پریشر کی نشانی
ہے اور ہاتھ پریشر کو طبی لحاظ سے خاموش قابل کہا جاتا ہے اس
لنے طبی معافیت ضروری ہے تاکہ ایسی ہطرناک بیماریوں کا پتہ چلایا
جائے۔ عمران نے جلدی سے دعا صاحت کرتے ہوئے کہا۔

“تم نے بات ہی ایسی کی تھی۔ بظپریشر تو ہاتھی ہوتا ہی تھا۔
جو یا نے ہوت پڑھاتے ہوئے کہا۔

میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ مش کیس اس وقت کو
میں آسکتا ہے جب آدمی شادی شدہ ہو۔ یہ مش ایک ایسی بیماری
سے متعلق ہے جسے ہی کہا جاتا ہے۔ اس بیماری میں آنکھوں اور
دماغ کا رابطہ بلاک ہو جاتا ہے اور انسان مکمل اندھے پن کا شکار ہو
جاتا ہے اور شادی شدہ آدمی کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے کہ
باوجود آنکھوں کے اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی

لیا جیسے اس کا کسی معاطلے سے سرے سے کوئی تعلق نہ ہو۔
سوری سہاں واقعی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے مشکوک کہا جا
سکے۔ جو لیا نے مکمل اور فصیلی تلاشی لینے کے بعد فیصلہ کن لجھے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

“کمال ہے۔ خاتون ہوتے کے باوجود تم تلاشی نہیں لے سکی۔
حیرت ہے۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

“کیا مطلب۔ میں کہہ رہی ہوں کہ سہاں کوئی مشکوک چیز نہیں
ہے اور واقعی نہیں ہے۔ جو لیا نے کافی کھانے والے لجھے میں
کہا۔

“تمہارے نزدیک مشکوک چیز کیا ہوتی ہے۔ عمران نے
سکراتے ہوئے کہا۔

“کوئی ڈاڑھی، کوئی کارڈ، کوئی قون نسیہ یا کوئی ایسی چیز جس سے
لے ٹھیس کیا جاسکے۔ جو لیا نے کہا۔

“لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اس کا جیولری باکس دیکھنے
میں ہی سارا وقت لگا دیا تھا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو
ہوایا کا بھرہ سے سے لال بھجوکا سا ہو گیا۔

“ناٹس۔ میں چیک کر رہی تھی کہ اس جیولری باکس میں
کوئی خفیہ خاد تو نہیں ہے اور بس۔ جو لیا نے پھر کھانے
والے لجھے میں بھاپ دیا۔

“چلو۔ میں جیولری دیکھ لیتا ہوں۔ شاید قسمی ہو تو مجھے آسانی ہو۔

کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے جیب سے ایک تار نکالی
اور بند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکے تھے۔ راہداری
جنونکے خالی پڑی ہوئی تھی اس لئے وہ اطمینان سے اندر آگئے اور عمران
نے دروازہ بند کر دیا۔

سہاں کی تلاشی لی جا چکی ہے۔ جو لیا نے منہ بناتے ہوئے
کہا کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران سہاں تلاشی لینے آیا تھا
ورست مارشیا تو سہاں موجود نہیں تھی۔

“اسی لئے تو جیسی ساتھ لے کر آیا ہوں۔ عقائد وہی ہوتا ہے جو
عقل سے کام لے۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

“کیا مطلب۔ جو لیا نے سرت بھرے لجھے میں کہا۔
“کسی خاتون کی بائش گاہ کی تلاش خاتون ہی بہتر انداز میں لے
سکتی ہے۔ مرد نہیں لے سکتا۔ عمران نے دفاقت کرتے
ہوئے کہا تو جو لیا بے اختیار نہیں ہوئی۔

“تمہارے پاس ہر بیات کا پتھری جواب تیار ہوتا ہے۔ جو لیا
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

“فرمانبرداری اسی کو کہتے ہیں اور میں فرمانتہرداری میں اول آ سکتا
ہوں۔” عمران نے قدرے رومنس بھرے لجھے میں کہا۔

“بس۔ بس۔ اب یہ باتیں مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ جو لیا
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود آگے بڑھ کر فلیٹ کی تلاشی
لیتی شروع کر دی جبکہ عمران ایک طرف کری پر اس انداز میں بیٹھ

ہے۔ عمران نے تاپس کی ایک جوانی تیس سے ایک
انٹھا کر اسے روشنی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
”جیسا بات ورنہ ہے اور ایسا ہونا بھی چلے ہے۔ پھر میں
بلنے کیوں خواہ نواہ خوش فہمیوں میں بیکار ہتی ہوں۔“ جو یا
نے دھویں سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار سکرا دیا۔ اس
وہاں عمران نے جیولری باکس کی ایک ایک چیز کو چھک کیا اور
میں میز پر رکھا گی۔ لیکن یہ سب واقعی عام سی جیولری تھی۔
عمران نے باکس کو اٹھایا اور اسے پلٹ کر اس نے میز پر رکھا اور
وہرے لمحے میں صرف عمران بلکہ جو یا بھی چونکہ پڑی کیونکہ باکس
کے نعلے حصے میں ایسی لکڑی نظر آری تھی جسے دہان کوئی خفیہ خاتمہ ہو
عمران نے انگوٹھے سے سائیڈ کو دبایا تو جلد لمحوں بعد کھٹاک کی آواز
کے ساتھ ہی ایک خادہ کھل گیا۔ اس کے اندر ایک بیٹک رسید
ہو ہو دی۔ عمران نے رسید المحتالی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر
دیا۔ اس کے بھرے پر گہری سخیوں کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
”کیا ہے یہ۔“ جو یا نے حرمت بھرے لمحے میں کہا۔
”وس لاکھ ڈالر کا چھک مارشیانے بیٹک میں جمع کرا یا تھا۔ دو ماہ
کھٹ کی تاریخ میں۔ یہ اس کی رسید ہے۔“ عمران نے کہا۔
”تو اس میں کیا خامس بات ہے۔“ جو یا نے منہ بتاتے ہوئے
کہا۔
”ایک عام سی سیکھ ٹری کو دس لاکھ ڈالر کا چھک بغیر کسی وجہ
کیا۔“ جو یا نے چونکہ کہا۔

جائے گی۔ عمران نے اس الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس
کے نعلے خاتمے میں جیولری باکس موجود تھا۔
”کسی آسانی۔“ جو یا نے چونکہ کہا۔
”منہ دکھائی میں جیولری دینی پڑتی ہے اور میں بے چارہ مغلیس
اور قلاش آدمی ہوں۔ میں جیولری تو ایک طرف جیولری باکس بھی
نہیں غرید سکتا۔ اس طرح یہ جیولری میں اپنی طرف سے آسانی سے
دے کر سرخود ہو جاؤں گا۔“ عمران نے جواب دیا۔
”تو تم چوری کی جیولری دو گے منہ دکھائی میں۔“ جو یا نے
بے اختیار بنتے ہوئے کہا۔
”ارے۔ چوری تو جب ہو جب میں اسے مالک کی اجازت کے
 بغیر پاہر لے جاؤں۔ لیکن اگر بھیں کھوئے کھوئے منہ دکھائی دے
دی جائے تو پھر چوری کیسے ہو گئی۔“ عمران نے جیولری باکس
انٹھا کر اسے سائیڈ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔
”بھلے تمہاری یہ باتیں بھوپر جادو سا ٹرکرتی تھیں لیکن اب ایسا
نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔“ اچانک جو یا نے
قدرے پر بیٹھا ہوتے ہوئے کہا۔
”وجہ موجود ہے۔“ عمران نے جیولری باکس کھولتے ہوئے
کہا۔
”کیا۔“ جو یا نے چونکہ کہا۔
”اس نے کہ تم اب مایوس ہوتی جا رہی ہو اور مایوسی کا رد عمل
کیا۔“ جو یا نے چونکہ کہا۔

ہو گا کہ سڑل اتھیلی جس کا ڈپی ڈائز کٹریات کر رہا ہے۔
• حسن عابدی صاحب - ایک اکاؤنٹ نمبر توٹ کریں - اس
اکاؤنٹ میں دو ماہ ہیلے دس لاکھ ڈالر کا چیک جمع کرایا گیا ہے۔ آپ
اس چیک کے بارے میں معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ یہ چیک کس
نے چاری کیا ہے اور اس کی دیگر تفصیلات کیا ہیں۔ عمران نے
کہا۔

“میں سر۔ بتائیں۔” دوسری طرف سے اسی طرح مودوبات لے جے
یہ کہا گیا تو عمران نے اسے رسید پر دیکھتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

“ہونڈ کریں جتاب۔ میں معلوم کرتا ہوں۔” سینگر نے کہا۔
“ورست طور پر چینگ کریں۔ یہ اہم اہم ملکی محاذ ہے۔”
عمران نے کہا۔

“میں سر۔” دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی
ہو گئی۔

“سلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔” تھوڑی در بعد دوسری طرف
کہا گیا۔

“میں۔” عمران نے جواب دیا۔

“سر۔ دس لاکھ ڈالر کا یہ چیک سئی بینک کی کیٹٹ برائج کا ہے
اسے چاری کرنے والے کا نام آرٹلڈ ہے۔” دوسری طرف سے
لیکہ

“اس کی باقی تفصیلات کیا ہیں تاکہ سئی بینک سے اسے کفرم

کے نہیں دیا جاسکتا اور اگر یہ اس مارشیا کے لئے عام سی بات ہوتی تو
وہ اس رسید کو اس طرح ہیاں جیواری باکس کے لخفیہ خانے میں
چھپا کر نہ رکھتی۔ اس کا مطلب ہے کہ دس لاکھ ڈالر اس کے لئے
واقتی ایک بڑی رقم تھی جس کی رسید بھی اس نے سنبھال کر رکھی
ہوئی ہے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر
رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع
کر دی۔

“انکوائری پلیز۔” رابطہ قائم ہوتے ہی ایک تسویتی آواز ساتھی
دی۔

“اگر سند بینک رجت چوک برائج کا نمبر دیں۔” عمران نے
رسید سے بینک کا نام پڑھتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا
گیا اور عمران نے کریڈٹ دبایا اور ٹوں آنے پر اس نے ایک بار پھر
نمبر پریس کرنے شروع کر دی۔

“اگر سند بینک۔” رابطہ قائم ہوتے ہی ایک تسویتی آواز ساتھی
دی۔

“سینگر سے بات کرائیں۔ میں ڈپی ڈائز کٹر سڑل اتھیلی جس
بول رہا ہوں۔” عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

“میں سر۔ ہولا کریں۔” دوسری طرف سے کہا گیا۔

“ہلا۔ سینگر حسن عابدی بول رہا ہوں جتاب۔” بعد لمحوں بعد
ایک مردانہ آواز ساتھی دی۔ ہبھے مودوبات تھا۔ تھا۔ تاہر ہے اسے بتا دیا گیا

“کون سا اکاؤنٹ جتاب۔” دوسری طرف سے پتوں کر کہا
تھا تو عمران نے تفصیل بیٹا دی۔
“کس قسم کی معلومات جتاب۔” سنجھ تھے کہا۔
“اکاؤنٹ ہولڈر کا مکمل نام و پتہ اور فون نمبر وغیرہ۔” عمران
کہا۔
لیں سر۔ ہولڈ کریں۔” دوسری طرف سے کہا گیا۔
“ہمیں سر۔ کیا آپ لائے پریں۔” تھواڑی در بعد دوبارہ سنجھ کی
سنائی دی۔
لیں۔” عمران نے کہا۔
“اکاؤنٹ ہولڈر مسٹر آر نیلہ جیکب ہیں۔ ان کا پتہ تمہری ایسٹ
بنی ہے۔ فون نمبر بھی نوٹ کر لیں۔” دوسری طرف سے کہا
باہر سا تھی ہی فون نمبر بھی بیٹا دیا گیا۔
ان کا پیشہ کیا ہے۔” عمران نے پوچھا۔
“ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں۔” سنجھ تھے کہا تو عمران
لیا کہ وہ کمپورٹر میں خیز معلومات چھیک کر کے بتا رہا ہے۔
“ہمیں سر۔” چند لمحوں بعد سنجھ کی آواز سنائی دی۔
لیں۔” عمران نے کہا۔
جتاب۔ مسٹر آر نیلہ میڈیسین امپورٹر ہیں۔” دوسری طرف
کہا گیا۔
ان کے آفس کا پتہ ہے آپ کے پاس۔” عمران نے پوچھا۔

کیا جائے۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بیٹا دی
گئی۔
“اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ ایسٹ سیکٹ۔ آپ
نے اسے کسی پر اپن نہیں کرنا۔” عمران کا ہجھ لفکت سرد ہو گیا۔
“لیں سر۔ آپ یہ فکر رہیں سر۔” دوسری طرف سے کہا گیا تو
عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹوں آنے پر اس نے ایک بار پھر
انکو اسی کے غیر پریس کر کے انکو اسی سے سٹیک کی کیٹ ہرائی
کا نمبر لیا اور پھر یہ نمبر پر لسک کر دیا۔
“سٹیک کیٹ ہرائی۔” رایٹ ہاتم ہوتے ہی ایک مرد اس
آواز سنائی دی۔
“ڈپٹی ڈائریکٹر سٹرل اشیلی جس بول رہا ہوں۔” سنجھ سے بات
کرائیں۔” عمران نے سرد لمحے میں کہا۔
“لیں سر۔ ہولڈ کریں۔” دوسری طرف سے کہا گیا۔
“ہمیں سنجھ سٹیک کیٹ ہرائی بول رہا ہوں۔” چند لمحوں
بعد ایک بھاری سی مرد اس آواز سنائی دی۔
“ڈپٹی ڈائریکٹر سٹرل اشیلی جس بول رہا ہوں۔” عمران نے
کہا۔
“لیں سر۔ فرمائیے۔” دوسری طرف سے کہا گیا۔
آپ کے پاس ایک اکاؤنٹ ہے اس کے بارے میں تفصیلات
سٹرل اشیلی جس کو پڑھائیں۔” عمران نے کہا۔

• کیا تم اس سے ملاقات کرتا چلہتے ہو۔ جو یا نے کہا۔
 • نہیں۔ اس طرح ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں یہ رپورٹ
 جیف کو دوں گا اور چیف اس کی نگرانی کرائے گا۔ اس کافون بیپ
 ہو گا اور پھر اگر کوئی ملکوں کی بات ثابت ہوئی تو چینگ بھی ہو سکتی
 ہے۔ بہر حال شہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔ عمران نے یہ دنی
 والے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جو یا نے اثبات میں سر ملا دیا۔

• تو سر۔ ہمارے پاس صرف رہائش گاہ کا پتہ ہے۔ میجر نے
 جواب دیا۔
 • اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ ایسٹ سیکرٹ اے
 اوپن نہیں، ہوتا چلہتے۔ عمران کا بچہ یکٹ سرد ہو گیا۔
 • نو سر۔ میں لکھتا ہوں سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو
 عمران نے ایک پار پھر کریٹل دیا یا اور ٹوں آنے پر تبر پریس کرنے
 شروع کر دیے۔

• میں۔ ایک مرد ان آواز منافق وی۔ بچہ بے حد حنف تھا اور
 بولنے والا یقیناً غیر ملکی تھا۔

• مسٹر آر نیلہ جیکب سے بات کرائیں۔ میں رو تالڈ بول رہا ہوں
 گرست لیٹے سے۔ عمران نے کہا۔

• سوری مسٹر۔ آپ ان کے پڑھنے میجر سے بات کر لیں۔ وہ ان
 دنوں بیمار ہیں اس لئے کسی کارروباری صحالتے کو ڈیل نہیں کر
 سکتے۔ دوسری طرف سے اسی طرح سرد لگتے میں کہا گیا اور اس
 کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

• آؤ۔ اب ہماں سے چلیں۔ عمران نے رسور بکتے ہوئے
 کہا۔

• کیا یہ آر نیلہ بھی ملکوں ہو سکتا ہے۔ جو یا نے کہا۔
 • ہماں۔ اس کا آععق میڈیم سے ہے اور یہی بات اسے ملکوں
 کر دی ہے۔ عمران نے کہا۔

• بآس۔ اصل بات یہ ہے کہ میں نے کمپیوٹر سے جنکی کمایا ہے۔
قون کاں گرفت لینڈ کی بجائے بھیں سے اور مارشیا کے فلیٹ سے آئی
جا رہی تھی۔ روڈی نے کہا تو آرٹلٹ بے اختیار اچھل پڑا۔
اوہ۔ اوہ۔ ویری بیٹھ۔ کیا مطلب۔ مارشیا کا فلیٹ تو پندھا گا۔
کی مطلب۔ آرٹلٹ نے بو کھلانے ہوئے بجھے میں کہا۔

• بآس۔ میرا خیال ہے کہ مارشیا اور جیکسن کی گشتنی کو جنکی
کیا جا رہا ہے اور مارشیا کے فلیٹ سے بقیناً کوئی ایسا کلیو انہیں ملا ہے
جس کی وجہ سے وہ آپ تک لکھنے میں اور اب ہو سکتا ہے کہ وہ بھاں
سرکاری طور پر روپیہ کریں۔ روڈی نے کہا۔

• بھاں انہیں کیا لے گا۔ ہم کوئی جرم تو نہیں کر رہے اور شہی
ہم کسی مخلوق سرگرمی میں ملوث ہیں اور بظاہر ہمارا مارشیا اور
جیکسن سے کوئی لٹک بھی نہیں تھا۔ پھر۔ آرٹلٹ نے کہا۔

• بآس۔ یہ ایشیائی لوگ اس قدر جذب نہیں ہوتے کہ باقاعدہ
بوچھ کچھ کریں بھاں تو پولیس اور اشیلی جنس محروم ترین افراد پر
بھی تمہڑا دگری استعمال کرتی ہے اور اگر انہوں نے ایسا آپ کے
سامنے کیا تو سب کچھ سامنے آجائے گا۔ روڈی نے کہا۔

• اوہ۔ اوہ۔ ویری بیٹھ۔ تو اب کیا ہونا چلتے۔ آرٹلٹ نے
کہا۔ بوجے بجھے میں کہا۔

• آپ لاڑا صاحب سے بات کریں۔ پھر سے وہ حکم دیں ویسے ہی
کرنا ہو گا۔ روڈی نے کہا۔

آرٹلٹ پہ آفس ناکرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے میر پر رکھے
ہوئے قون کی گھٹنی بجٹھی تو آرٹلٹ نے باتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
لیں۔ آرٹلٹ نے کہا۔

• روڈی بول رہا ہوں بآس۔ دوسری طرف سے اس کے
سکرپٹری اور سینگر روڈی کی آواز سنائی دی۔
لیں۔ کیوں قون کیا ہے۔ کوئی عام بات۔ آرٹلٹ نے
کہا۔

• بآس۔ ابھی ابھی ایک کاں ہے۔ کوئی رونالڈ بول رہا تھا۔ اس
نے کہا کہ وہ گرفت لینڈ سے بات کر رہا ہے اور آپ سے بات کر
چاہتا ہے۔ روڈی نے کہا۔

• گرفت سے۔ کون ہے یہ رونالڈ۔ آرٹلٹ نے چوٹک کر اور
حیرت بھرے بجھے میں کہا۔

۔۔۔ پھر دہاں سے تم ایکریباً اطمینان سے آئے ہو۔ لارڈ نے کہا۔

”وہ نارگٹ اس کا کیا ہو گا۔“ آرٹلڈ نے کہا۔
”نی الحال سب کچھ بھول جاؤ۔ بعد میں دیکھیں گے۔“ لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آرٹلڈ نے ایک ٹویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور انہوں کر بیرونی دروازے کی طرف پڑھ گیا تاکہ روڈی کو سیار کر کے وہ فوراً پا کیشیا چھوڑ سکے۔

”اوہ اچھا۔“ آرٹلڈ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیری سے تیر پریس کرتے شروع کر دیئے۔

”لیں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ کی مخصوص آواز سنائی دی یہ ان کا براہ راست فون تھا۔

”آرٹلڈ بول رہا ہوں پا کیشیا۔“ آرٹلڈ نے کہا۔

”لیں۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات۔“ لارڈ نے چونک کر پوچھا تو آرٹلڈ نے روڈی سے ہونے والی بات پتیت دوہرا دی۔

”اوہ۔“ ورنی بیٹھ۔ اس کا مطلب ہے کہ جس مقصد کے لئے جیکن اور مارشیا کو چلا کیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا اور اشیلی جس کو جہارا کیوں مل گیا ہے۔ روڈی نصیک کہہ رہا ہے کہ وہ جہارے حق میں انگلی ڈال کر سب کچھ انگوالیں گے۔ ورنی بیٹھ۔
لارڈ نے کہا۔

”پھر اب سیرے لئے کیا حکم ہے جتاب۔“ آرٹلڈ نے خوفزدہ سے لمحے میں کہا۔

”تم فوری طور پر کسی چارڑا طیارے کے ذریعے ایکریباً اپس آ جاؤ۔ روڈی کو بھی ساتھ لے آؤ اور اپنی بائش گاہ سے سب کیوں ختم کر دو۔ لیکن یہ سب کچھ اجتماعی تحریر قاری سے ہوتا چلے۔“ جتنی جلد ممکن ہو سکے اور سنو۔ ہستہ ہے کہ تم پا کیشیا سے میاڑہ چارڑا کر اکر کافرستان بھیج جاؤ درد ایکریباً بھینٹنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے اور کوئی بھی چکر اس دوران چل سکتا ہے۔ کافرستان تم جلدی بھیج جاؤ۔

خوبیاں کرائیں ختم ہیں، ہو سکتا اور آرٹلڈ کسیں بھاگا تو نہیں جا
بلا۔ عمران نے کہا تو بلکیں ریرو نے اختیارات میں سر ہلا دیا۔
تھوڑی در بعد فون کی تلفیق اپنی تو عمران نے پامتحہ بڑھا کر رسیور
اٹھا۔

اے یکسٹو۔ عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔
” صقدر بول رہا ہوں جاتب - ایر پورٹ سے ” دوسری
طرف سے صقدر کی موڈپاٹ آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ
بلیک تررو بھی بے اختیار پڑونک ڈلا۔

ایپر پورٹ سے کیوں۔ عمران نے سرد بچھے میں کہا۔
میں اور کیپشن ٹکلیل تمہری ایسٹ کالوونی بھئے تو ہمیں فوراً
اس، ہو گیا کہ کوئی بھائی ہے سبھا بچھے ہم واقعی طرف سے اندر گئے
تو واقعی کوئی بھائی پڑی تھی اور کوئی بھائی کی حالت سے لگتا تھا کہ اسے
بھائی ہونے زیادہ وقت نہیں گزرا۔ ہم نے باہر آ کر اردو گرد سے
معلومات حاصل کیں تو ایک کوئی بھائی کے پوکیدار نے بتایا کہ ہمارے
بھئے سے تقریباً ادھا گھنٹے ہلے کوئی میں بہائش پڑیر سر آر نہلڈ اور
اس کا ملازم سرخ رنگ کی کار میں کوئی سے نکل کر گئے ہیں۔ کار
کے پارے میں بھی اس سے تفصیلات مل گئیں جس پر میں نے
کیپشن ٹکلیل کو دیں چھوڑا اور خود کار کو چیک کرنے کے لئے گیا۔
کالوونی کے میں گیٹ سے بچھے معلوم ہو گیا کہ کار میں واقعی آر نہلڈ اور
اس کا ملازم روڈی تھا۔ یہ کالوونی رائیووٹ ہے اور پوری کالوونی کے

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ وہ جو لیا کو اس کے فلیٹ پر دراپ کر کے سید حادا دانش منزل پہنچا تھا اور اس نے چہار سے کال کر کے صدر کو بکر دیا تھا کہ ۱۰ کیشن ٹکلیں کو ساتھ لے کر آرٹلٹ چینک کی رہائش گاہ تھری ایسٹ کالونی کی نگرانی کرے اور اس کا فون بھی بیپ کیا جائے اور اس سے ملنے کے لئے آنے والے لوگوں کی بھی چینکنگ کی جائے۔

- عمران صاحب - آپ اے ہر اور اس کیوں نہیں جلیک کرتا
جاتے - جلیک زر و نے کہا۔

ہو ستا ہے کہ یہ دس لاکھ ڈالر والا سلسلہ کوتی اور ہو اور پھر اگر آرٹیلری کا تعلق واقعی اسی چکر سے ہے تو یقیناً اس کے دوسرا رات بھی ہوں گے۔ جب تک ان تمام رابطوں کو پھیک نہ کر لیا جائے یہ

"اوکے۔" عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر ٹوں آئے پر
اس نے تیزی سے نیپر لس کرنے شروع کر دیتے۔

"ناشران بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ناشران کی آواز
ستائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے مخصوص لجھے میں کہا۔
"لیکن سر۔" ناشران نے اس پار مودبیاں لجھے میں کہا۔

"دو ایکریں دس پندرہ مت چار ٹروڈ طیارے سے پاکیشیا
سے کافرستان رواث ہوتے ہیں۔ وہ یقیناً پندرہ مت بعد کافرستان پہنچ
 جاتیں گے۔ ان کے حلیتے توٹ کر لو۔ انہیں تم نے بے ہوش کر کے
دوبارہ پاکیشیا بجواتا ہے۔ فوری حرکت میں آجاو۔" عمران نے
مخصوص لجھے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں کے حلیتے، نام اور
طیارے کی تفصیلات بتادیں۔

"لیکن سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور کو
دیا۔

"ان کا اس طرح فرار ہونا بتا رہا ہے کہ ہم اصل آدمیوں تک پہنچ
 گئے ہیں۔" بلکہ زر دنے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ لوگ ہمارے کے بیٹاں کے ذمے دار ہوں گے
اور اصل آدمی یقیناً ایکریکیا میں ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود لا رڈ سٹونا
ہو یا اس کا کوئی اور آدمی۔" عمران نے کہا۔

"اصل سند یہ ہے کہ آئندہ کے لئے انہیں کیسے روکا جائے۔"

گرد اوپنی چار دیواری ہے اور اس کا لوٹی کی تمام کوٹھیاں ایک
پر اپری گروپ کی ملکیت ہیں جو انہیں فرنٹلڈ حالت میں کرائے پر دیتے
ہیں۔ اس گروپ کا آفس میں گیٹ کے قریب ہے۔ جہاں سے
کوٹھیاں کرائے پر لی جا سکتی ہیں یا اگر کوٹھی خالی کرنی ہو تو اس کی
اطلاع بھی جہاں دیتی پڑتی ہے۔ جہاں سے معلوم ہوا کہ آرٹلڈ صاحب
اپنے ملازم کے ساتھ کافرستان جا رہے ہیں۔ جہاں سے وہ ایکریکیا
جائیں گے۔ البتہ انہوں نے کوٹھی چھوٹنے کی بجائے اس کا دو ماہ کا
پیشگوئی کرایے بھی ادا کر دیا ہے تاکہ کوٹھی کسی اور کوئی دی جائے۔ یہ
 محلومات ملنے کے بعد ایرپورٹ ہبھا تو وہ سرخ کار وہاں موجود تھی
اور پھر جہاں تھوڑی سی انکو اتری کرتے ہے یہ معلوم ہو گیا کہ آرٹلڈ
اور اس کا ملازم روڈی دونوں چار ٹروڈ طیارے کے ذریعے کافرستان
رواث ہو گئے ہیں اس لئے یہ ایرپورٹ سے ہی آپ کو رپورٹ دے
رہا ہوں۔" صدر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کے حلیتے تو تم نے معلوم کئے ہوں گے۔ وہ تفصیل
 بتا دو۔" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے حلیتے بتا دیتے گے۔

"کب رواث ہوتے ہیں وہ اور اس طیارے کی کیا تفصیل
 ہے۔" عمران نے کہا۔

"میرے ایرپورٹ پہنچنے سے دس مت چار ٹروڈ طیارہ رواث ہوا
 ہے۔" صدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مزید تفصیل بھی بتا
 دی۔

بلیک لر رونے کہا۔

پہلے یہ گروپ ہاتھ لگ جائے پھر ان سے سب کچھ معلوم ہو جائے گا کہ ان کا طریقہ دار دفاتر کیا ہے اور ان کے علاوہ اور کون کون سے گروپ یہ کام کر رہے ہیں۔ پھر اس محاٹے کو بھی دیکھ لیں گے۔ عمران نے کہا تو بلیک لر رونے اشتباہ میں سرہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

ایکسو۔ عمران نے مخصوص لجے میں کہا۔

ناٹران بول رہا ہوں چیز۔ دوسری طرف سے ناٹران کی آواز ستائی دی۔

میں۔ کیا پورٹ ہے۔ عمران نے پوچھا۔

دونوں کو بے ہوش کر کے خصوصی پواست پر بہنچا دیا گیا ہے جتاب۔ اب آپ فرمائیں کہ انہیں کس دریے سے بھجوایا جائے۔ ناٹران نے کہا۔

کیسے کام کیا ہے۔ تفصیل یہاں۔ عمران نے کہا۔

باس۔ میں نے ایئر پورٹ پر موجود اپنے آدمی کو ہوشیار کر دیا کیونکہ وقت بے حد کم تھا۔ پھر یہ دونوں ایئر پورٹ پر بہنچ کر ہوٹل سن شانن گئے۔ میرا آدمی ان کا تعاقب کرتا رہا۔ پھر اس ہوٹل سے انہیں بے ہوش کر کے خفیہ راستے سے نکال کر پہلی پواست پر بہنچا دیا اور اب یہ وہاں موجود ہیں۔ ناٹران نے جواب دیا۔

کس دریے سے یہ جلد از جلد اور تھوڑا انداز میں پا کیشیا ہجتے ہے۔

عمران نے پوچھا۔

حمدہ کے راستے جتاب۔ پہلی شار کے دریے یہ آئندھیوں کے اندر پا کیشیا ہجتے جائیں گے۔ ناٹران نے کہا۔

کہاں بہنچایا جائے گا انہیں دہاں سے کپ کر لیا جائے۔ عمران نے کہا۔

دارالحکومت کے رلوائی گھات پر جتاب۔ پہلی شار کے بارے میں تفصیلات آپ تک ہجتے جائیں گے۔ ناٹران نے کہا۔

اوکے۔ بھجو دو۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ناٹران نے فون کر کے شار کے بارے میں اور اس کے ساتھ آنے والے آدمی کے بارے میں تفصیل بتا دی تو عمران نے راتا ہاؤس فون کر کے جوزف اور جوانا کو کہہ دیا کہ وہ رلوائی گھات سے ان دونوں افراد کو خصوصی ویگن کے دریے راتا ہاؤس بہنچا کر اسے اطلاع دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دیا کر دوبارہ نسپریس کرنے شروع کر دیے۔

گراہم بول رہا ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسپریس پا کیشیا سیکرٹ سروس کے خصوصی فارن امجنٹ کی نوالا ستائی دی تو بلیک لر دپوپک پڑا۔ ظاہر ہے وہ بکھر نہ سکتا تھا کہ عمران نے گراہم کو کیوں کاں کیا ہے۔

چیز بول رہا ہوں۔ عمران نے مخصوص لجے میں کہا۔

پہلائی جاتی رہی ہے جس سے اس بیماری کے مریض سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں سامنے آنے لگے ہیں اور پھر اس گروپ نے ہماری کے بعد سمت کے اعلیٰ حکام کو بیماری روشنیں دے کر اس بیماری کے علاج کے انچکشز کی قیمت اس قدر زیادہ مقرر کرائی ہے کہ عام غرب آدمی تو ایک طرف متوسط طبقے کے افراد بھی یہ علاج کرانے کی استعداد نہیں رکھتے۔ اس بیماری کے علاج کے لئے ایک مریض کو خوری طور پر دس لاکھ پاکیشیائی روپے فرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ تلاکس بھاں ہزاروں مریض ایسے سامنے آنے ہیں جو علاج کرانے کی وجہ سے بھیش کے لئے اندھے پن کا شکار ہو گئے ہیں۔

مران نے سلسلہ بولتے ہوئے کہا۔

اوہ چیف۔ یہ تو بیجیب اور تیا جرم ہے۔ میں نے تو کبھی سوچا ہی۔ تھا کہ اس انداز میں بھی جرم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن چیف مریض علاج ہی نہ کر اسکیلے تو پھر اس گروپ کو اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ گراہم نے کہا۔

سہی بات بتانے کے لئے ہمیں تفصیل بتائی گئی ہے۔ مران نے سرد لہجے میں کہا۔

لیکن چیف۔ دوسری طرف سے گراہم نے کہا۔

عام حالات میں اس بیماری کے مریض اکاڈمک ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی تعداد بے حد کم ہوتی ہے۔ اگر پاکیشیا کی آبادی کو مد نظر رکھ کر تکالب نکالا جائے تو پسندیدہ کروڑ کی آبادی میں سے اس بیماری کے

لیکن سر۔ دوسری طرف سے گراہم کا بھی یہ لفاظ مودبیاں ہو گیا۔

ایکریہا میں میڈیسین کے بڑے بڑے ڈسٹری یوٹر گروپ ہیں جو میڈیسین تیار کرنے والی ملنی نیشنل کمپنیوں سے ان کی ادویات کی بڑی کمپنیوں انحصار ہیں اور پھر اپنے طور پر انہیں دیبا کے مختلف ممالک میں چھوٹے ڈسٹری یوٹر کے ذریعے فروخت کرتے ہیں۔ کیا تمہیں اس پارے میں معلومات ہیں۔ مران نے کہا۔

تمہیں جتاب۔ میڈیسین پرنس سے میرا بھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ گراہم نے جواب دیا۔

ایکریہا میں ایسا ہی ایک بڑا میڈیسین ڈسٹری یوٹر گروپ ہے جس کا نام لاڑ سنونا میڈیسین انٹر نیشنل ڈسٹری یوٹر ہے اور ونگلش میں اس کا ہسٹہ آفس ہے۔ اس کا مالک یا چیئرمین لاڑ سنونا ہے۔ یہ لاڑ سنونا صرف میڈیسین فروخت نہیں کرتا بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے۔ اور اہم اہم محتاج کمانے کے لئے یہ گروپ بھی اس بیماری کو مصنوعی طور پر پھیلاتا ہے جس کی اہمیت نے اس ملک میں مدد کیا۔ کرنی ہوتی ہے اور بھی ایسے گروپ ہوں گے لیکن یہ گروپ سب سے زیادہ اس تاجا توکام میں ملوث ہے۔ اس گروپ نے ابھی حال ہی میں پاکیشیا میں اندھے پن کی بیماری پھیلانے کے لئے مصنوعی اور بھرپاٹ طریقے استعمال کئے ہیں کہ پاکیشیا کے تمام بڑے شہروں میں مسلسل ایسی لیکن فصائیں

- عمران صاحب نے اسے ہلاک ہی کرتا ہے۔ یہ کام میں بھی کر گاچھ۔ گراہم نے کہا۔

۱۰۔ اگر لارڈ ستوتا کو دیے ہی بلک کر دیا گیا تو اس صاری کارروائی

کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ دوسرے گروپ اور لارڈ سنوکالا گروپ یہ

ہم کرتا رہے گا اور ہم کب تک اور کہاں تک انہیں روک سکتے ہیں

س نے عمران اسے بھجو کر دے گا کہ وہ پوری دنیا کے سامنے لپٹے

خوبیاں کر جس کرامہ کو خود اپنے کرے اور اس کی تفصیلات

یانے تاکہ پوری دنیا اور خاص طور پر ایکریسین حاصل کو اعلیٰ ہو۔

لئے کہ ان کی ملی نیشنل کپیلوں اور ڈسٹری پیو شرز گروپ کسی

لے بڑھ کر انہیں ملٹھ ہیں۔ اس کے نیجے میں پوری دنیا اس

دہاڑ کے پونس کرامم سے آگاہ ہو جائے گی اور پھر دوبارہ یہ خوفناک

میں نہ کھلایا جائے گا۔ عمران نے تیر لجھے میں کہا۔

۱۰۔ لک چیف۔ آپ واقعی اہمیتی گھرائی میں سوچے ہیں۔

میک ہے چیف۔ آپ عمران صاحب کو بھجوادیں۔ میں اپنا کام ان

لے جائے تک آسانی سے مکمل کر لوں گا۔ گراہم نے کہا۔

• تم اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لو اور اسے انٹو

لئے کی خیاری مکمل کرو لیکن اسے اس وقت تک انہوں نے کرنا جب

لے جسیں اس کا پاتا گدھ حکم دیا جائے۔ عمران نے کہا۔

"یک چیز۔ جسے آپ کا حکم ہو۔ دوسری طرف سے کہا گ

قرآن نے مزید کچھ کے بغیر سیور رکھ دیا۔

مریضیں ایک سو سے بھی کم ہوں گے اور قابلہ ہے اس قدر کم مریضوں سے ملٹی نیشنل کمپنی اور لارڈ سٹوناگر گروپ کیا منافع کا سکے گا اس لئے اسے مصنوعی طور پر پھیلاتے کی منصوبہ بندی کی گئی تاکہ یہ تعداد لاکھوں میں پہنچ جائے اور لا اڑ ما لاکھوں میں سے غریب اور متوسط طبقے کو نکال کر امراہ طبقے سے نصف تعداد ایسے مریضوں کی ہو گی جو علاج کر اسکیں گے اور اگر اس بیماری کو مصنوعی طور پر پورے پا کیشیا میں پھیلا دیا جائے اور مسلسل پھیلا دیا جاتا رہے تو مریضوں کی تعداد کروڑوں میں جا سکتی ہے۔ اس طرح اس کمپنی اور ڈسٹری بیوٹری گروپ کا صرف اس بیماری کے علاج کے تابع منافع کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اس طرح یقیناً پندرہ کروڑ افراد میں سے کم لاکھ دو کروڑ افراد ایسے ہوں گے جو علاج نہ کر اسکیں گے اور ہمیشہ کے لئے تابیتا ہو کر محدود رہو جائیں گے۔ اس طرح پورے حکم پر یہ جو بڑھ جائے گا اسے چانچہ ہم نے اس کا نوٹس لیا اور پھر پاکیشیا میں ان گاہیں اپ ختم کر دیا گیا لیکن لارڈ سٹونا جو اس سارے چوٹیں کرامم کے یعنی ہے وہ یقیناً آسانی سے ہمارا گروپ بھیج سکتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کرامم کے خاتمے کے لئے اس کا خاتمہ گردیا جائے اور یہ کام تم نے اس انداز میں کرتا ہے کہ اس لارڈ سٹونا کو ہوا کر کے اپنے کی مخصوص پواتی پر لے جاؤ۔ میں ہمارا سے گران کو ایکریکا بھیج رہا ہوں۔ وہ اس سے ثابت لے گا۔ گران نے کہا۔

“ان دونوں کو بھی میں مریض بنانا کر چاہرہ طیارے کے دریعے ایکریمیا لے جاؤں گا جہاں یہ دونوں بھی لارڈ سنونا کے ساتھ ساتھ پیشیا کو اس بڑنس کرامہ کی عملی صورتوں کے پارے میں بتائیں گے۔ عمران نے کہا۔

“یکن عمران صاحب یہ بہت بڑا کام ہے۔ آپ اکٹلے اور وہ بھی ایکریمیا میں اسے کیسے کریں گے۔ بلیک زروتے چد لئے جوش رہنے کے بعد کہا۔

“مجھے معلوم ہے جو کچھ تم سوچ رہے ہو۔ تم نکرنا کرو۔ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن میرے انٹل بھی ہیں اور سرسلطان کی طرح اپنی اصول پسند تھی۔ جب سب کچھ ان کے سامنے لاایا جاتے تو وہ مجھ سے زیادہ جوش سے اس کی روک تھام کے لئے کام کریں گے۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

اوہ ہاں۔ واقعی لارڈ مارٹن کی وجہ سے واقعی جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں وہ مکن ہو جائے گا۔ یکن عمران صاحب اس طرح اس کا کریڈٹ ایکریمیا لے جائے گا۔ بلیک زروتے کہا۔

میں نے بتایا تو ہے کہ لارڈ مارٹن سرسلطان کی طرح اصول پسند اوری ہیں اس لئے بے فکر ہو۔ اس کا کریڈٹ پاکیشیا سیکرٹ روں کے پاس ہی رہے گا۔ عمران نے کہا۔

“عمران صاحب۔ میرا شیال ہے کہ آپ مجھے ایکریمیا سے فون کر کے بتا دیں کہ یہ سب کچھ کب ہو گا تاکہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھجو رہا ہے ان کا کیا کرتا ہے۔ بلیک زروتے کہا۔

“آپ خود ایکریمیا جائیں گے عمران صاحب۔ بلیک زروتے کہا۔

“ہاں۔ اس لارڈ سنونا کو عالمی میڈیا کے سامنے اس انداز میں لانے کے لئے کہ وہ اس خوفناک بڑنس کرامہ کی تمام تفصیلات اپنے من سے خود سب کو بتائے۔ مجھے وہاں جا کر بے حد محنت کرنی پڑے گی۔ عمران نے کہا۔

“یکن اس طرح یہ ساری کارروائی صرف ایکریمیں میڈیا کے سامنے ہی آتے گی اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بلیک زروتے کہا۔

“نہیں۔ اس بڑنس کرامہ کے سامنے میں بھلے پورے عالمی میڈیا پر باقاعدہ اعلانات کیتے جائیں گے اور جب پوری دنیا اس کی طرف متوجہ ہو جائے گی تو پھر ایک ایسی پرلس کانفرنس میں اس لارڈ سنونا کو سامنے لاایا جائے گا جس میں پوری دنیا کے فی وی چیٹلر، اخبارات اور ریڈیو کے ہماسکے شامل ہوں گے اور ایکریمیا کے ہاتھوں کے مطابق لارڈ سنونا سے آزادانہ سوالات بھی پوچھے جائیں گے۔ اس طرح یہ بڑنس کرامہ پوری دنیا میں اوپن ہو جائے گا اور پوری دنیا میں صرف اس سے آگاہ ہو جائے گی بلکہ آئندہ کے لئے اس کی روک تھام میں بھی لعتماً مدد ملے گی۔” عمران نے کہا۔

“آپ نے واقعی بہت گہری بات سوچی ہے۔ یکن ناشران جن دو افراد کو بھجو رہا ہے ان کا کیا کرتا ہے۔ بلیک زروتے کہا۔

دائش منزل کے میٹنگ ہال میں اس وقت سیکرٹ سروس کے
تم اور کان موجود تھے۔ انہیں ایکسو نے کال کر کے بلایا تھا اور وہ
سب تیران تھے کہ اس طرح اچانک انہیں کیوں کال کیا گیا ہے اور
اس بارے میں وہ آپس میں بات پیش کر رہے تھے۔ تقریباً سب کا
عیال تھا کہ کوئی دیا کیس شروع ہونے والا ہے اور اس کی بڑی میٹنگ
کے لئے انہیں ہبھاں کال کیا گیا ہے اور یہ مشن اس قدر اہم ہے کہ
پوری سیکرٹ سروس کو کال کیا گیا ہے۔

”یعنی اگر واقعی کوئی دیا اور بڑا کیس ہوتا تو عمران صاحب لازماً
چاں موجود ہوتے۔۔۔ اچانک کپشن ٹکل نے کہا تو سب بے
العتیر جو نیک پڑے۔

”اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر تو نہیں ہے۔۔۔
صرف کرانے کا آدمی ہے۔۔۔ تصور نے من بناتے ہوئے کہا۔

کو میٹنگ ہال میں کال کر کے انہیں بھی یہ ساری کارروائی دکھا
سکوں۔۔۔ بلیک زردو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ میں اطلاع کر دوں گا۔۔۔ عمران نے کہا اور انہوں
کو مراہوا۔۔۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زردو بھی احترام انہ کر کردا ہو گیا۔

مودباد لجئے میں کہا۔
عمران کی کارگردگی دکھاتے کے لئے تو میں نے تم سب کو
چنان کمال کیا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ عمران پاکیشیا کے
مزادات کے تحفظ کے لئے اپنے طور پر بھی کیا کرتا رہتا ہے۔
تھارے درخیان ہونے والی بات چیت بخوبی تجھی رہتی ہے اور
تجھے معلوم ہے کہ تھور نے عمران کے بارے میں کیا ریمارکس پاس
کئے ہیں اور تم نے اور صدر نے کیا ریمارکس فرمے ہیں۔ یہ درست
ہے کہ عمران سیکٹ سروس کا رکن نہیں ہے لیکن عمران پاکیشیا کا
یہاں سرمایہ انتشار ہے جس کا قائم البدل پوری درخیا میں نہیں ہے۔ یہی
 وجہ ہے کہ میں اس کی فضولیات سنتے کے باوجود واسے کوئی سزا نہیں
رہتا۔ چیف نے اپنے مخصوص لجئے میں بات کرتے ہوئے کہا تو
تھور نے بے اختیار ہونے کی وجہ باقی سب افراد کے پھر سوپر
پنک سی ابھر آئی۔

چیف۔ عمران کی کس کارگردگی کی بات آپ کر رہے ہیں۔
ہو یا نے کہا۔

تمہیں معلوم ہے کہ یہی بیماری کے سلسلے میں بہانہ کام ہوتا
ہے۔ تم سب نے بھی اس میں تھوڑا سا حصہ لیا ہے لیکن چونکہ یہ
لکھ سیکٹ سروس کے دائرة کار میں نہیں آتا تھا اس لئے میں نے
اس حوالے میں تم لوگوں کو زیادہ کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔
لیکن عمران چونکہ آزاد آدمی ہے اس لئے اپنے طور پر وہ اس خوفناک

چہارے اندر آخر عمران کے لئے کیوں اس قدر زہر بھرا ہو ہے
کہ تم اس کا نام سنتے ہی زہر اگنا شروع کر دیتے ہو۔ جو یا نے
اہمیٰ خشک لجئے میں کہا۔

میں بھی بولتا ہوں مس جو یا اور ہمیشہ بھی بولتا ہوں گا۔ تھور
نے اس سے بھی زیادہ خشک لجئے میں کہا۔

تھور۔ بھی اس انداز میں بولتا چلتے ہے کہ اس سے دوسروں کی دل
محکمی نہ ہو۔ عمران ہمارا ساتھی ہے اور وہ کرانے کا آدمی نہیں ہے۔
اگر وہ صرف کرانے کا آدمی ہوتا تو اسرا تیل پوری دبیا کے ہبھوڑیوں کی
دولت دے کر بھی اسے ہاتر کرنے پر بیمار ہو جاتا۔ وہ دراصل اپنی
مرضی کا مالک ہے اور آزاد مش آدمی ہے اس لئے وہ سیکٹ سروس
میں شامل نہیں ہوتا اور وہ تم بھی جانتے ہو کہ اگر وہ سیکٹ سروس
میں شامل ہوتا چاہے تو چیف ایک لمحہ بھی درد نہ لگاتے۔ صدر
نے خشک لجئے میں کہا۔

ہو ہے۔ تم سب پر اس نے چاہو گر کھا ہے۔ تم اس کا ہی ذم
بھرتے ہو۔ تھور نے منہ بھاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے بھٹے
کر مزید کوئی بات ہوتی اچانکہ ٹانسیز کے آن ہونے کی اوالہ سنائی
دی تو وہ سب پوکنا ہو گئے۔

کیا تم سب میر رائی ہو۔ چیف کی مخصوص آواز سنائی
دی۔

میں چیف۔ سوائے عمران کے سب موجود ہیں۔ ہو یا نے

کے مرد اور موہر تیس یعنی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ سامنے ایک شیخ تھا جس پر ایک ڈائس موجود تھا۔ ہال میں ہر طرف کیرے لگے ہوئے تھے۔ وہ سب حریت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ اچانک منظر بدلا اور سکرین پر ایک اتنا توسر نظر آنے لگا۔

- اس وقت ہمارا یہ چیل پوری دنیا کے تمام چیلز کے ساتھ مشک کر دیا گیا ہے اس لئے اس وقت جو کچھ ہمارے چیل پر پیش کیا جا رہے ہے وہی پوری دنیا کے تمام چیلز پر نظر آرہا ہو گا اور جیسا کہ گروہ دوڑوڑ سے پوری دنیا کے چیلز پر اعلانات کے جا رہے تھے کہ جتنے کرام کے سلسلہ میں ایک شخصی پرنس کانفرنس پیش کی جائے گی۔ اس وقت وہی کانفرنس پیش کی جا رہی ہے اس پرنس کانفرنس میں پوری دنیا کے ایکراں اور پرست میڈیا کے ہتھیں موجود ہیں۔ اس پرنس کانفرنس کا انعقاد ایکریسیا کے چیف سینکڑی لارڈ مارٹن صاحب کی شخصی ہدایت پر کیا جا رہا ہے تاکہ ایکریسیا سمیت پوری دنیا کی ملکوں میں اور عموم اس خوفناک بڑی کرانم سے ہو۔ سکس۔ اس سلسلے میں تمام کارروائی پاکیشیا کے ایک انسان دوست جناب علی عمران صاحب نے کی ہے اور وہی اس پرنس کانفرنس کے شیخ سینکڑی ہیں۔ جناب علی عمران صاحب فرام پاکیشیا۔ اتنا توسر نے کہا اور اس کے ساتھ دوبارہ ہال کا منظر سامنے آیا تو اب عمران شیخ کے اپر ڈائس کو انتظار آرہا تھا۔ اس نے ملٹی کفر بس بہتنا ہوا تھا اور اس کے پیچے میں ایک بہت بڑے ہال کا منظر نظر آرہا تھا جس میں تقریباً ہر قومیت

سازش کے پیچے نگارہ اور پھر اس نے صرف اس کا تارو پود بکھر کر رکھ دیا۔ بلکہ اس نے اس کرام کی مستقل روک تھام کے لئے ایسے اقتداء کئے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ کم از کم اس طرح کا بھی انک یونیورس کرام کا نام عمران نے دیا ہے اور یہ واقعی اس کا بہتر نام ہے۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں چیف۔ لیکن۔ جو لیا تے قدرے الجھے ہوئے لجھے میں گھا۔“

”میں سمجھتا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ لیکن تھوڑی درستار کرو۔ سب کچھ ہمارے سامنے آجائے گا۔“ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی چیف کی آواز ستائی دنیا بند ہو گئی اور ٹرانسیسیشن بر جلنے والا پل بجھ گیا۔

”آج تو چیف بھی عمران کی تعریف کرنے پر بخوبی ہو گیا ہے۔ کوئی خاص بات ہی لگتی ہے۔“ صدر نے سکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی درستار بعد اچانک پلک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے موجود دیوار کا ایک حصہ الماری کے پٹ کی طرح کھسک کر سانپیچہ ہو گی اور وہ سب پونک کر اور ہدیکھنے لگے جہاں پہنچ لئے ہیں دیوار تھی۔

اب وہاں ٹھی دی سکرین موجود تھی اور پھر ٹھی دی آن ہو گیا اور دوسرے لمحے جحمد کے سامنے اس پر ایک ایکریسین چیل آن ہو گیا جس میں ایک بہت بڑے ہال کا منظر نظر آرہا تھا جس میں تقریباً ہر قومیت

دوسروں سے حسو تو ایک طرف رٹنک بھی نہیں کرتا۔ یہ کافر تھے
کہ لکر تھقیر۔ عمران نے جواب دیا تو وہ آدمی حس نے کھڑے
ہو کر بات کی تھی بے اختیار سر جھکایا لیکن پھر اس سے جھلے کہ مزید
کوتی بات ہوتی شیخ کے عقب میں دروازہ کھلا اور ایک اوچھے عمر
بخاری جسم اور چوڑے ہجرے کا مالک نمودار ہوا۔

استقبال کیجئے۔ ایکریسا کے چیف سکرٹری لارڈ مارٹن صاحب
ہو سیے انکل ہیں اور جن کی وصیت میں اپنا نام لکھوانے کے لئے
ان کی مسیں کرتا رہتا ہوں۔ عمران نے کہا تو ہال میں ایک بار
چھر قبیلے کو خیال کئے۔ لارڈ مارٹن جو کرسی پر بیٹھنے لگے تھے، بجائے بیٹھے
کے مڑے اور سیدھے ڈائیس پر آگئے۔ عمران بڑے مود بات اندراز میں
بیٹھے ہٹ گیا۔

سینیور اینڈ جنٹلمن یہ نوجوان علی عمران حس نے آکنورڈ
یو یورمنی سے ڈاکٹر اف سائنس کی ڈگری حاصل کی ہوتی ہے صرف
پاکیشیا کا ہی نہیں پوری دنیا کا قابل افتخار سرمایہ ہے۔ یہ نوجوان
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا میں جرام کے
 مقابل سب سے سخت چنان کا درجہ رکھتا ہے۔ پورے دنیا کے مجرم
اور ہین الاقوامی مجرم ٹیکسی میں اس سے خوفزدہ رہتی ہیں۔ اس وقت
جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے یہ ایسے یعنی بایست ہے جسے
ہر قس کرامہ کہا جاسکتا ہے اور مجھے شرمندگی ہے کہ اس بڑنیں کرامہ
میں ایکریسا کی ایک فرم ملوث ہے۔ اس کی تفصیل علی عمران آپ

پر جماقوتوں کی آیشان پوری روانی سے یہہ رہی تھی۔ وہ اس طرح ہال
میں موجود افراد کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ
رہا، وہ کہ لئے لوگ ہمہاں موجود ہو سکتے ہیں۔
اوہ۔ اوہ۔ آپ یہ بکواس شروع کر دے گا اور پوری دنیا میں
پاکیشیا کی بے عربی اور رسوانی ہو گی۔ سورہ نے فصلے لچے میں
کہا۔

پا۔ کاش چیف اسے اس موقع پر نہ بھیجا۔ جو یا نے
ہوتے چھاتے ہوئے کہا۔
لیڈر اینڈ جنٹلمن۔ میرا نام حیری فقیر پر تقصیر حمدان ہندہ
نادان علی عمران ایم ایس سی۔ قن ایس سی (اکسن) ہے اور میں
برا عظیم ایشیا کے عظیم ترین ملک پاکیشیا کا شہری ہوں اور اس تعالیٰ کا
استحانی عاجز ہندہ ہوں۔ عمران کی آواز میںگ روم میں گونجے گی
اور ہال میں یکٹ قبیلے بلند ہونے لگے۔ ظاہر ہے عمران نے جن
القاظ سے اپنا اتحاف کرایا تھا اس نے سب کو ہٹنے پر بھور کر دیا تھا۔
آپ نے لفظ فقر استعمال کیا ہے۔ کیا آپ لگا کریں۔ ایک
کافرستانی نے انہوں کر اوپنی آواز میں کہا۔

میں نے لفظ فقر کا گرت یعنی زبان میں اس لے تر جس نہیں کیا
کہ لفظ فقر کا مطلب لگدا کریا جیکر نہیں ہے۔ آپ کو نہادگی بخیر
پڑھ لے گئی ہے تو میں آپ کو اس کا مطلب بتا دیا ہوں۔ فقر
کا مطلب ہے فقر کرنے والا یعنی درویش، قناعت پسند۔ ایسا آدمی ہو

اس کے بعد ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی کو لایا گیا۔ بلاہرے
تعیی لارڈ مارٹن کی طرح رعب دار تختیت کا حامل تھا لیکن جب
عمران نے بتایا کہ اس کا نام لارڈ سنوتا ہے اور اس پرنس کرام کے
بھی اصل آدمی ہی ہے تو سپ حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ اس کے
بعد لارڈ سنوتا نے خود ہی پرنس کرام کے پارے میں تفصیلات بتانا
چکا۔ اس نے بتایا کہ وہ کس طرح کام کرتے رہے ہیں
اور اس کی آئندہ پلانگ کیا تھی۔ لارڈ سنوتا کے اعتراف جرم کے بعد
میں کانفرنس کے شرکا، کوان سے سوالات کرتے کی اجازت دے
ی گئی اور پورے ہال میں موجود افراد نے اس پرنس کرام کے
بارے میں سوالات کر کے مزید تفصیلات معلوم کرنا شروع کر
لے۔

لارڈ سنوتا۔ آپ نے بتایا ہے کہ آپ پرنس کرام کے دوران
اس ملک میں جہاں آپ مصنوعی طور پر بھاریاں پھیلاتے تھے وہاں
اس بھاریوں کے پارے میں ڈاکٹر ساجان کے سینیٹر بھی کرتے
تھے اور ایکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر بھی کروڑوں ڈالر رخراج کر کے
لاد لوگوں کو اس بھاری کے خلاف چدو جمد اور آگاہی کا موقع دیتے
تھے۔ کیا یہ سب کچھ آپ کے اس پرنس کرام کے خلاف نہیں
ہے۔ ایک ایکریں نے کھوئے ہو کر کہا۔

بلاہر تو یہ سب کچھ غلیق مقاصد کے لئے کیا جاتا تھا اور ڈاکٹر
ساجان بھی یہ کہ کر ان سینیٹریں حصہ لیتے تھے کہ وہ لوگوں کو

کو خود بتائے گا۔ لارڈ مارٹن نے کہا اور پھر وہ مزکر کو سی پر جا کر
بیٹھ گئے۔

سیدیز ایند جنتلسین۔ عمران نے اس بار صحیدہ لجھے میں کہا
اور پھر اس نے پاکیشیا میں پھیلنے والی بھی بھاری کے پارے میں
تفصیل بتائی شروع کر دی اور پھر اس نے جب اس کے بیچھے ہوتے
والے اصل جرم کی تفصیلات بتائی شروع کیں تو پورے ہال پر جسے
سکوت سا بھاری ہو گیا۔

صرف منافع کمانے کی غرض سے لاکھوں کروڑوں افراد کو
خوقناک بھاریوں میں جرا بیٹلا کیا جا رہا اور جناب لارڈ مارٹن نے
بھی اس پرنس کرام کو عالمی میڈیا کے سامنے لانے کے لئے یہ سب
کچھ کیا ہے تاکہ تاجریوں کے روپ میں ایسے افراد جو خود تاجریوں کے
لئے بھی باعث شرم ہیں دوسرا سے لفظوں میں یہ لوگ تاجریوں کے
طبیت کی کالی بھیں ہیں۔ انہیں ساری دنیا کے سامنے لایا جاتا شروعی
تھا۔ عمران نے کہا اور پھر وہ مسلسل بونا جلا گیا۔ اس نے
پرنس کرام کی ہو تفصیلات بتائیں انہیں سن کر میٹک روم میں
بیٹھنے ہوئے سیکرٹ سروس کے ارکان کے جسموں میں بھی بے انتہا
سردی کی ہیں سی دوائے لگیں۔ پھر ایک آدمی کو سینچ پر لایا گیا۔

اس نے اپنا نام ارنلڈا بتایا اور اس نے بتایا کہ اس نے کس طرح
پاکیشیا اور دوسرے حمالک میں مصنوعی بھاریاں پھیلاتی تاکہ زیادہ
سے زیادہ منافع کمایا جاسکے۔ اس نے سب کچھ پوری تفصیل سے بتایا

ساتھ ہی دیوار بھی ہر اپر ہو گئی۔ سیکرت سروس کے ٹھام مسراں اس طرح پیٹھے ہونے تھے جیسے انہیں سکتے ہو گیا ہو۔
یہ انسان نہیں ہے۔ یہ واقعی انسان نہیں ہے۔ یہ تو رشت ہے فرشت۔ سب سے بھلے تورنے کہا تو سب بے اختیار چوہک پڑے۔

عمران صاحب انسان ہی، ہیں لیکن وہ انسان جس میں انسانیت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہو۔ صدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہمیں فخر ہے کہ عمران صاحب نہ صرف پاکیشیانی ہیں بلکہ ہمارے ساتھی ہیں۔ صالح نے کہا اور پھر میٹنگ روم میں بھی یہے عمران کی تعریف کرنے میں سب ساتھی ایک دوسرے سے بحث لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ اسی لمحے پھر کی آواز سنائی دی اور وہ سب ٹرانسیور کی طرف متوجہ ہو گئے۔

آپ لوگوں نے یہ سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ عمران نے نہ صرف پاکیشیا کا نام پوری دنیا میں سریلند کر دیا ہے بلکہ اس نے اس طرح اس خوفناک پرنس کرام کے راستے میں ایسی رکاوٹ کھوی کر دی ایک دوسرے پر بحث لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔

کہ اب ایسے بنس کر اتم دوبارہ آسانی سے نہ کئے جا سکیں گے۔ میری لاڑکانہ سے بات ہوئی ہے۔ لاڑکانہ نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ معلوم ہوتے پر انہوں نے ایکریسا میں ایسا قاتون تلاش کرنے کے لئے کام شروع کر دیا ہے جس کے تحت ایسے بنس کر اتم کا کمل

ہماری کے بارے میں آگاہ کرنے کا نیک کام کر رہے ہیں یعنی دراصل اس سے ہمارا مقصد اس ہماری کا مجھی طور پر اس قدر خوف پیدا کرنا ہوتا ہے کہ لوگ جو حق در جو حق اس ہماری کے حفاظتی انجکشن اور اس کے علاج پر بھاری رقم خرچ کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ان سیکھتا رہ اخبارات کے اشتہارات اور اُن دی پروگرام سے اس ملک میں اس ہماری کے بارے میں اس قدر خوف پیدا ہو جاتا تھا کہ جو لوگ اس کے علاج کی عام حالات میں استطاعت نہ رکھتے تھے وہ بھی اپنا قیمتی اٹاٹھ قروخت کر کے اس ہماری کے علاج پر خرچ کرتے پر تیار ہو جاتے تھے۔ اس طرح ہمارا ماتفاق تھی کہ یہ سبھا چلا جاتا۔ لاڑکانہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ ایمانی خوفناک جرم ہے۔ اسجاہم جس کے بارے میں کسی نے آج تک سوچا ہی نہ تھا۔ پوری دنیا کے ادلوں لوگ جسیب علی عمران صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس جرم سے پرداہ ہٹایا ہے۔ ایک یورپی ملک کے نمائندے نے کہوئے ہو کر کہا اور پھر تو یہی ہال میں موجود تمام افراد عمران کی تعریفیں کرنے میں ایک دوسرے پر بحث لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔

مم۔ مم۔ مجھے شرم آرہی ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مژکر اندر ولی دروازے سے باہر چلا گیا اور ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج آنھا۔ اس کے ساتھ ہی پھلک کی آواز کے ساتھ لی وی سکرین آف ہو گئی اور پھر سر کی آواز کے

پاکیشیا سیکرت سروس کے برابر حیثیت تو نہیں دی جا سکتی ۔
پاکیشیا سیکرت سروس پاکیشیا کا سب سے اہم ادارہ ہوتے کی وجہ سے
یہ پاکیشیا کے سرکاری کریڈٹ کی بنا تبدیل کرتی ہے جیکہ عمران
خال ایک فرد ہے ۔ جو یا نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا۔
یہ اصول کے خلاف بات ہے کہ جب کس پر تمام کام عمران
کیا ہے تو اے پاکیشیا سیکرت سروس کے کھاتے میں ڈال دیا
ہے ۔ دوسری بات یہ کہ اس ماضی کے کریڈٹ پاکیشیا سیکرت
سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے اس لئے ایسے کریڈٹس پر پاکیشیا
سیکرت سروس کا نام آتا اس ادارے کی توجیہ ہے اور آخری بات یہ
پاکیشیا سیکرت سروس کا کام زیادہ اچھا لاحانا سیکرت سروس کے
میں نہیں جاتا اس لئے ایسا حکم ہے تھا ۔ چیف نے سرد لیج
کہا اور اس کے ساتھ ہی لٹک کی آواز کے ساتھ ہی شروع کیا
گیا تو ہو یا نے بے اختیار ایک طویل سائنس دیا۔
چیف شجاعے کس میں کا بنا ہوا ہے کہ اے شہرت کی طلب ہی
کے ہے ۔ جو یا نے کہا۔

عمران کی طرح چکنی میں کا جس پر کوئی اثر ہوتا ہی نہیں ۔
سونے بے ساخت انداز میں جواب دیا تو سب بے اختیار نہیں

ٹوپ پر خاتم ہو سے گا اور آستہ ایکریہیا کی کوئی ملنی نیشن کمپنی یا کوئی
ڈسٹری یوٹر ز قرم اس انداز میں دوبارہ ایسے بوس کرام کی براہ
ہی نہ کر سکے گی ۔ چیف کی آواز سنائی دی ۔

چیف ۔ ایسا قانون ہیں الاقوامی سٹھ پر نافذ ہوتا چاہے تاکہ
پوری دنیا کے عوام کو ایسے بزنس کرام سے تجارت مل سکے ۔ کمپنی
تکمیل ہے کہا۔

ہاں ۔ ایسا ہی ہو گا اور اس سلسلے میں سرسلطان کو آگے لایا
جاے گا کیونکہ سرسلطان کے تعلقات تقریباً پوری دنیا کے اعلیٰ حکام
سے بے حد اتحب ہیں ۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

چیف ۔ اس سارے سلسلے کو صرف عمران کا کریڈٹ بنا کر
بیش کیا گیا ہے حالانکہ اس پر سیکرت سروس نے بھی کام کیا ہے ۔
کیا یہ کریڈٹ پاکیشیا سیکرت سروس کو نہیں دیا جا سکتا تھا ۔ جو یا
نے منہ بنتا ہوئے کہا تو سب بونک کر ہو یا کو دیکھنے لگے ۔ چاہر
ہے انہیں اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ جو یا ہو ہے تمام کریڈٹ
عمران کو ملنے پر خوش تھی اب صرف عمران کا کریڈٹ ملنے پر ناخوش
نظر آ رہی تھی ۔

کی جیسیں عمران کو کریڈٹ ملنے پر کوئی خوش نہیں ہوئی ۔
چیف نے سرد لیج میں کہا۔

اس حد تک تو ضرور ہوئی ہے چیف کہ عمران پاکیشیا کا شہری
ہے اور عمران کا کریڈٹ دراصل پاکیشیا کا کریڈٹ ہے میں عمران کو